ربوہ کا پوپ

3

مرتبہ

محمد مظہرالدین ملتانی

★

دفتر بیت القرآن
پوسٹ بکس ۱۰۴۸ ، لاہور

سمجھنے کی باتیں

یہ کتاب جو پیش خدمت ہے۔ خدمت کے بہترین اصولوں کے پیش نظر بار دوم کافی اضافہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ ربوائی مظالم کا حقیقی روزنامچہ کا دیباچہ مرزا محمد شفیق صاحب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس دیباچہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان شستہ اور استدلال بھی انتہائی مخلصانہ ہے۔ آپ نے نہایت عمدہ اور احسن طریق سے ربوہ کے مظالم کی موجودہ حالت کا حیرت انگیز نقشہ کھینچا اور جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے خوب سوچ سمجھ کر، نیز متانت کے ساتھ تمام ذمہ داریوں کا احساس کرتے مرزائی مظالم کے چہرے سے نقاب اٹھانے کی سعی فرمائی۔ بہر لحاظ سے قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آئندہ بھی ان کو مظلوم کے حق میں لکھنے کی توفیق دے۔

جزاء کم اللہ احسن الجزاء

اس سے قبل بھی حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ اب پھر ان سے درخواست ہے کہ ربوہ کی سرزمین میں سوشل بائیکاٹ، ضروریات زندگی کے تمام راستے مسدود کرنا۔ روز روشن میں قتل و غارت وغیرہ معمولی افعال ہیں اور اپنے مخالفین کے ساتھ انتہائی سوء سلوک روا رکھنا اس سرزمین میں مہذب فعل اور کار ثواب ہے۔ یہاں مذہب کی آڑ میں ان کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ آخر ان تمام مشکلات کا حل حکومت ہی کر سکتی ہے۔ تاکہ بنی نوع انسان کو امن کی زندگی میسر ہو سکے انگریز کے راج میں

جو کچھ قادیان میں ہوتا تھا وہی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان
کے اندر حکومت در حکومت کی صورت میں ربوہ کے اندر ہو رہا ہے۔
ان حالات میں نہ معلوم کب حکومت کو اپنے قانون کی عظمت کا احساس
ہوگا۔ اگر اب بھی حکومت پاکستان نے تساہل اور غفلت سے کام لیا
تو وہ دن دور نہیں کہ ربوہ کا ٹولہ جو حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے
اپنی سازشانہ چالوں میں کامیاب ہو جائے اور ملک و قوم مزید پریشانیوں
سے دوچار ہو جائے۔

بہر حال اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ اس کتابچہ میں حکومت
کی آسانی کے لئے معلومات کا وہ تمام مواد مختلف ابواب کی صورت میں
علی الترتیب پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ ربوائی ٹولہ کی ذہنیت کی
پوری پوری عکسی تصویر ہے۔

ان تمام واقعات کی روشنی میں یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ربوہ کا
ٹولہ مذہب کے پردے میں حکومت پر قبضہ کرنے کا شدت سے خواہشمند
ہے۔ ربوہ کا سٹیٹ بنک ان تمام اداروں کو چلانے کے لئے خرچ اخراجات
کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں نشاندہی کی گئی ہے بنک کی مدد
سے ملک میں افراتفری اور بحران پیدا کرنے کے لئے بے دریغ روپیہ
مہیا کیا جاتا ہے۔ اس پر بس نہیں بلکہ دوسری حکومتوں سے گٹھ جوڑ، حکومت
وقت کے خلاف پراپیگنڈہ، گورنمنٹ کے خلاف خفیہ مضامین، اخبارات
کو روپیہ تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ، شہید گنج کے موقعہ پر کس طرح خون کی
ہولی کھیلی گئی۔ اور خصوصاً مسلمانوں میں آپس میں نفاق ڈالنا وغیرہ یہ
سب کچھ اس بنک کی مرہون منت ہے۔ اس بنک کی طفیل بے شمار
کارہائے نمایاں اپنی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔
انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان حالات میں ربوہ کے سٹیٹ بنک کو

جو حکومت کے متوازی چل رہا ہے فی الفور اپنے قبضہ میں لے کر حسابات کی پڑتال کرے۔ اور اس طرح تمام روپیہ حکومت کی تحویل میں رہے۔ اس سے یقیناً آئے دن کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ؎

نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری

مزید براں جیسا کہ حکومت کے گشتی مراسلہ سے ظاہر ہے کہ خفیہ راز تک چرائے جاتے ہیں تو ہم پہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ کہ (SECURITY PRESS سیکور ٹی پریس جہاں حکومت کی کرنسی چھپتی ہے اس منفعت بخش ادارہ پر ہاتھ صاف نہ کیا ہو۔ قصہ مختصر کہ اس مذہبی جماعت کے پوپ کے پاس کروڑوں روپیہ کا سرمایہ کہاں سے آیا۔ اور بیشتر روپیہ بیرونی بنکوں میں منتقل ہوتا رہا ہے۔ حکومت پاکستان کو اچھی طرح سے چھان پھٹک کرنی چاہیے اور پہرہ کا طرح ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

حکومت پاکستان کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ربوہ کے پوپ نے اپنی حکمت عملی سے ربوہ کو ایک علیحدہ سٹیٹ کا درجہ دیا ہوا ہے۔ تاکہ وہ ہر قسم کی سازشیں کر سکیں اور حکومت کلی طور پر انکے حال سے بے خبر رہے۔ اسی طرح وہاں کے مکینوں کو قانونی شکنجے میں جکڑ رکھا ہے تاکہ اگر ان کی من مانی کارروائیوں میں عدم تعاون ہو تو ہم فوراً مکینوں سے بے دخل کر سکیں۔ اسی خوف کی وجہ سے مظلوم باشندوں کی آواز دب جاتی ہے اور ما فی الضمیر بیان کرنے میں جبراً پابند رہتے ہیں۔

ان حالات میں شہری حقوق کی حفاظت بھی حکومت کے فرائض میں داخل ہے وہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر ربوہ کے مکینوں کے حقوق ملکیت کا مناسب انتظام کرے اور قطعی طور پر ان کو حقوق دیئے جائیں تاکہ وہ ربوہ کے ظالموں سے حقیقی نجات حاصل ہو۔

اور وہاں کے لوگ حکومت پاکستان کے شہری کی حیثیت سے بقیہ آزادانہ زندگی گذار سکیں۔

ہم حکومت پاکستان سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ ان تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر ٹھنڈے دل سے اس پر سوچ بچار کر کے مظلوموں کی داد رسی کے لئے مناسب اقدام کرے اور تمام مشکلات کو دور کرے۔ تاکہ ایسی فرعونیت کا خاتمہ ہو سکے۔ جو در پردہ حکومت بنانے کا خواب دیکھ رہی ہے۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی مظلوموں کی حفاظت کر۔ آمین

سب طاقت اور توفیق اُس قادر مقتدر خدا کے ہاتھ میں ہے اس ایک ہی سہارے کا امیدوار ہوں۔ میری دعا ہے کہ اس کتابچہ کو جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے اس کے مفید نتائج برآمد ہو کر ظلم و ستم کا دور دورہ بند ہو اور صحیح معنوں میں ربوہ میں حکومت پاکستان کا قانون رائج ہو۔

پاکستان پائندہ باد

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خادم ملت

محمد مظہر الدین ملتانی

پوسٹ بکس ۱۰۴۸ لاہور

فہرست مضامین مندرجہ ذیل ہے

- ربوائی مظالم کا خونی روزنامچہ صفحہ ۱۰—۱۴
- ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے ۱۵—۲۸
  - محمد امین پٹھان کا قتل
  - مکان تک جلا دیا گیا
  - قتل کے تاریک سفر کی جھلک
  - سیاست کا رسی
  - احمدیت کی حکومت قائم کرنا
  - خلیفہ وقت سے بہتر
  - تمام دنیا پہ عملی برتری
  - احمدی حکومت قائم کرنا
  - تیار رہنا چاہیے
  - قبضہ کرنا
  - حکومت احمدیوں کو ملے گی
  - اسلام کی ترقی احمدیت سے وابستہ
  - خلیفہ صاحب اور اکھنڈ ہندوستان
  - حکومت اور ملک فتح کرنا
  - خلیفہ فیلڈ مارشل کے روپ میں
  - حکومتیں اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں
  - خلیفہ کی سی۔آئی۔ڈی
  - مملکت در مملکت
  - اقرار معاہدہ
  - مرزا بشیر احمد کا رحل بائیکاٹ کی عملی تفسیر
  - با استثنا باپ کے تعلق نہ رکھے
  - بہن کا بہن سے تعلق نہ رکھنا
  - بیعت فسخ کا اعلان
- نظارت امور عامہ کی چٹھیاں دامد حوالجات الفضل) ۲۹—۵۴
  - عزیز و اقربا سے بھی ملنا جرم
  - ربوہ میں کی تین سزائیں
  - بغیر اجازت ربوہ جانا بھی جرم
  - مصافحہ کرنا بھی جرم
  - بیٹے کا باپ سے ملنا بھی جرم
  - والدہ کے خلاف تعزیری کارروائی
  - موت کی دھمکی
  - صدائے مظلوم
  - میرے پہ اسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت
  - خلیفہ قادیان کا بائیکاٹ اور مقاطعہ
  - موت کی کشمکش میں بھی اجازت نہیں
  - معصوم بچوں کا دودھ بند کرنا
  - زبان خلیفہ الفضل
  - مکا دو یا مٹ جاؤ
  - دشمن کو سزا دینی چاہیے
  - زندہ جماعت اور قربانی

- **قتل کے لئے الہامی بنیادیں ۵۵ — ۷۴**
  - مصری اور ملتانی (الفضل)
  - جماعت احمدیہ اور منافقین
  - خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ
  - حاسدین ناکام رہیں گے
  - یہ دو گھر بھی مر گئے
  - روحانی موت
- **اللہ کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں**
  - خدا کی بات پھر پوری ہو گئی
  - معیار صداقت
  - خبیث اور موذی مرض
  - فالج اور حسینہ اِم
  - فالج کا حملہ
  - امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی اور میاں محمود احمد میں بصیرت افروز مماثلت
  - لاثانی ڈاکٹر
  - [illegible]
  - مرزا محمود کے بارے میں ایک حیرت انگیز خبر
  - نام نہاد خلافت
  - پوپ ازم
  - ربوہ کی دینی حس اور حیرت
  - مرزا ناصر کو چیلنج
  - قادیان سے نکالے گئے
  - حقیقت سے انحراف
  - [illegible] سیر روحانی (محمد یوسف ناز)
- **ربوہ کا نظام حکومت ۷۷ — ۸۶**
  - حاکم اعلیٰ
  - مقننہ یعنی مجلس شوریٰ
  - خلیفہ کا مجلس شوریٰ پر مکمل اختیار
  - انتظامیہ
  - خلیفہ صاحب آخری سپریم کورٹ
  - صدر انجمن احمدیہ
  - اعتراض
  - الانبیاء
  - ربوہ سٹیٹ کا اجمالی نقشہ
  - ناظر اعلیٰ
  - سمن جاری کرنا زیر آرڈر ۶۲
  - ناظر امور عامہ (ہوم سیکرٹری) عکسی
  - ناظر امور خارجہ وغیرہ دفاتر کی پوری تفصیل
  - ہر فیصلہ پر خلیفہ کی منظوری
  - تقرر قاضیاں اور فیصلہ جات بقول عدلیہ
  - خلیفہ کا زبانی اعلان
  - نوٹس اور ڈگریوں کا اجرا
  - فیصلہ

- **خالص دینی کارنامے ۸۷ — ۹۲**
  - قبرستان عیدگاہ
  - گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ
  - گورنمنٹ کے خلاف اشتہار بازی کا طریق
  - خفیہ مضامین
  - اخبارات کو رقم دینا
  - شہید گنج کے موقعہ پر گورنمنٹ کے خلاف
  - مجتبیٰ مشلبس
  - گورنمنٹ سے معرکہ
  - افغان جرگہ کے ساتھ الحاق
  - مالی بے اعتدالیاں
  - زکوٰۃ کا بے محل استعمال
- **خلیفہ ربوہ کی فوجی تنظیم ۹۳ — ۱۰۳**
  - احمدیہ کور کی سرپرستی
  - سربراہ کی سلامی فوجی طریق سے
  - خلیفہ صاحب کی خاص محفل
  - جبری بھرتی
  - کمانڈر انچیف اور وزارت
  - سلطان العثمان بادشاہ کا ہالی جسیم
  - انڈین یونین اور بہار المرکز
  - فوجی تنظیم، فرقان فورس
  - اللہ یار بلوچ
  - ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔
- **ربوہ کا سٹیٹ بینک ۱۰۴ — ۱۲۱**
  - صیغہ امانت
  - امانت کی شرائط
  - بینکاری کا سنگین معاملہ
  - رقم خورد برد کرنا
  - مخفی اخراجات سے
  - مد سے خاطر مدارات
  - ریاست ربوہ سے حد بندی کرنے کی سکیم
  - مخالفین کو بے دخل کرنے کا طریق
  - جائیداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا گیا
  - امپورٹ لائسنس
  - ارشاد حضور کا ریکارڈ ہوا
- **آزادی رائے پر پابندی ۱۲۴ — ۱۲۸**
  - ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور * تھانے پولیس
  - خوف و ہراس
  - اجازت نہیں
  - ربوہ کا روسی نظام
  - ربوہ کا پریس ایکٹ
  - رشتہ داروں سے ملنا ممنوع

- حکومت کے خواب ۱۲۹—۱۳۳
  - سرکاری افسروں کی فہرست تیار رکھو • انتشار پیدا کرکے ملک پر قبضہ کرنا
  - ہماری سیاست گورنمنٹ سے بیزار ہے • بیرونی حکومتوں سے گٹھ جوڑ
  - حکومت کے تعاون سے حکومت پر قبضہ کرنا • خلیفہ صاحب کی اندرونی تقریر
  - مستورات کی چھاتیوں پر خفیہ دستاویزات • حکومت کے مخفی پالیسی کا راز
  - حکومت وقت سے بغاوت
- گشتی مراسلہ ۱۳۵—۱۵۰
  - ربوہ کے جاسوسوں کا کام • مظلوم کی داد رسی کرنا
  - حکومت کی پالیسی کے راز چرانا • دہشت پسند
  - مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی • ربوہ کا جاسوسی نظام
  - صوبائی حکومت کا راہِ فرار • ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔

مفتاح القرآن

یہ ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ ایسی جامع اور مکمل کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ اس میں ہر لفظ قرآنی کا حوالہ نہایت مفصل اور مکمل بمعہ ہر متعلقہ آیت جلد لکھ دیا گیا ہے۔ حوالہ میں پارہ، رکوع، نمبر آیت اور سورت درج کیا گیا ہے۔ تاکہ کسی پہلو سے حوالہ نکالنا چاہیں تو آن واحد میں مل جاوے وغیرہ

صفحات تقریباً ایک ہزار۔ سائز ۲۰×۳۰/۸

ہدیہ تیس روپے — محصول ڈاک دو روپے

دفتر بیت القرآن پوسٹ بکس ۲۲۸ لاہور

ربوائی مظالم کا خونی روزنامچہ

مذہب کی تاریخ خاک و خون سے لتھڑی پڑی ہے اس وقت سے لے کر جب ہابیل نے قابیل کو قتل کیا اس قدر خون بہایا گیا ہے کہ اگر اسے جمع کیا جائے تو ساری دُنیا کو گلرنگ کرنے کے لئے کافی ہے گا ہے ماہے اس کشت و خون، قتل و غارت اور معصوم جانوں کے اتلاف کو روکنے کے لئے آوازیں اُٹھتی ہیں۔ قلم جنبش میں آتے ہیں بے کسوں کی آہیں مظلوموں کی چیخیں "مہذب" معاشرے کو بیدار کرتی ہیں مگر وہ پھر کروٹ بدل کر سو جاتا ہے گویا بیداری بھی نیم خوابی بلکہ گراں خوابی کی ہی ایک شکل ہے یورپین سوسائٹی میں اگر "بلیک ہول ڈے" کا نام لیا جائے تو ہر آدمی شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے مگر ہمارے ہاں ربوہ کی کوکھ سے ہر روز نت نئے خونچکاں واقعات جنم لیتے ہیں سیکڑوں آبگینے خلافت کے دین لیرے کی شکایت کرتے ہیں ہزاروں افراد کو معاشی و سماجی طور پر قتل کرنے کی واقعات سامنے آتی ہیں مگر ہمارے حکام بھی عوام کی طرح ایسے گراں گوش ثابت ہوئے ہیں کہ فخر الدین ملتانی، محمد امین پٹھان کا اس نام نہاد مذہب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا جانا بھی انہیں بیدار نہیں کر سکا یہ فتنہ قادیان میں پھولتا پھلتا رہا۔ اور بعض پولیس کی جاسوسی ہزاروں لوگوں کے بدترین منظم سوشل بائیکاٹ اور مزید قاتلانہ حملوں پر منتج ہوتی ہی روم جلتا رہا اور پوپ بنسری بجاتا رہا جب جور و جفا اور ظلم و ستم اپنی انتہا کو جا پہنچا اور بزدل مرید اپنی اخلاص نمائے وقوفی میں مگن ہو کر

پھر ملبب ہو گئے تو خدا کا عذاب اس بستی پہ نازل ہوا جس کے ایک مظلوم نے جناب باری سے یوں دعا کی تھی

اس زمیں پہ آگ اور پتھر برسنے چاہئیں ۔ برق گرنی چاہیئے اژدر برسنے چاہئیں (مباہلہ)

ملک تقسیم ہوا تو خیال تھا شاید ظلم کا یہ باب بند ہو جائے گا مگر فرعونی قوت کے نشے میں سرشار "ادھر" نے ربوہ کی ملعون بستی کو آباد کر کے اپنے سنگین جرائم کو دو آتشہ بلکہ سہ آتشہ کر دیا اور حکومت کھلی آنکھوں سے اس سرزمین بے آئین میں اپنی بے بسی کا تماشا دیکھتی رہی اور خود ربوہ کے مکین یہ کہتے رہے کہ حکومت کا قانون یہاں بے بس اور بے کس ہی نہیں لاوارث اور یتیم ہے آخر خدائی قہر کی دوسری تجلی نازل ہوئی اور آتش بیان سامری گیارہ سال تک لایموت فیہا ولا یحیی کی عبرتناک تصویر بنے ہوئے چارپائی پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ مگر خاندان نبوت کے گدا گر افراد جنہیں چندوں اور نذرانوں کی چاٹ پڑ چکی تھی اس حالت میں بھی اس کی "نمائش" سے باز نہ آئے اور حضور کی زیارت کے نام پہ نذرانے کے حصول کے لئے اس کی ناگفتہ بہ حالت لوگوں کو دکھاتے رہے ۔ [illegible] کی طرح کرسی پہ بٹھا کر ادھر ادھر رکھا جاتا تھا۔ اور اس کی ٹانگیں بید لرزاں کا نظارہ پیش کرتی تھیں۔ آخر اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ہوا اور لوگوں کو نقلی بہشتی مقبرہ کے ٹکٹ جاری کرنے والا ابرہہ کا یہ ہاتھی جس نے لوگوں کے دلوں سے کعبہ کی عظمت کو گرانے کی کوشش کی تھی ۔ ربوہ کی کلر اور شور زمین میں اپنی تمام حسرتوں کو سینے میں لئے دفن ہوا۔ تو باپ کے بعد بیٹا گدی نشین ہوا۔ جسے اس سٹیج پہ لانے کے لئے کبھی "مولانا مرزا" [illegible] کی تلقین کی گئی کبھی اُسے نااہل ہونے کے باوجود مختلف تنظیموں کا صدر بنایا گیا۔ شومئی قسمت سے الیکشن کا سوانگ رچایا گیا تو بیٹا جی بیچارے چاروں شانے چت گرتے ہوئے نظر آئے تو الیکشن کے نتائج پہ خط تنسیخ کھینچ کر اُسے اپنے گلے سے لگایا۔ تھپکی دی اور کہا کہ جب تک تمہارا ابا زندہ ہے فکر نہ کرو۔ خلافت

سلہ ابرہہ کے ہاتھی کا نام محمود تھا

کی لکھی دیوی ضرور تمہارے نکاح میں آئے گی۔ بس پھر کیا تھا پالتو مولوی نغمہ سرائی وقصیدہ خوانی پر مامور ہوئے۔ شاطر سیاست نے اسلامی شوریٰ کو منسوخ کیا کہ اس سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ اپنے آقایان ولی نعمت کے خود ساختہ پاپائی طریق انتخاب کو اپنایا۔ اپنے خاندان کے پیدائشی گداگروں وظیفہ خوروں مجاوروں اور بیرون ملک بھیجے جانے والے کمیشن ایجنٹوں کو ووٹ کا حق دیا گیا مگر ملک میں کام کرنے والے مبلغین ووٹ سے بھی محروم رہے۔ کیونکہ وہ واعظین منبر ومحراب کے ایرانی مذاق سے بخوبی واقف تھے۔ اس پر بھی چین نہ آیا تو سماجی ومعاشی بائیکاٹ کا ہتھیار آزمایا گیا۔ پہلے ساری دنیا کو کافر کہہ کر دائرہ سے مصاہرت ومناکحت کے رشتے توڑ کر انہیں مسلم معاشرہ سے الگ کیا گیا۔ اور کلیتہً "جماعتی" بنا دیا گیا ان سے چندہ بھی لیا اور انہیں دھمکایا بھی اصحاب بائیکاٹ کر کے انہیں اس مخصوص معاشرہ سے علیحدہ کیا تو ان کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو گیا لیکن باپ بیٹے مقابل پر ڈٹ گئے۔ اب پتاجی پر "سادھو ونہ پر کسا یاد" پر عمل کرتے ہوئے چپ سادھ بیٹھے اور ایک خواب بنائی کہ ایک نور میرے اندر سے نکل کر پہلے ناصر کے اندر پھر منصور اور پھر ظفر اللہ خاں کے اندر گھس گیا ہے۔ ظفر اللہ کا ذکر تو اس لئے درج ہیت تھا کہ اس عرصہ میں راہی ملک عدم ہو جائے گا اصل مقصد گدی کی حفاظت تھی۔ کوہستان راولپنڈی نے اسے اداریہ لکھا کہ یہ کوچہ طولوں کے خواب" مگر "الفضل" نے حسب عادت تردید ضروری خیال کی مگر "دشمن" کے اندازے درست اور مریدوں کی تاویلیں غلط ثابت ہوئیں۔ اور مرزا ناصر احمد ۸/۹ نومبر کی درمیانی رات کو یکدم روحانی آدمی بن گیا۔ اور سارے حرام کے بکرے اور فیروز وحدتی کی بددعائیں جا بیں قلیل ہو کر رہ گئیں۔ اب پھر الہاموں کا دورہ جماعت کو پڑا اور "بشارات ربانیہ"[۱] کا نزول شروع ہو گیا۔ طالمود کے روایتی بیل کا کشف "آکسن خلیفہ" پر صادق آگیا۔ اور کسی مرید نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ یہودیوں نے تو پہلے مسیح کو

[۱] بشارت ربانیہ مصنفہ جلال الدین شمس

دار پر لٹکائے جا چکے ہیں نہ دوسرے کے پوتے کے بارہ میں کسی طرح پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ خلیفہ جی نے دیکھا کہ بیداری کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور اُنکے "کارِ دیگر" کی داستانیں بھی منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔ کیا کریں۔ پھاؤ ۔ ۔ ۔ CONDITIONING کام آئی جماعت کو سیاسی بالادستی اور تسلط کی خوابیں سنا سنا کر ان سے پیسہ بٹورنا اور ان کا خون نچوڑنا شروع کیا حمایت کی مگر جہاں خلیفہ نے اپنا مقدس ووٹ ڈالا تھا وہاں پیپلز پارٹی ناکام ہو گئی

ایک میلہ تو جلسہ کی شکل میں ہوتا ہی تھا ڈربی ریس کے لئے گھوڑے پالنے کی سکیم کا آغاز ہوا۔ اور بے چاری لینی[1] ہار گئی۔ نوجوانوں کو خصی کرنے کے لئے اور سائیکل کمپنی میں اپنے SHARE مضبوط کرنے کے لئے ایک لاکھ سائیکل خریدنے کی تلقین کی گئی۔ اور بھارت کے ایٹمی دھماکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت کو چیلے بنانے کا وعظ شروع ہوا۔

محمد علی مرزا ناصر کے گھر میں خدمت کے جذبہ سے کام کر رہا تھا جب اس نے اپنی آنکھوں سے اس مقتدب دوزخ کے اندرون خانہ میں جھانکا تو قلب و نظر پر وہ بجلیاں گریں کہ وہ ہزار تاویلوں کے باوجود اپنے آپ کو اس "مقدس" فضا میں (مصلحۃ) نہ کر سکا۔ دل کی بات زبان پر آ گئی تو اُسے نوکری سے نکال دیا گیا۔ قوت لایموت کے لئے اُسے سبزی فروشی بننا پڑا۔ مگر کارِ ناصر کے نمائندے اس کی تاک میں رہے۔ ایک دن دن کے قریب اسے وحشیانہ طریق پہ قتل کیا گیا۔ ناک کان کاٹے گئے، نعش کے ٹکڑے کئے گئے اور بوری میں بند کر کے چوہڑوں کی بھٹی میں پھینک دیا گیا اور اس "روحانی" بستی سے ایک بھی گواہ نہ ملا اور معاملہ داخل دفتر ہو گیا۔

لطیف احمد محلہ دار الیمن ربوہ اور مدرس معلم وقفِ جدید مرزا طاہر احمد کی زیر ہدایت وزیر صدارت پہلے مالی گھڑ دوڑ کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ گئے۔ مگر بارگاہ خلافت سے اعلان ہوا کہ گھڑ دوڑ جاری رہے گی۔ موت و حیات کا

[1] لینی خلیفہ کی گھوڑی کا نام ہے

سلسلہ تو جاری ہی ہے اگر "رائل پارک" کے افراد میں سے کوئی آدمی مرجاتا تو آسمان سر پر اٹھایا جاتا گویا کوئی "ابو یزید" واصل بحق ہو گیا ہے۔ "الفضل" وحشیانہ قتل کے ان پر اسرار واقعات کو تشہیر یا درسیوں کر کے چھپا لیتا۔ لیکن اس خیال میں مگن نہ رہو کہ تمہاری غنڈہ گردی، قتل و غارت ایسی چیز ہے جسے ربوہ کا آہنی پردہ، سدھائے ہوئے مرید اور کروڑوں روپے کی املاک اور بینک بیلنس چھپائے رکھیں گے۔ جس طرح تمہارا دین مر رہا ہے دنیا بھی مرے گی۔ اور شہیدوں کا خون رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔

جو لوگ ربوہ کی انتظامیہ کے طریق کار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں معمولی سے معمولی واقعہ بھی خلیفہ کے اشارے، ایما، یا حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ بعض خانگی معاملات مثلاً نکاح و طلاق میں بھی خلافت شاہی ٹانگ اڑاتی پھرتی ہے۔ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر ربوائیوں نے اپنی روایات کے مطابق تشدد کا خونی ڈرامہ سٹیج کیا۔ چونکہ اس معاملہ میں تحقیقات معزز عدالت کر رہی ہے اس لئے فی الحال ہم اس کے محرکات اور پروگرام پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ مفسدوں کی سزا تو ابھی آخرت میں ملے گی لیکن ہم یاد دلاتے ہیں کہ قتل و غارت، آتشزدگی، سوشل بائیکاٹ کا وہ سلسلہ جو قادیان سے لے کر ربوہ تک پھیلا ہوا ہے اس کا خاتمہ ضرور ہوگا۔ یہ تو زلزلے کا پہلا دھکا ہے ابھی اور بڑے زور آور حملے ہوں گے اور خدا تعالیٰ حق و صداقت کو آشکار کرے گا اور گوسفندان عالی جناب رہا ہو کر رہیں گی۔ اور مکر و فریب کا جال ٹوٹ کر رہے گا۔ اور یہ ریاست اندر ریاست بھی اسرائیل اور امت مسلمہ کے سینے کا ناسور ختم ہو کر رہے گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

شفیق مرزا

ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے

کسی جماعت کے لئے زیبا نہیں کہ وہ مذہب کی ردا اوڑھ کر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی سعی نامسعود کرے۔ کسی مذہبی جماعت کو حکومت کی طرف سے جو حمایت حاصل ہوتی ہے وہ اسی حد تک ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنے مشن کو چلا سکے۔ وہ سیاسی امور سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اس کا مطمع نظر صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے اندر مذہبی روح پھونکیں۔ لیکن یہ ایک اندوہناک اور تکلیف دہ امر ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر حکومت کے خواب دیکھنے شروع کئے اور وہ پاکیزہ مقدس نظام جو اشاعت اسلام کے لئے قائم کیا گیا تھا جس کی غرض و غایت معاشرے کی اصلاح اور مردہ دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کی آگ سلگانا تھا۔ اس نظام کو اپنے ناپاک سیاسی عزائم کے نذر کر دیا۔ اور جماعت کے دلوں سے یہ عہد "دین کو دنیا پر مقدم کر دوں گا" نسیاً منسیاً ہو گیا۔ اس نظام میں دفعتاً تبدیلی سفید فام آقاؤں کے عین منشا کے مطابق تھی کہ خلیفہ صاحب اور جماعت کے عقول و قلوب کو اصل محور سے ہٹا کر غیر مذہبی امور میں الجھائے رکھے۔ ایک عرصہ سے یہی کیفیت رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ قادیان میں خلیفہ صاحب ربوہ بے لگام ہو گئے اور ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ وہاں بھی برطانوی قانون کالعدم سمجھا جانے لگا۔ دن دہاڑے روز روشن میں قتل ہوتے لیکن پولیس تحقیقات میں ناکام رہتی۔ اس سے انگریزی حکومت کی غیرت پر ضرب کاری لگی۔ اسی لئے

قادیان کی متوازی حکومت کے خلاف اقدام شروع کر دیا۔ اس کا پہلا سراغ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ کے فیصلہ سے ملتا ہے۔ فاضل جج نے اپنے فاضلانہ فیصلہ میں خلیفہ صاحب کی ان مشتعلانہ اور جارحانہ کاروائیوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے مولوی عبدالکریم مباہلہ کے خلاف کی تھیں۔ کس طرح ان کے اشتعال انگیز خطبے کے نتیجے میں مولوی صاحب پہ قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور ان کا مکان تک جلا دیا گیا لیکن ان کا ایک معاون محمد حسین قتل ہو گیا۔ جب عدالت کے فیصلہ کے مطابق قاتل پھانسی پا گیا تو اس کی لاش کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اس کا فوٹو شائع کیا گیا۔ اس کی موت کو شہادت کا درجہ دیا گیا۔ اس کو ولی اللہ ملہم بنایا گیا۔ اس کا چہرہ ہر احمدی کو دکھایا گیا اور اس کے مقدمہ میں جماعت کا ہزاروں روپیہ بھی صرف کیا گیا۔

(۱۹۳ الفضل)

محمد امین پٹھان کا قتل

اس فیصلہ میں محمد امین پٹھان کے قتل کا بھی ذکر ہے۔ جو فتح محمد سیال کے ملحقوں قتل ہوا۔ لیکن پولیس کاروائی کرنے سے قاصر رہی۔ فیصلہ مذکور میں تحریر ہے۔

مکان تک جلا دیا گیا

"مرزائی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ کوئی سامنے آکر سچ بولنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اس قادیان کی سمال (؟) کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی۔ یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ قادیان میں طوائف الملوکی

تھی ۔ جس میں آتش زنی اور قتل تک ہونے تھے؟

" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ایک غیر معمولی حد تک خائف کا شکار ہو چکے تھے ۔ اور سیاسی اور دینی معاملات میں مرزا محمود احمد کے حکم کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھائی گئی ۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں لیکن کوئی انسداد نہ ہوا ۔ مسل پر ایک دو ایسی شکایات ہیں ، لیکن ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے ۔ اور اس مقدمہ کے لئے یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں ظلم وجور جاری ہونے کے متعلق غیر مشتبہ الزام عائد کئے گئے ہیں ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی گئی ۔" مزید فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ :-

" مرزا (یعنی مرزا محمود احمد) نے مسلمانوں کو کافر ، مساجد اُنکی عورتوں کو کنچنیوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو مشتعل کر دیا تھا ۔"

(فیصلہ مسٹری ۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور)

قتل کے نتائج سے بچ نکلنا

عدالت کا یہ فیصلہ خلیفہ صاحب کی سیاسی عزائم کی عکاسی کرتا ہے کہ قادیان میں خلیفہ صاحب کے لئے قتل کرنا اور قتل کے نتائج سے بچ نکلنا ایک بالکل معمولی امر تھا ۔ یہی معاملہ ربوہ میں بدرجہ اتم رونما ہو رہا ہے کیونکہ یہ خالص احمدیوں کی بستی ہے ۔ یہاں ملک کا قانون بھی بے بس اور بے کس ہے اور حکومت دور بینی سے کام لیتی اور صدر انجمن احمدیہ کو یہ زمین اونے پونے نہ دیتی بلکہ اس جماعت کو دوسری بستیوں اور شہروں میں آباد کرتی تو خلیفہ صاحب ایک خطہ میں اپنی من مانی نہ کر سکتے ۔ بلکہ ایسا نہ ہوا ۔ ان کو ایک ایسا وسیع رقبہ الگ تھلگ دے دیا ۔ جہاں خلیفہ صاحب کا سکہ رواں ہے ۔ کسی کی کیا مجال ہو اُن کے سامنے دم مار سکے ۔ اسی مطلق العنانی کی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان کی نیشنل

رپورٹ میں مرقوم ہے۔

"۱۹۲۹ء سے لے کر ۱۹۴۷ء سے لے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریرات منکشف ہیں کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔"

(رپورٹ منیر انکوائری کمیٹی ۱۹۵۴ء)

سیاست کاری

اب ہم شاطر سیاست خلیفہ صاحب کی سیاست کاری اور سیاسی عزائم اور حکومت پر غلبہ حاصل کرنے کے بارہ میں خلیفہ صاحب کے خطبات و تقاریر سے اقتباسات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں "پس اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں پھیل نہیں سکتا اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے۔ پس مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمہاری ترقی کا راستہ کھول دیا ہے۔"

(۱۲ نومبر ۱۹۱۴ء الفضل)

احمدیت کی حکومت قائم کرنا

"اصل تو یہ ہے کہ ہم نہ تو انگریزی حکومت چاہتے ہیں، نہ ہندوؤں کی ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ (۱۲ فروری الفضل ۱۹۲۲ء)

"اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی۔ جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی اس وقت اس قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔" (۲۰ جولائی ۱۹۲۶ء الفضل)

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستہ سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے" (۸ جولائی ۱۹۳۰ء الفضل)

خلیفہ وقت سے بہتر

غرض سیاست میں مداخلت کوئی غیر دینی فعل نہیں ہے بلکہ یہ ایک دینی مقاصد میں شامل ہے جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضروریات اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے ۔ ۔ ۔ پس قوم کے پیش آمدہ حالات کو مدّنظر رکھنا اور اسکی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر کرنا اور ملکی سیاست میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اور اس زمانہ میں گذشتہ ۱۵ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان پہ صداقت کی مہر لگا رہے ہیں۔ (۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء الفضل)

تمام دنیا پر عملی برتری

"ہم میں سے ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پہ لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پہ نہ صرف عملی برتری حاصل ہو گی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی ۔ اب یہ خیال ایک منٹ کے لئے بھی کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کر سکتا جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ اس سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت ہی عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے" (۲۷ اپریل ۱۹۳۰ء)

احمدی حکومت قائم کرنا

میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ انگریزی حکومت چھوڑ دنیا میں سوائے احمدیوں کے اور کسی کی حکومت نہیں رہے گی۔ پس جبکہ میں اس بات کا قائل ہوں بلکہ اس بات کا خواہشمند ہوں کہ دنیا کی ساری حکومتیں مٹ جائیں اور انکی جگہ احمدی حکومتیں قائم ہو جائیں تو میرے متعلق یہ خیال کرنا کہ میں

اپنی جماعت کے لوگوں کو انگریزوں کی دائمی غلامی کی تعلیم دیتا ہوں کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ (۲۱ نومبر ۱۹۴۳ء الفضل)

تیار رہنا چاہیئے

"ہمیں نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(۲۷ فروری ۱۹۲۲ء الفضل)

قبضہ کرنا

"انگریز اور فرانسیسی وہ دیواریں ہیں جن کے پیچھے احمدیت کی حکومت کا خزانہ مدفون ہے۔ اور خدا نہ چاہتا ہے کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے مالک جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی اسبالغ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانے پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر اس وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جما لیں گے۔ (۲۷ فروری ۱۹۲۲ء الفضل)

حکومت احمدیوں کو ملے گی

ان حوالہ جات سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ حصول حکومت کی تمنا میں کس قدر ذوق کے ساتھ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے عزائم اور راہیں حصول حکومت دوسرے مسلمانوں سے کس قدر مختلف ہیں۔ یہ اعلان واضح طور سے کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے حکومت ان کو نہیں بلکہ صرف اور صرف احمدیوں کو ملے گی۔

" اور مسلمان جنہوں نے احمد سے اپنا تعلق نہیں جوڑا وہ گرتے ہی جائیں گے۔ اور گرتے گرتے یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ یہودی موسٰی علیہ السلام کے نائب کا انکار کرنے کی وجہ سے ذلیل ہوئے تھے ...... اور محمد رسول اللہ کی شان بہت بلند ہے۔ اس لئے آپ کے نائب کا

انکار کرنے والوں کی ذلت یہودیوں سے بڑھ کر ہوگی۔" (۱۲ر نومبر ۱۹۱۴ء الفضل)
ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ان کے پروگرام کے مطابق حکومت ان کو میسر نہ ہو سکی اور انگریزی حکومت کی عمارت پیوست خاک ہو چکی ہے۔ جس کے نیچے خلیفہ صاحب کی آرزوؤں اور تمناؤں کا خزانہ مدفون ہو چکا ہے اب پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اس کا قیام و استحکام اور اس کی سالمیت حفاظت انہیں کس طرح گوارا ہو سکتی ہے بلکہ حضور صاحب کہ حکومت ان مسلمانوں کو مل گئی ہے جن کو خلیفہ صاحب یہودی قرار دے چکے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جن کے متعلق خلیفہ صاحب یوں فرماتے ہیں

اسلام کی ترقی احمدیت سے وابستہ

"اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے کیونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں نہیں پھیل سکتا اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے تاکہ اس سلسلہ حقہ کے پھیلنے کے لئے دروازے کھولے جائیں۔"
(۱۲ر نومبر ۱۹۱۴ء الفضل)

خلیفہ صاحب اور اکھنڈ ہندوستان

خلیفہ صاحب تقسیم ہند پر گریہ زاری کرتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔
"ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔"
(۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء الفضل)

پھر فرمایا

"بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"
(۱۵ر اپریل ۱۹۴۷ء الفضل)

ان حوالہ جات سے خلیفہ صاحب ربوہ کے جذبات کی تصویر اچھی طرح

کی عکاسی ہوتی ہے اور وہ اکھنڈ ہندوستان کے حامی تھے۔ اب جبکہ انہی تمناؤں اور امیدوں کو پاش پاش ہوتے دیکھا تو پھر خاطر سیاست سے ایک سیاسی پینترا بدلا کہ وہ یہ کہ مسلمانوں میں تشتت وافتراق و اختلاف و انتشار کی آگ بھڑکانے کے لئے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کرے۔ پس میں حکومت کو اس بات سے آگاہ کر دینا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ صاحب ربوہ کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرے۔ اور ان کے نظام کو سمجھنے کی پوری کوشش کرے۔ خلیفہ صاحب نے اپنی جماعت کو دنیا کا چارج سنبھالنے اور حکومت پر قبضہ کرنے اور اپنی ذاتی اغراض پوری کرنے کے لئے جماعت کی باقاعدہ تربیت کی۔ اور اس کو شعوری اور غیر شعوری طور پر ابھارتے رہے چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں

"اس وقت اسلام کی ترقی خداوند تعالےٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو کہ سیاست اور اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام حکومت کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ سے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہم اسلام کی ساری تعلیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔

(۵ رجنوری ۱۹۳۵ء الفضل)

حکومت اور ملک فتح کرنا

یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لئے حکومتوں اور ملکوں کو فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے لئے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔

(۸ رجنوری ۱۹۳۵ء الفضل)

خلیفہ فیلڈ مارشل کے روپ میں

اسی طرح خلیفہ صاحب ربوہ کے ہاں جو بھی تنظیم مختلف ناموں سے معرض وجود میں آئی خلیفہ صاحب خود ہی اس کے سپہ سالار ہوتے ہیں۔

اور آپ ہی کے زیر ہدایت وُہ تنظیم پنپتی ہے۔ خود خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔ "مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، انتظامیہ ہو یا عدلیہ، فوج ہو یا غیر فوج، خلیفہ کا مقام بہر حال سرداری کا ہے۔" یکم ستمبر ۱۹۴۲ء (الفضل)

" انتظامی لحاظ سے وُہ صدر انجمن کے لئے رہنما بھی ہے اور آئین سازی و بجٹ کی تعیین کے لحاظ سے وُہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ جماعت کی فوج کے اگر دو حصے تسلیم کر لئے جائیں تو وہ اس کا بھی سردار ہے۔ اور اس کا بھی کمانڈر ہے۔ اور دونوں کے نقائص کا وُہ ذمہ دار ہے اور دونوں کی اصلاح اس کے ذمہ واجب ہے" (۲۷ اپریل ۱۹۳۹ء الفضل)

حکومتیں اور قومیں محو سجدہ ہیں

الغرض خلیفہ صاحب ربوہ ایک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر حکم جماعت کے ممبروں کے نزدیک آخری حرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلیفہ صاحب کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان و مال، عزت و آبرو قربان کر دینا عین سعادت سمجھتے ہیں۔ اور ان کی کمائی کا اکثر حصہ خلیفہ صاحب کی آتش حرص کو بجھانے کے کام آتا ہے۔ خلیفہ صاحب نے دنیا کے مختلف ممالک میں مبلغ بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ خلیفہ صاحب کے بطور سفیر کے ہیں۔ یعنی

خلیفہ کی C.I.D.

خلیفہ صاحب لاکھوں روپے گورنمنٹ کی کرنسی حاصل کر کے بیرونی ممالک میں اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کبھی مبلغوں کی تنخواہوں کا عذر تراشتے ہیں، کبھی مساجد کی تعمیر کا ڈھنڈورہ پیٹ کر لاکھوں روپیہ فارن کرنسی سے لے جاتے ہیں۔ اور خرچ اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے۔ بالآخر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے

لئے مساجد تیار رہتی ہیں - ان کا چندہ کہاں جاتا ہے -
خلیفہ صاحب خود کہتے ہیں کہ حکومتیں ملک اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں۔
خلیفہ صاحب اپنے کار خاص یعنی (C.I.D) کے ذریعہ مخفی راز معلوم کرتے ہیں۔ ان کی اپنی عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ، فوج اور بینک ہے۔
پس حکومت پاکستان کا ریاست ربوہ سے سہل انگاری برتنا ملک و ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ ربوہ میں کسی احمدی کو اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اب جو بھی احمدی ربوہ میں آتا ہے وہ اپنے حلقہ کے پریزیڈنٹ یا امیر کی تصدیق لاتا ہے، یہ بات صرف ربوہ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تقسیم ہند سے پہلے یہی حکم قادیان کے متعلق تھا کہ جو مضافات قادیان میں سکونت اختیار کرنا چاہیں وہ نظارت امور عامہ سے اجازت حاصل کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔

"مضافات قادیان ننگل، باغبانان، بھینی بانگر، خورد کلاں کھارا، لوان سپنڈ، قادر آباد، احمد آباد وغیرہ میں سکونت اختیار کرنے کے لئے باہر سے آنے والے احمدی دوستوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پہلے نظارت ہذا سے اجازت حاصل کریں۔ (۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء الفضل)"

پھر ربوہ میں آکر ۱۹۴۹ء میں خلیفہ صاحب اعلان فرماتے ہیں۔
"سب تحصیل لالیاں میں کوئی احمدی بلا اجازت انجمن زمین نہیں خرید سکتا۔"

ربوہ میں داخل ہونے کے بارہ میں خلیفہ صاحب کا حکم امتناعی یوں جاری ہوتا ہے
"ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ ایسے لوگوں کو جن کو یا تو ہم نے جماعت سے نکال دیا ہے یا جنہوں نے خود اعلان کر دیا ہوا ہے کہ وہ ہماری جماعت

میں شامل نہیں۔ آئندہ انہیں ہماری مملوکہ زمینوں میں آکر ہمارے جلسوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔" (۲۴ دسمبر ۱۹۵۶ء الفضل)

مملکت در مملکت

اس اعلان کا ہر لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ منافقین میں سے جنہوں نے انجمن سے زمین خریدی ہوئی ہے ان کو ربوہ میں جا کر سکونت اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ربوہ جائیں گے مقامی پولیس کی آڑ لے کر کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا جائے گا۔ گویا ان کی زمین ضبط کر لی گئی ہے۔ یہی مملکت در مملکت کا بین ثبوت ہے۔ اور ریاست ربوہ میں کاروبار کرنے کے لئے ہر شخص کو حسب ذیل معاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

اقرار و معاہدہ

"میں اقرار کرتا ہوں کہ ضروریات جماعت قادیان کا خیال رکھوں گا۔ ناظم مدیر تجارت جو حکم کسی چیز کے بہم پہنچانے کا دیں گے اس کی تعمیل کروں گا۔ اور جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے اُسکی بلا چون و چرا تعمیل کرونگا نیز جو ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہونگی ان کی پابندی کروں گا۔ اور اگر کسی حکم کی خلاف ورزی کروں گا تو جو جرمانہ تجویز ہوگا ادا کروں گا۔"

"میں عہد کرتا ہوں کہ جو میرا جھگڑا احمدیوں سے ہوگا اس کے لئے امام جماعت احمدیہ کا فیصلہ میرے لئے حجت ہوگا۔ اور ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خرید کروں گا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالفانہ مجالس میں بھی شریک نہ ہونگا۔"

اس حوالہ سے یہ امر واضح ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ کی ریاست میں ہر اس شخص سے معاہدہ لکھا یا جاتا ہے جو وہاں رہے۔ خلیفہ صاحب کا تصرف اور تسلط نہ صرف لین دین پہ بلکہ ہر شخص کی جائداد پہ ان کا تصرف تھا۔ اس ضمن میں ذیل کا اعلان ملاحظہ ہو۔

اعلان

"قبل ازیں میاں فضل حق موچی ساکن محلہ دارالعلوم کے مکان کی نسبت اعلان کیا تھا کہ کوئی دوست نہ خریدیں۔ اب اس میں اس قدر ترمیم کی جاتی ہے کہ اس کے مکان کا سودا رہن و بیع نظارت ہذا کے توسط سے ہو سکتا ہے"
(۲۸ اگست ۱۹۴۳ء الفضل)

قادیان میں جس شخص کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا تھا اس کے ساتھ لین دین سلام کلام کے تعلقات بھی منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں خلیفہ صاحب کا بتوسط ناظر امور عامہ کا حکم سنیئے۔

"شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، منشی فخرالدین صاحب ملتانی اور حکیم عبدالعزیز صاحب جو جماعت سے علیٰحدہ ہیں ان کے ساتھ تعلقات رکھنے ممنوع ہیں۔ جن دوستوں کا ان کے ساتھ لین دین ہو وہ نظارت ہذا کے توسط سے طے کروائیں۔" (۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء الفضل)

"مولوی محمد نذیر صاحب انصاری ساکنہ محلہ دارالبرکات کو ان کی موجودہ فتنہ میں شرکت پائے جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ ہوا جماعت احمدیہ سے خارج کیا جا چکا ہے۔ اب مزید فیصلہ ان کی نسبت یہ کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ مقاطعہ رکھا جائے۔ لہٰذا احباب ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات لین دین و سلام و کلام نہ رکھیں۔" (۱۰۔ اگست ۲۷ء الفضل)

مرزا بشیر احمد کا دجل اور جزوی بائیکاٹ کی عملی تفسیر

مرزا بشیر احمد ایم اے نے یہ عذر لنگ تراشا کہ سوشل بائیکاٹ سے مراد جزوی بائیکاٹ مراد ہے۔ یہ سراسر فریب جھوٹ، دجل، کذب و افترا، عیاری و مکاری ہے۔ سوشل بائیکاٹ میں صرف لین دین ہی منع نہیں بلکہ مغضوب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے۔ اس بارہ میں خلیفہ صاحب کا یہ اعلان ملاحظہ کریں۔

با استثنا باپ کے تعلق نہ رکھے

"جناب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چونکہ فضل نذیر بجوہ عبد اللہ صاحب درزی مرحوم کے متعلق ثابت ہے کہ اس کے تعلقات شیخ مصری وغیرہ کے ساتھ ہیں۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۵ راگست ۱۹۳۷ء کو جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو باستثنا اس کے والد میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر کے کسی قسم کا تعلق رکھنے کی اجازت نہیں۔"

(۲۰ اگست ۱۹۳۷ء الفضل)

"عبد الرب پسر عبد اللہ خان کلرک نظارت بیت المال اور محمد صادق صاحب شبنم ملتون نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے اپنا عہد بیعت فسخ کر لیا ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ احباب ان دونوں کیساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ ان کے ساتھ ملنا جلنا اور بات کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح مصری عبد الرحمٰن صاحب وغیرہ مخرجین کے ساتھ۔"

(۶ اگست ۱۹۳۸ء الفضل)

"چونکہ مستری جمال الدین صاحب سکنہ سرگودھا نے ایک ایسے شخص کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی باوجود ممانعت کے کر دی ہے جو سلسلہ احمدیہ سے تعلقات منقطع کر چکا ہے لہذا احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ جماعت کے دوست کلی مقاطعہ رکھیں۔"

(۱۱ دسمبر ۱۹۳۸ء الفضل)

"میں چوہدری عبد اللطیف کو اس شرط پر معاف کرنے کو تیار ہوں کہ آئندہ اس کے مکان واقع نسبت روڈ پر وہ افراد نہ آئیں جن کا نام اخبار میں چھپ چکا ہے . . . . . چوہدری عبد اللطیف نے یقین دلایا کہ میں

ذمہ لیتا ہوں کہ وہ آئندہ اس جگہ پہ نہیں آئیں گے۔ اور میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ جماعت لاہور اس کی نگرانی کرے گی۔ اور اگر اس نے پھر ان لوگوں سے تعلق رکھا یا اپنے مکان پہ آنے دیا تو پھر اس کی معافی کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ (۲۲ر نومبر ۱۹۵۶ء الفضل)

بہن کا بہن سے تعلق نہ رکھنا

اس کے بعد خلیفہ صاحب نے امۃ السلام اہلیہ ڈاکٹر علی اسلم صاحب کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہوئے اپنی بہو کو یہ دھمکی دی۔ "اب اگر تنویر بیگم جو میری بہو ہے۔ (الفضل میں یہ اعلان نہ کرے کہ میرا اپنی بہن سے کوئی تعلق نہیں تو میں اس کے متعلق الفضل میں اعلان کرنے پہ مجبور ہوں گا کہ لجنہ (عاد دیانی عورتوں کی انجمن) اس کو کوئی کام سپرد نہ کرے۔ اور میرے خاندان کے وہ افراد جو مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں، اس سے تعلق نہ رکھیں۔" (۲۱ جون ۱۹۵۷ء الفضل)

بعد ازاں تنویر الاسلام خلیفہ صاحب کی دھمکی سے خائف ہو کر بہن کے خلاف یہ اعلان الفضل میں شائع کرا دیا۔

"ڈاکٹر سید علی اسلم صاحب حال ساکن نیروبی، اور سیدہ امۃ السلام (بیگم ڈاکٹر علی اسلم نے جماعت کے نظام کو توڑنے کی وجہ سے میرے رشتہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ لہذا آئندہ ان سے میرا کسی قسم کا تعلق نہیں ہو گا۔"

(۲۵ر جون ۱۹۵۷ء الفضل)

بیعت فسخ کا اعلان

آغاز فتنہ میں جب محمد یونس خان صاحب ملتانی نے خلیفہ صاحب ربوہ کی خلافت سے بالکمال انشراح صدر بیعت فسخ کا اعلان کیا تو خلیفہ صاحب نے اپنے خاص ایجنٹ کو صاحب موصوف کے گھر بھیج کر ان کے والدین اور خسر سے مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرا دیا جس پہ ملک کے مشہور

معروف جریدہ نوائے وقت نے مملکت در مملکت کے عنوان سے اداریہ نوٹ لکھا تھا۔

۵ نظارت امور عامہ کی چٹھیاں

جیسے سوشل بائیکاٹ کا پوری تفصیل درج ذیل ہے

عزیز و اقرباء سے ملنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نظارت امور عامہ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ پاکستان

نمبر الف۔ ۳۴۸ مکرمی مارخ نور صاحب قصور ضلع لاہور

۲۶ جنوری ۱۹۵۸ء السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ نے اپنی چٹھی متعلقہ ۲۸/۵/۱۲ میں لکھا ہے کہ آپ کو حضور اقدس نے معاف فرما دیا ہے۔ باوجود حضور کی رضامندی اور خوشنودی کے آپ کو یہ منظور نہیں کہ میں اپنے عزیز و اقرباء سے محض ملنے کی خاطر کسی تقریب وغیرہ پر ربوہ آسکوں گا۔

اس بارہ میں تحریر خدمت ہے کہ تمام جماعتی احکام نظارت ہذا کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اور نظارت ہذا کے ریکارڈ میں آپ کو اخراج از ربوہ کی سزا باقی ہے۔ اگر آپ صحیح رنگ میں کوشش کریں گے تو معافی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ ربوہ آنا چاہتے ہیں تو پہلے درخواست بھیج کر اجازت حاصل کر لیں۔ یا اپنی آمد کے متعلق نظارت ہذا کو اطلاع کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

حسب ہدایت ناظر صاحب امور عامہ تحریر خدمت ہے۔ والسلام

دستخط بحروف اردو

برائے ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ربوہ بدر کی تین سزائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعود ـ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

نمبر ۲۹۶۶ نظارت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان جواب صحیح وقت

۲/۶/۵۷ ربوہ ضلع جھنگ انہار وصیت ضروری ہیں

بخدمت جناب محمد صالح نور صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۱۹ ۵۷ کے جواب میں عرض ہے کہ دفتر امور عامہ کی رپورٹ یہ ہے کہ آپ کو اخراج از ربوہ ، اخراج از جماعت اور وقف سے فراغت تین سزائیں دی گئی تھیں اور معافی صرف ایک سزا یعنی اخراج از جماعت کی ہوئی ہے ۔ باقی دو توں سزائیں قائم ہیں ۔ اس لئے فی الحال وصیت کی بحالی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

والسلام

دستخط بحروف اردو

سیکریٹری مجلس کارپرداز ربوہ

نقل بخدمت امیر جماعت احمدیہ قصور

بغرض اطلاع مرسل ہو

بغیر اجازت ربوہ جانا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

نمبر الف ۲۰۸ مکرمی محمد صالح صاحب نور

۵۷/۱۹/۲۰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ مورخہ ۵۷/۲ کو بغیر اجازت ربوہ تشریف آئے اور اپنے آنے کی اطلاع نظارت ہذا کو نہیں دی

مطلع فرمادیں کہ آپ نے یہ خلاف ورزی کیوں کی ۔ کیوں نہ آپ کے

خلاف اس خلاف ورزی کی بنیاد پر ایکشن لیا جائے۔

دستخط بحروف انگریزی
ناظر امور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مصافحہ کرنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نمبر ۲۳
مکرمی محترم محمد صالح صاحب نور

(۱) بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۵/۵۶ تحریر خدمت ہے۔ کہ اطلاع کے متعلق آپ کو پہلے جواب دیا جا چکا ہے کہ وہ محلہ جات میں کروا دیا گیا تھا۔ اور امیر صاحب ضلع لاہور اور صدر صاحب منصور کی خدمت میں اطلاع کر دی گئی تھی۔

(۲) وصیت کے متعلق آپ وصیت دفتر سے بات چیت کر لیں۔

(۳) مصافحہ سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ آپ بغیر اجازت ربوہ آئے تھے۔ آپکو چاہیئے تھا کہ ربوہ آنے سے پہلے اجازت حاصل کرتے۔

دستخط بحروف انگریزی
ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بیٹے کا باپ سے ملنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخفی
مکرمی ومحترمی محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ
نمبر ۲۹۱

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد صالح نور صاحب کو ربوہ آنے کی اجازت نہیں۔ وہ مورخہ ۵/۵۶ ۲ کو بغیر اجازت ربوہ آ کر آپ کے پاس رہے ہیں۔

مطلع فرمائیں کہ اس کی خلاف ورزی پر آپ کے خلاف کیوں نہ ایکشن لیا جائے۔

دستخط بحروف انگریزی
ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

والدہ کے خلاف تعزیری کارروائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نظارت امور عامہ۔ صدر انجمن احمدیہ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
قادیان دارالامان پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بخدمت مکرمہ علیمہ بی بی صاحبہ بذریعہ عبدالمجید صاحب
نمبری $\frac{10\ 20}{22/8/45}$ آپ کو چٹھی لکھی گئی تھی کہ عبدالمجید کی درخواست معافی پر اس وقت غور کیا جا سکتا ہے جبکہ پہلے نظارت کے حکم کی تعمیل کی جاوے۔ اگر آپ نظارت کے فیصلہ کی تعمیل اس سے نہ کروا دیں گی تو آپ سب کے خلاف حکم عدولی کرنے کی وجہ سے کارروائی کی جائے گی۔
اس چٹھی کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ اگر اس کا جواب مورخہ ۲۵ ماہ تک نہ دیا گیا تو نظارت آپ کے خلاف تعزیری کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔

اللہ بخش ناظر امور عامہ
۲۲/۸/۴۵

موت کی دھمکی

میں نے بحوالہ اخبار الفضل سوشل بائیکاٹ کے متعلق چند ایک مثالیں ہدیۂ ناظرین کی ہیں۔ جن کی بنیاد پر ملک کے تمام اخبارات اور جرائد نے اظہار کی قوت لکھے۔ مگر افسوس صد افسوس ان اخبار اور جرائد کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ کیونکہ ابھی تک گورنمنٹ نے اس ریاست کے خلاف کوئی واضح اور ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ جس سے یہ کھیل ختم ہو سکے۔

خلیفہ صاحب نہ صرف سوشل بائیکاٹ کا حربہ ہی اپنی ریاست میں استعمال نہیں کرتے بلکہ ملک کے قانون کو ہاتھ میں لے کر کسی کی جان لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ ملک اللہ یار خاں صاحب بلوچ کا قتل اس بات پر بین ثبوت ہے کہ جو بھی سوشل بائیکاٹ کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

خلیفہ صاحب کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنے ناقدین کے خلاف اپنے مریدوں کو ابھارتے اور الحکومت کی دھمکی سے خوفزدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔

" اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ مگر مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے "

(۲ - اگست ۱۹۳۷ء الفضل)

اسی طرح مولانا فخر الدین صاحب ملتانی (مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان) شیخ عبد الرحمن صاحب مصری (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۔ حکیم عبد العزیز صاحب دواخانہ رفیق زندگی ، محمد صادق صاحب شبنم بی اے پریذیڈنٹ نیشنل لیگ کور و محتسب جماعت احمدیہ ، مرزا مغیر احمد صاحب ، عبد الرب صاحب وکلرک نظارت بیت المال) خلیفہ صاحب کے مشتبہ چال چلن ... ہو گئے تو انہوں نے ایک مجلس احمدیہ قائم کی ۔ خلیفہ صاحب کی طرف سے مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ۔ ہر مریدوں کے گھر پہرے لگائے گئے ۔ ضروریات زندگی سے محروم کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ۔ فخر الدین صاحب ملتانی کے مکان تمام کرایہ داروں سے خالی کرائے گئے حتیٰ کہ شیر خوار بچے کا دودھ بند کیا گیا۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا

کہ ہم ان سزاؤں سے بڑھ کر سزا اور بھی دے سکتے ہیں جو با اختیار ...

دے سکتی

۱۹۴۷ الفضل

ہیں کس قدر سنگین اور وحشتناک ہوتی ہیں۔ اس کا اندازہ فخرالدین
مضمون بعنوان "کیا سر ساخراج کے اعلان کی حقیقت اور صدائے مظلوم"
سے لگ

صدائے مظلوم

کہتے ہیں کہ اب زمانہ امن کا ہے۔ ہوگا۔ مگر ہم جو تازہ تختۂ مشق جور و ستم
بنے ہیں چند صدیاں پیچھے کے زمانہ میں محسوس کر رہے ہیں۔ جب تک ہم
مقدس سرزمین میں رہتے اور پھرتے ہیں۔ تب تک ہم یہی تصور کرتے
ہیں کہ ہم حضور سرور کائنات کی مکی زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ جونہی
قادیان سے باہر جاتے اور گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو معاً ہم اپنے تئیں مدینہ
منورہ میں باامن اور بسلامت زندگی کے دور میں پاتے ہیں۔ الٰہی
یہ خواب ہے یا بیداری کہ وہ بستی جو ایک پاک وجود کے تشریف لانے
سے دارالامن و دارالامان قرار دی گئی اور من دخلہ کان امنا کی مصداق ٹھہرائی
گئی آج وہی ہمارے لئے دارالحزن والمحن بنائی جا رہی ہے۔ کیا ہم سے
وہی تصور نہیں ہوا جو آج سے تیرہ صدیاں پہلے ایک بیکس بے زر،
بے گھر بے در اور معصوم انسان سے مکہ میں ہوا تھا۔ جس کی پاداش میں
اسے بصد حسرت و یاس خیرباد کہہ کر مدینہ کی طرف جانا پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کئی مرتبہ فرما چکے ہیں کہ ہم ان سے اول
سے بھی بڑھ کر امن اور بنا سکتے ہیں۔ جو بااختیار حکومت دے سکتی
ہے یا پہلی حکومتیں دیا کرتی تھیں۔ بالکل سچ اور حق فرمایا۔ میں اس کے
حقیقت پر ایمان لایا۔ خواہ گورنمنٹ کے ہزار پہرے ہوں، ہزار پابندیاں
اور بلاکتیں اور تنبیہیں ہوں۔ مگر یہاں کسی ایسے وسائل اور ذرائع
ہیں جن سے ایک بیکس اور بے زبان انسان کو ایذا دی جا سکتی ہے۔

جو قتل اور پھانسی سے بدرجہا زیادہ ہے اور اس کا قانونِ حکومت میں کوئی علاج نہیں۔

بطور مثال کے تازہ نمونے دیکھیں۔

(۱) قانون حکومت کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے میرے متعلق اعلان یہ کیا گیا کہ فخر الدین ملتانی سے سلام کلام پیام بند۔ بہت اچھا جناب! مگر پھر اس پر عمل کس طرح کرایا گیا وہ بھی ذرا اہل دلِ انسان اپنے سینوں پر پتھر رکھ کر ملاحظہ فرمادیں کہ

سلام کلام پیام بند کے حلقہ میں میری اہلیہ اور معصوم بچوں کو بھی شامل کر لیا گیا! یہاں تک کہ اگر کوئی شخص غلطی سے ہمارے شیر خوار بچہ کو کہیں راہ گلی میں پیار کرے یا بیار سے بولے تو فوراً اس کی بھی رپورٹ ہو رہی ہے۔ اور دفاتر میں پیشیاں پہ پیشیاں بھگت رہے ہیں۔ (۳) ہمارے شیر خوار اور بیمار بچوں کو دودھ بہم پہنچانا بھی جرم قرار دیا گیا۔ اور جب تک دودھ بند نہیں کیا گیا خدائی رضا کار دل سے دم نہیں لیا پھر جب دوسرے گاؤں کی غیر احمدی عورت سے دودھ کی باندھ لگائی گئی تو اب اس غیر احمدی عورت کی دودھ کی باندھیں یہاں کے احمدی دکانداروں سے بند کرا دیں۔ تاکہ وہ ہمارے شیر خوار بچہ کو دودھ مہیا کرنے سے باز آجائے۔ (۴) میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو نہایت سختی سے اور ڈانٹ ڈپٹ کر روکا گیا۔ کہ خبردار فخر الدین کی معذور بیوی کو ہرگز نہ نہلانا۔ کیونکہ وہ اسلئے مجرم ہے کہ وہ فخر الدین کی بیوی ہے (۵)، ہمارے نہایت ہی عزیز دل پیاروں اور ہماری اہلیہ کے ملنے جلنے والی عورتوں کو ہمارے گھروں میں آنے سے قطعاً روک دیا گیا ہے۔ (۶) میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کرکے مکان خالی کرا دیئے گئے کیونکہ سلام کلام، پیام بند کی روحانی تفسیر یہ ہے کہ کسی طرح سے فخر الدین کو کوئی پائی اپنے معصوم بچوں کی پرورش کے

لئے میسّر نہ ہوں۔ دین میری دکان پر سے ایک بیس سال سے بیٹھنے والے معذور فقیر کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا کہ اس کے خیال میں اس کے بیٹھنے سے میری دکان کی نگرانی ہوتی تھی۔ (۸) ہمارے مکان کے اردگرد چوبیس گھنٹہ بیسیوں لٹھ بند آدمیوں اور لڑکوں کا پہرہ رکھا گیا ہے اور ہمارے اہل خیال کو بے جا تخویف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا۔ (۹) احمدی دکانداروں کو ہمیں ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا۔ ہماری چیخ و پکار پر منبر پر کھڑے ہو کر ان احکام جلالی کی یہ تشریح کی گئی کہ جو چیز آسانی سے غیر احمدی یا ہندو دکانداروں سے مل سکتی ہیں احمدی دکاندار نہ دیں۔ لیکن باقی چیزیں ضرور دیں۔ مگر جب ہماری طرف سے اپنی کے اپنے ذمہ دار افسر کی اس تحریر کو پیش کیا گیا جس میں صاف لفظوں میں فرمایا گیا تھا کہ "احمدی دکانداروں کو خرید و فروخت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تو پھر دوسرے خطبہ میں اپنی پہلی تشریح پر قائم نہ رہتے ہوئے یہ ارشاد گرامی ہوا کہ احمدی دکانداروں کو اشیاء دینے کی اس لئے اجازت نہیں کہ کل کو ان کو کوئی تکلیف ہو تو یہ کہہ دیں گے کہ احمدی دکاندار نے کوئی زہر ملا دیا ہے۔ گویا دکانداروں کو یہ ایک سبق پڑھایا گیا ہے اس لئے پبلک اندازہ لگا سکتی ہے کہ اگر خدا نخواستہ قادیان میں غیر احمدی یا ہندو وغیرہ موجود نہ ہوتے تو پھر ان کے قہری احکام کی تعمیل سوائے اس کے کہ ہم بھوکوں مر کر جلد ختم ہو جاتے یا اپنے مال و متاع چھوڑ کر کسی اور شہر میں جا کر آباد ہوتے اور ہم کیا کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس نئے سبق کے تحت وہ گورنمنٹ پر طائف کو بھی قائل کر سکتے تھے۔ بلکہ اس میں تو ایک قسم کا اشارہ بھی ہے کہ اگر ہم اپنے تنزو یکی احمدی دکانداروں سے سودا سلف لینے پر مصر بھی ہوتے تو زہر خورانی سے بھی دریغ نہ ہو گا۔ (۱۰) ہمارے کاروبار کو

مطلقاً بند کر کے ہیں اور ہمارے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور
مفلوک الحال بنانے کی کوشش کی گئی ۔ (۱۱) شیخ مصری صاحب جیسے
معزز رکن اور ستائیس سالہ دیانتدار اور با وقار کارکن کو بغیر کسی قصور
و الزام کے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ۔ اور ان کے تمام حقوق پراویڈنٹ
فنڈ اور فرلو کے غصب کر لئے گئے ۔ حالانکہ انکی ستائیس سالہ ملازمت
میں ایک قصور یا الزام بھی ان کے ذمہ نہیں ۔ (۱۲) میرے مکان کی ناکہ بندی کا
کرنے سے ۱۳ اور ۱۴ جون کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سوالیئی
چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا ۔ مگر قسمت اچھی تھی ہم
بال بال بچ گئے اور وہ تالہ کی توڑنے تک محدود رہے ۔ مگر اسی رات سے
ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے
ہیں ۔ اور ہمارے سب دوست ، ہمسایہ و غیر ہمسایہ اس وقت آرام
کی میٹھی نیند سوتے ہیں ۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے مگر اب انکی
انکی ناکہ بندی میں یہ فعل سرزد ہوا ۔ اور اس پستہ طریقی یہ کہ اس ناکہ بندی
کو ہمارے ستمگار مہربان مکان کے حفاظتی پہرے سے تعبیر کرتے ہیں ۔
(۱۳) ہمارے متعلق منافقت ، احراریت ، پیغامیت اور بابیت کا مکروہ
اور غلیظ پراپیگنڈہ کر کے عوام احمدیوں کو ہمارے خلاف مشتعل و برہم
کیا جا رہا ہے ۔ تاکہ ہمارے ڈیفنس اور ہمارے خیالات کی طرف وہ دھیان
ہی نہ کریں ۔ (۱۴) میرے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال
دیا گیا کیونکہ وہ میرے بچے ہیں (۱۵) چھوٹے چھوٹے بچوں اور غلام کو میرے
اور مدرسہ احمدیہ کی ادنیٰ کلاسوں کے لڑکوں کو شیخ مصری صاحب
پر نگران مقرر کر کے انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی
گئی ہے مگر خدا کے ہاں انصاف ہے ۔ چاہ کن را چاہ در پیش بر فرعونے
را موسیٰ کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ (۱۶) بہرے اخلاق

اخراج ہیں" ناواجب اتہام کے گول مول لفظ لکھکر جماعت کو مشتعل کیا گیا حالانکہ تحقیقات ہونے پر وہ بے اصل شکوے ثابت ہوئے - اسی طرح مصری صاحب سے متعلق ادعا کے اگر وہ رسوخ گند اور گالیاں اور حکمت وغیرہ کے الفاظ غلط طور پر منسوب کر کے جماعت کو اس بات پر ابھارا گیا کہ وہ جس قدر ممکن ہو ذلیل سے ذلیل الفاظ مصری صاحب کے خلاف ریزولیوشنوں میں لکھیں۔ (۱۷) ہمارے محلہ ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح لڑکے لگا رکھے ہیں (۱۸) شیخ مصری صاحب کے محل مزدوروں اور عورتوں کو گھر کا کام کرنے سے روکا گیا ہے - ہمارے بچے بازار میں کوئی چیز لینے جاتے ہیں تو ساتھ ہی خدائی رضا کار جا کر دکاندار کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ نہ دینا (۱۹) میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسے قسم کے لڑکوں کو بٹھایا گیا جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی تاریخ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو گئے - اس وقت میری اہلیہ اور میری لڑکی بھی سامنے کھڑی تھیں ۔ (۲۰) میری لڑکی اپنے پاس والے مکان میں پانی لینے گئی تو ان کے سرگرم والنٹیر لونڈے نے اس کا منہ چڑایا اور بھاگ گیا (۲۱) شیخ مصری صاحب کے گھر میں دن کے وقت دوسرے قریب مکان کی دیوار پر کھڑے ہو کر دوربین کے ذریعہ جھانکا گیا اور اس طرح ان بیچاروں کو تمام دن پریشان رکھا گیا - اور گھر کا کام کاج کرنے اور کھانا پکانے سے روکے رکھا (۲۲) جس رات بجبنی میں لفرت کا جلسہ رچایا گیا اسی رات نو دس لڑکے جن میں سے بعض لاٹھیوں اور بعض کلہاڑیوں سے مسلح تھے شیخ مصری صاحب کے مکان کو گھیرے ہوئے دیکھے گئے (۲۳) اور اب باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے دو آدمی انکی نقل و حرکت پر نگران مقرر ہیں - پھر بھی وہ بدستور جسارت اور دیدہ دلیری سے اپنے طریق کار

پر منحصر ہیں ۔ اسی رات کو کئی مرتبہ شیخ مصری صاحب کے مکان کے قریب گلیت
چار چار لڑکے مع لالٹینوں کے لیٹ کر چھپے ہوئے دیکھے
گئے۔ (۲۵) آج کل غیر معمولی طور پر لاٹھیوں اور ہاکی سٹکوں کی کثرت
سے مظاہرہ شروع کر دیا گیا ہے (۲۶) پولیس میں ہمارے خلاف محض
خانہ پری اور اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کے بالکل جھوٹ اور غلط واقعہ
رپورٹیں کی جاتی ہیں ۔ چنانچہ ایک رات نو بجے بعد پولیس میں یہاں کے
جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ یہ رپورٹ کرائی گئی کہ فخر الدین ملتانی کی دکان
کھلی ہے۔ اب خطرہ ہے کہ احراریوں کے ذریعہ اپنی دکان کا نقصان کرا کر
جماعت احمدیہ کو بدنام کریں گے۔ مجھے پریذیڈنٹ صاحب کی لمبی داڑھی اور
انکی متقیانہ صورت دیکھ کر سخت رحم آیا۔ کہ ایسے سیدھے سادے بیچارے
مومن کو آلہ کار بنا کر خواہ مخواہ ۱۸۲ دفعہ کا ملزم بنانے کی جرات کی گئی ہے
کیونکہ ایس۔ آئی صاحب نے فوراً سپاہی بھیج کر تحقیقات کی تو رپورٹ غلط
اور جھوٹ تھی ۔ نہ معلوم پولیس نے اس غلط رپورٹ پر کوئی نوٹس کیوں
نہ لیا جو کہ اس وقت تحقیقات کی رو سے ثابت ہو چکا تھا۔ (۲۷) ہمارے
قرضداروں کو ہمیں قرضہ ادا کرنے سے روکا گیا اور قرضخواہوں کو مقدمات
اور مقدمات کرنے کے لئے اکسایا جا رہا ہے ۔ حالانکہ ادھر ہمارے ذرائع
معاش بند کر دیئے گئے ہیں ۔ (۲۸) گھروں پر ڈاکہ ڈالنے کے علاوہ
ہماری ڈاک پر بھی ڈاکہ ڈالنے کی کوشش جاری رہی (۲۹) ہماری
بھنگن کو ہمارے گھروں کو صاف کرنے سے روکا گیا ہے ۔ (۳۰) ہمارا
سلام، کلام، پیام بند کر کے بظاہر تو یہ رکھا کہ گویا ہمیں سزا دی گئی ہے
مگر در پردہ یہ غرض ہے کہ کسی طرح اپنا یہ ولیقنس اور اصل حقیقت انکے
سچے مریدوں پر آشکارا نہ کر دیں اور انکے خاص راز و نیاز کا بھانڈا پھوڑ
دیں ۔ جن کے انکشاف کے خوف سے ویزولیوشن بازی کر کے قبل از مرگ

…ر …بار رہا ہے۔ ایسا اہل دل اصحاب خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے
…ہارے رشتۂ انسانیت کے واسطہ سے غور فرماویں کہ مذکورہ بالا مشکلات
…مصائب جو الگ الگ تو معمولی دیتے ہیں مگر مجموعی طور پر یہ جس یکہ و تنہا
…انسان پر وارد ہو رہے ہوں اس کے لئے کس قدر تکلیف اور دکھ کا موجب ہونگی۔
…لی تسب مجھے تو گورنمنٹ برطانیہ پر رحم آتا ہے کہ وہ بے چاری قانون کی
…اری کس طرح ان منفسکندوں کا علاج کر کے یہاں آنا و زندگی دلا سکتی ہے
…سے لئے دارالامان یاغستان سے بھی بدترین بن رہا ہے۔ پھر یہ کسقدر
…ستم ظریفی اور مقدس اسلام کی تضحیک و توہین ہے کہ ان ستم آرائیوں
…اور جفا کاریوں کو عین اسلام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ قادیان کے بڑے
…مولوی عالم قبلہ میر محمد اسحاق صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ اور
…ماموں میاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۲ ر جولائی کو مسجد دار الفضل کے
…بھرے مجمع میں فرمایا کہ "یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کا مقاطعہ کیا گیا،
…ان کی ناکہ بندی کی گئی ہے ان کا دودھ بند کیا گیا اور انکی بھنگن کو کام کرنے
…سے روکا گیا۔ یہ اعتراض اگر وہ قرآن کریم پر غور کرتے تو کبھی نہ کرتے۔ کیونکہ
…قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
…جب تین اصحاب ایک غزوہ میں شریک ہونے سے رہ گئے تو ان کا مقاطعہ
…کیا گیا۔ اور انکی حالت یہ ہو گئی کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضاقت علیہم الارض بما رحبت۔
…زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی۔" سچ ہے کہ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا کار طفلاں تمام خواہد شد

…کہاں ایک رسول اللہ کے حکم کی نافرمانی اور کہاں ایک خلیفہ کی ذاتی اور نفسانی
…ت پر ناراضگی۔ پھر ظاہر پرست میر صاحب نے قرآن کریم کے لطیف
…سرہ کی کیسی ہتک کی ہے۔ حالانکہ وہاں صاف بات ہے کہ ان
…پر تو حضرت رسول کریم کی ناراضگی معلوم دے رہی تھی نہ کہ

ان کا سقاطعہ ایسا ظالمانہ نہ تھا کہ ان کے اہل و عیال کا دانہ پانی بھی روکا گیا ہو۔ صرف بول چال بند تھی کھانا دانا سب مہیا کیا جاتا تھا۔ بہرحال میر صاحب موصوف نے ان مظالم کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ واقعی ہو رہے ہیں۔ اور یہ ان کی قرآن دانی کی رو سے جائز ہیں۔ پس خدا ہمارے اہل و عیال اور ننھے ننھے بچوں کے حال زار پر رحم فرما کر ان ستم پیشہ لوگوں کے ذلیل حرکات سے محفوظ فرما کہ تیرے سوا ہمارا کوئی واقف حال اور پرسان حال نہیں۔ آمین

خاکسار فخر الدین ملتانی ۱۲/۳/۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پُراسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت

بیت الحمد مصطفیٰ الدین

اور مکروہ پراپیگنڈہ

بیان علی مصطفیٰ (ایڈیٹر)

میرے اخراج کے اعلان میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ تین روز تک تفصیلی بیان شائع کیا جاوے گا اس لئے میں مطمئن تھا کہ تفصیلی بیان کے پڑھنے پر دوستوں کو میرے ان جرائم کا اندازہ ہو جائے گا جن کی پاداش میں میرے جیسے بتیس ۳۲ سالہ خادم سلسلہ و مہاجر کو ایسی سنگین سزا دی گئی ہے لیکن مجھے افسوس ہے آج دو ہفتہ سے زائد گزر رہا ہے کسی خاص مصلحت کے تحت تفصیلی بیان شائع نہیں کیا جا سکا۔ مگر اس وقفہ خاموشی میں میرے متعلق طرح طرح کے جھوٹے اور مکروہ پراپیگنڈے کر کے میرے خلاف خواہ مخواہ منافرت اور حقارت عامہ پھیلائی جا رہی ہے۔ کہ گویا چھپا ہوا احراری یا پیغامی یا بابی وغیرہ تھا یا اب ہوں۔ یا ان سے کسی طرح کی سازش۔ العیاذ باللہ

پھر اسی سفر کے دوران جبکہ ہم ہگھتہ میرے گھر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی ہوئی ہے اور میری ہر حرکت و سکون پر کڑی نگرانی ہے۔ میرے گھر سفید پوش آدمی آتے ہیں اور میرے گھر کی تاکی توڑ ہی گئی۔ بدقسمتی سے وہ سفید پوش سودیشی چور ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر اس کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ گویا ہم نے خود تاکی توڑ کر شور ڈال دیا۔ ان دونوں امور کے متعلق مکردہ پراپیگنڈہ کرنے والے احمدی دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے اصول و معیار صداقت کے ماتحت

چیلنج کرتا ہوں

کہ ان میں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال سے کر میرے مقابل میدان میں نکلیں۔ میں بھی اپنے اہل و عیال لاکر اور اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لے کر خدا کے حضور میں تریاق القلوب کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھاویں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں۔ پھر اس کے نتیجہ کے لئے خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔ اس فیصلہ کن طریق سے جو حضرت مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ ہے کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ بیان ہے کہ میں دم تحریر ہذا نہ احراریوں اور نہ پیغامیوں سے ملا۔ اور نہ احراریوں سے بذریعہ تقریر و تحریر کسی قسم کی سازش کی۔ حالانکہ بعد اخراج مجھے ان سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی۔ اس طرح تاکی توڑنے والے سودیشی سفید پوش آدمی میں نے اور میرے لڑکے نے اپنی آنکھوں سے صرف دو تین فٹ کے فاصلہ پر سے دیکھے۔ یعنی کھڑکی کے آر پار کا فاصلہ تھا۔ اور ہم نے نہیں توڑی یا تڑوائی۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو یا اللہ العالمین مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔ اسی طرح مد مقابل بھی دعا کرے مانند ہم سب مل کر آمین کہیں۔ اگر اس طریق فاصلہ پر آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو تو پھر دوستو

اہلیہ مکروہ پراپگنڈے سے ایمانوں کو ضائع مت کرو۔ کیونکہ اس طریق سے ممکن ہے کہ انسان کو چند روز کے لئے خوش کر لو۔ مگر خدا ناراض ہوگا۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ کلام سلام پیام فخر الدین سے بند۔ مگر اس سزا کی جو عملاً تشریح کی جاری ہے وہ یہ ہے کہ :۔

(۱) میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بچے ہیں۔

(۲) میرے شیر خوار اور بیمار بچہ کا دودھ بند کرا دیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرا بچہ ہے۔

(۳) میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

(۴) میرے نہایت ہی عزیزوں، پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

(۵) میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرا دیئے گئے ہیں۔

(۶) میری دکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میری دکان کی نگرانی کرتا تھا۔

(۷) میرے مکان کے اردگرد چوبیس گھنٹہ چوبیس آدمیوں اور لڑکوں کو پہرہ پر رکھ کر میرے اہل و عیال کو اور مجھے بے جا تخویف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔

(۸) احمدی دکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔

(۹) میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نانِ شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی اسکیم بنائی گئی ہے۔

(۱۰) میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ کی درمیانی شب بہرے

گھر میں سفید پوش سوڈیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر تالی توڑنے میں وہ یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیرہ ہمسایہ آرام خفت آرام کی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

(۱۱) میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی طور پر روشنی کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہیں۔

(۱۲) میرے متعلق منافرت، احراریت، بہائیت اور بابیت کا مکروہ اور جھوٹا پراپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا۔ احمدی ہوں۔ اور انشاء اللہ احمدی مرونگا۔ خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں۔ احمدیت میری خوراک، احمدیت میری پوشاک، میرا اوڑھنا اور بچھونا احمدیت۔ اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ و ریشہ اور روح و جسم میں جزو لاینفک بن چکی ہے۔ یہ جوہر میں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے پایا ہے۔

(۱۳) میرے معصوم بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

(۱۴) چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے اوپر پہرہ مقرر کر کے ہمیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵ - اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ در اصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایذا رسانیات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کپالہ کے گھر چوری کے واقعہ کے متعلق چند ایک ذاتی شکوے تھے جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صاف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے اور اسے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

(۱۶) ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح آدمی اور لڑکے لگا رکھے ہیں۔

(۱۷) سلام کلام، پیغام بذریعہ تقریر و تحریر بند کر کے میرے ذاتی نفس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے اور اپنے یکطرفہ بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا گیا ہے۔

اب دوست اور دشمن دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تختۂ مشق رہ چکے ہیں اندازہ لگائیں کہ آیا اس بائیکاٹ کا اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دوستو فکر کرو کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب نہ نازل ہو۔ اگر مجھے صفائی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا منشا یہ ہے کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لمحہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ جائیداد یہاں کے ذمہ دار کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤں گا۔

اس اعلان اخراج کے بعد میں نے حضرت اقدس کے فرمان کے ماتحت کہ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ ایک خواب کی بنا پر سچے دل سے معافی بھی مانگی ہے جس کا جواب تا حال خاموشی ہے۔

پیارے دوستو! قادیان کے ہوں یا باہر کے۔ آپ لوگ جانتے ہو کہ میں نے آج تک کسی سے برائی نہیں کی۔ جہاں تک ہو سکا خدمت کی، نیکی کی۔ اور رونا کی دعا نہیں کی۔ یہ بنیت ثواب اور خوشنودی خدا احسان و مروت کی۔ کیوں؟ محض اپنے پیارے مسیح کی تعلیم کے طفیل انہی کے ماتحت اب بھی ان تمام زیادتیوں کو برداشت کرتا رہا ہوں۔ تو بھی محض اپنے پیارے مسیح موعود کی خاطر اس قادیان اور قادیان کے رہنے والوں کی عظمت و محبت ہیں۔

ورنہ آپ جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا زیادتیوں میں سے ہر ایک کا جواب زبردست سے زبردست ہو سکتا ہے۔ عملی بھی اور علمی بھی۔ مگر میں ابھی تک ان کے جواب کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ بدنما ہوا فوراً ختم کر دی جائے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی امن پسندی اور سلامت روی روایات کی عظمت و عزت برقرار رکھی جائے۔ غیر لوگ یہ حالت دیکھ کر اور سن کر سلسلہ احمدیہ کی نیک نام روایات کو افسانہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ پس سزا کو سزا کے الفاظ تک محدود رکھو۔ ان اللہ لا یحب المعتدین۔ خدا سے ڈرو۔ ذاتی جوش اور کمزوریوں اور انتقامی جذبہ سے بچو۔ ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔ ما بود نصیحت بجا آوردیم۔

میں سمجھ لوں گا کہ دوسرے احمدیوں کو ابتدائے احمدیت میں بیگانوں کے جور و ظلم کا تختہ مشق بننا پڑا۔ اور مجھے انتہائے احمدیت میں اپنوں کا جور و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔

پس خدائے علیم و خبیر جو دلوں کے مخفی بھیدوں کو جاننے والا ہے خوب جانتا ہے کہ میں اول و یقین سے اپنی طرف سے مخلص احمدی ہوں۔ گو میں بہت سی عصیان و کفران و نسیان کا مجموعہ ہوں۔ مگر میری محبت اور سچی محبت حضرت مسیح موعودؑ سے۔ اور مسیح موعود کے طفیل اور بواسطہ سے انکے خاندان کے افراد سے ہے۔ اور انکی ہر جائز خدمت کا شوق

اور تڑپ ہے۔ اور احمدیت کے لئے تیرے ہی فضل سے میرے اندر خاص جوش اور عزت بخشی گئی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ ہر صورت میں صاف گوئی اور راست گفتاری کو مقدم رکھتا ہوں۔ خواہ دوسرا کتنا ہی برہم کیوں نہ ہو۔ اس راست گفتاری کے باعث میرا خواہ کتنا ہی کتنا عزیز اور بزرگ ناراض اور کبیدہ خاطر کیوں نہ ہو۔ میرا دل ہرگز جنبش نہیں کرتا۔ پس اے میرے محافظ حقیقی خدا نے محض اپنے فضل سے اس عاصی پر معاصی بندہ کو ابتدا میں بیگانوں کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھ کر دارالامن میں پناہ دی تھی۔ اس طرح اب بھی بیگانوں کی تازہ کرم فرمائیوں سے جن کا مختصر سا خاکہ اوپر دے چکا ہوں محفوظ و مامون رکھ کر دارالامن میں سکینت سکونت عطا فرمایا۔ میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور میری معذور بیوی تو تنہا محض تھی۔ اکیلے ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔
ہمارے اوپر زمین تنگ کی جا رہی ہے۔ لاہور امرتسر یا دوسرا شہر نہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے دروازہ پر پناہ گزینی کی درخواست دی جائے۔ قادیان ہے جہاں صرف تیری آسمانی گورنمنٹ ہی ہم عاجزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا خاکہ مصائب سے ظاہر ہے اجماعت سے اخراج گویا انسانیت سے اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بیکسوں سے روا نہیں رکھا جا سکتا۔ انسانیت چھوڑ حیوانیت کے دائرہ سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بیل شیرخوار بچہ کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو منع کر دینا کس مذہب اور کس سوسائٹی میں جائز ہے۔ یا کس قانون اور آئین میں سزا کی قسم ہے۔
اس حالت پر تین ہفتے گزرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ عرصہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن و دارالامان میں یہ حالت یہ تبدیل کے

بسیرے کے لئے درخت موجود۔ جنگل کے پرندوں کے لئے بھٹ موجود۔ مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بدامنی کہ رات میں سے گزرتی ہے اور دن کو گزار رہا ہے۔ ڈنڈا فوج کے ہر وقت کا خطرہ میری بیوی اور بچوں کے دلوں میں عجیب ہیبت طاری کر رہا ہے۔ اسی جرم کی پاداش کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے جن کو نا واجب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قادیان جیسے مقدس خطہ جو ایک صلح و آشتی و سلامتی کے شہزادہ کی تخت گاہ ہے جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا ہے وہاں ایسے پُرجفا ستم آزار کارروائیاں پھر اس پر روا رکھی جا رہی ہیں جو وفادار اور خدمت گذار احمدی ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم و ستم الٰہی تیری پناہ۔

جماعت میری آرزو سے متفق ہو یا نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں احمدی ہوں۔ محض اپنی نجات کے لئے میرے خدا تیری رضا جوئی کے لئے میں یہ بیان اس لئے نہیں شائع کر رہا کہ جماعت کے لوگ مجھ سے خوش ہو جائیں یا میرا رزق نہ روکیں۔ رزاق ذو القوۃ المتین۔ مجھے وحدہٗ لاشریک کو سمجھتا ہوں۔ یہ مصائب اللہ ابتلاء آئی ہیں مجھے یہ تسکین قلب حاصل ہے کہ میں حق پر ہوں اور حق پر ہی مرنے کا آرزومند ہوں۔ میں نے ایمانی جرأت سے کام لے کر جو جو شکوے میرے دل میں تھے صاف صاف عرض کر دیئے تھے۔ اب اگر اس صاف گوئی کا کوئی بزرگ یا خود رو پسند نہیں کرتا تو پرواہ نہیں تو خدا میرا والی، میرا رب اس کو ضرور پسند کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی سے میں نے بھی ایک جوہر پایا ہے۔ کیا میں اسے ضائع کر کے خسر الدنیا والآخرۃ

کا مصداق بنوں ۔ العیاذاً باللہ ۔

اے میرے خدا تو جانتا ہے کہ میں منافق نہیں ہوں ، میرے سر پہ کوئی تلوار نہیں لئے کھڑا ۔ کہ میں جھوٹ بول کر اپنے تئیں احمدی ظاہر کروں ۔ لیکن میں درپردہ غیروں سے ملا ہوا ہوں ۔ کیونکہ تیرے پاک کلام میں منافق کی یہی جامع و مانع تعریف ہے ۔ کہ اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا اذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزءون ۔ کہ جب مومنوں کو ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ اور جب غیروں کے پاس جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ مگر اب تو منافقت کی تعریف کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ بات بات پہ اور معمولی سے معمولی ذاتیات پہ اچھے بھلے مومن کو منافق کہہ کر اور اعلیٰ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ تو ہی ہمیں اس اندر کے پیدا شدہ فتنہ سے ہر طرح محفوظ رکھ ۔ میرے خدا تو جانتا ہے کہ اس وقت بھی محض ذاتیات کی بنا پر مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور مصیبت ڈالی جا رہی ہے ۔ اس سے بڑھ کر اور سختی کیا ہو گی کہ ناراضگی مجھ پہ ہے مگر دودھ میرے شیر خوار بچہ کا بند کر دیا گیا ہے ۔ بھلا اس معصوم بچہ نے بھی کیا بگاڑا تھا ۔ اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے ۔ اس کی معذوری حالی کے ہسپتالوں میں اس کی قسمت کا دودھ نہیں ہے ۔ اس کا اگر قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ مجھ بدقسمت انسان کا بیٹا کہلاتا ہے ۔ اس جرم کی پاداش میں یہ حکم نافذ فرمایا گیا کہ اس کا دودھ بند کر دو ۔ کیونکہ یہ ہمارے خلاف مجرم کا لختِ جگر ہے ۔ حضرت عثمانؓ پر بھی جب باغیوں نے پانی بند کر دیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ فعل نہ کافروں کا ہے نہ مومنوں کا ۔ مگر یہاں شیر خوار بچہ کا مدار زندگی بند کر دیا جاتا ہے ۔ پھر وہ مومن کے مومن مگر وہ شیر خوار بچہ منافق زیادہ ہے ۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز و اقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر، قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پھیا رشتے ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر تو اب قادیان میں حق کی خاطر رہ کر پھر اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ کہیں ہماری دینی اغراض ضائع ہونگی یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ یا بائیکاٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائے گا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد۔ صحابہ کرام سے ہماری روحانی کیفیت نہیں بڑھ سکتی وہ ہمارے لئے نظیر ہے حق کا حامل کر فساد و فتنہ کی خاطر اگر ان تکالیف کے لئے جو ترقیل اقوم تو برعمل کر کے طبیعت کو طیار کر دیا جاوے۔ تو پھر بس کوئی ڈر نہیں۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ آمین

رب کل شئی خادمک رب ناحفظنا فانصرنی وارحمنی

ایک مہجور و مقہور خاکسار فخرالدین ملتانی قادیان

خلیفہ قادیان کا بائیکاٹ ومقاطعہ

سیکرٹری انجمن انصار احمدیہ قادیان کی زبانی سنیئے!

جب احمدی بھی خلیفہ صاحب یا ان کے ناظروں کے خلاف شریعت افعال یا مظالم کے خلاف آواز اٹھائے تو بجائے اس کی داد رسی کرنے یا تسلی کرنے کے اس کو سختی سے بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ تمام احمدیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی اس سے سلام کلام نہ کرے نہ اس کے سلام کا جواب دے۔ نہ اس سے کوئی چیز خریدے۔ نہ اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ یہاں تک کہ ضروریات زندگی تک دینے سے منع کر دیا جاتا ہے۔ خلاف ورزی

کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بیمار کی بیمار پرسی کر سکیں۔ یا مردے کے کفن ودفن میں شریک ہو سکیں۔

موت کی کشمکش میں بھی اجازت نہیں

اگر کوئی عورت زندگی و موت کی کشمکش میں بوقت ولادت اکیلی تڑپ رہی ہو تو اس کی ماں بہن بھائی باپ تک کو ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ دایہ تک کو بھی آنے سے روک دیا جاتا ہے۔

معصوم بچوں کا دودھ بند کرنا

کرائے کے مکان سے اُسے نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے مکان ہوں تو کرایہ داروں سے حکماً خالی کرا دیئے جاتے ہیں۔ موقعہ لگے تو آگ تک بھی لگا دی جاتی ہے۔ شارع راستوں پر گذرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ مساجد میں جاکر نماز ادا کرنے سے روکا جاتا ہے، اُس کے ہاں بھنگن مزدور تک کو کام کرنے سے باز رکھا جاتا ہے۔ اُس کے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے ننھے ننھے معصوم بچوں کا دودھ بند کرا دیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی تماش کے لونڈے دس دس پر جاسوس مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو ہر وقت اُس کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ اُس کے مکان کے گرد لٹھ بند پہرے دار بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب لوگ اُسے دیکھیں تو لاحول پڑھا کریں۔ اس کے بیوی بچوں تک کو سلام وکلام کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

فرمان خلیفہ الفضل

" اسی عرصہ دوران بائیکاٹ میں میں ماں، باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہوگا کہ جس طرح ایک گندہ چیتھڑا اپنے گھر سے باہر پھینکدیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔

باپ بیٹے کو نکال دے (خواہ بچے گھر سے نکل کر آوارہ ہو جائیں۔ یا اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں) ان سختیوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کو منافق مرتد اور سلسلہ کا دشمن قرار دے کر اس کے قتل تک کو جائز بتایا جاتا ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روا رکھی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں۔ اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دی ہے آواز نہ اٹھا سکے۔

اب کہئے جماعت احمدیہ خدا کے لئے بتائے کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روا رکھا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"ان دونوں کی زندگیوں کی ایک ایک گھڑی میرے احسان کے نیچے ہے۔"

(۲۹ر جولائی الفضل ۱۹۳۷ء)

خلیفہ صاحب کا مریدوں کو ابھارنا اور اس کے نتائج

خلیفہ صاحب نے پھر ایک آخری خطبہ ۶ر اگست ۱۹۳۷ء جمعہ کے دن دیا جس میں مذکورہ بالا شخصیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مریدوں اور جانثاروں کو ابھارا گیا۔ اس کے دوسرے ہی دن پھر بروز ہفتہ ۷ر اگست تقریباً ساڑھے چار بجے عصر کے وقت مولانا فخر الدین صاحب ملتانی، حکیم عبدالعزیز صاحب و حافظ بشیر احمد صاحب پسر شیخ عبدالرحمٰن، تینوں پولیس پوسٹ کی طرف جا رہے تھے۔ پولیس پوسٹ سے کم و بیش سو گز کے فاصلے پر ایک تیز دھار آلے سے حملہ کر دیا گیا۔ نیز معاً آلہ فخر الدین صاحب ملتانی کی پسلی کو چیرتا ہوا پھیپھڑے میں جا نکلا۔ بعد ازاں حکیم عبدالعزیز صاحب کو بھی اسی تیز دھار آلہ سے منہ اور گالوں پر شدید ضربات آئیں۔ گورداسپور ہسپتال میں فخر الدین ملتانی ۱۳ر اگست ۱۹۳۷ء پانچ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یاد رہے کہ فخرالدین ملتانی تقریباً ۳۲ سال تک اس نام نہاد جماعت کی ملازمت و ساتھ قدم سے قدم ملا کر مدد کرتے رہے۔ مگر جب ۷ اگست ۱۹۳۷ء کو ساڑھے چار بجے سر بازار انہیں خون میں نہلا دیا گیا تو ایک ہزار کی ملحقہ احمدی آبادی میں سے اس تشدد کے خلاف گواہی دینے والا ایک فرد بھی نہ مل سکا۔ حیف ہے صد حیف ہے اس روحانیت پر۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی دکان بھی اسی بازار میں تھی۔ انہیں بھی کنکتے سکولوں اور بیٹی کی بہبودی کا لالچ دے کر سچی گواہی سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر وہ بہ خرید فریب سکے اس جال میں نہ آئے اور حق کی بات کہنے سے گریز نہ کیا۔ اس وحشیانہ بربریت پر مستزاد یہ کہ جب آپ کی لاش گورداسپور سے قادیان لائی گئی تو پھر "تہذیب قادیانیوں" کا سلوک دیدنی تھا۔ قبر کھودنے والے مزدوروں کو دھمکا کر قبر کھودنے سے روکا گیا، انیٹیں دینے سے منع کیا گیا اور نعش کا کفن بنانے والے مستریوں کو بھی روک دیا گیا۔ کیا ایسے انسانیت سوز بائیکاٹ کی کوئی مثال دنیا پیش کر سکتی ہے۔ بالآخر احرار رضاکاروں نے

مذہبی اختلافات کے باوجود تدفین کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور انسانیت قادیان کے اس شرمناک رویے پر سر پیٹتی رہ گئی۔

مٹا دو یا مٹ جاؤ!

خلیفہ صاحب کا آخری خطبہ جو جمعہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء کو دیا گیا تھا وہ اس قدر اشتعال انگیز تھا کہ ڈی۔ سی گورداسپور نے اسے ضبط کر دیا تھا۔ جو آج تک شائع نہیں ہوا۔ اپنے مخالفین کے خلاف اپنے مریدوں کو کس طرح ابھارتے ہیں۔ ان کے مزید اقتباس ملاحظہ ہوں۔

"تم میں سے بعض تعزیر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مر جائیں گے

گو سلسلہ کی ہتک برداشت نہیں کریں گے۔ مگر جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں "بھائیو کچھ روپے ہیں کہ جن سے مقدمہ کرایا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے ..... نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ بہادر وہ ہے جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے تو مار کر بیٹھ جاتا ہے اور پکڑا جاتا ہے تو دلیری سے پیش ہوتا ہے۔ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق وہی ہوتے ہیں۔" (۵ جون ۱۹۳۶ء الفضل)

دشمن کو سزا دینی چاہیے

اگر تم اس رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اور سمجھتے ہو کہ سچا ہی عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ گے یا گالیاں دینے والوں کو مٹا دو۔ اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا کہ اے بے شرم! تو آگے کیوں نہیں جاتا۔ اور اس منہ کو کیوں نہیں توڑتا۔" (۵ جون ۱۹۳۶ء الفضل)

"جسمانی نتائج دعاؤں کے ساتھ وہ تمام تدابیر اور تمام نتائج کو خواہ وہ روحانی ہوں ...... استعمال کریں۔" (۹ جولائی ۱۹۳۶ء الفضل)

زندہ جماعت اور قربانی

اسی پر بس نہیں ..... پھر یوں فرماتے ہیں۔ " تو احمدیوں کا خون اس کی (حکومت) گردن پر ہوگا ..... ہم دنیا میں نابود ہوتا ... منظور کرلیں گے .... احمدی جماعت ہے .... وہ ہر قربانی پیش کرے گی۔"

"مظلومیت (تا لوی نقطہ ملاحظہ ہو) کے رنگ میں عمر قید بھوڑ پھانسی پر بھی لٹکایا جائے تو ہم اسے باعث عزت سمجھیں گے۔" (۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء الفضل)

پھر رؤیا کشوف کے ذریعہ تشدد پر سمائی ہوئی جماعت کو ابھارا جاتا ہے اور ظلم کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔

○ قتل کے لئے الہامی بنیادیں

یوں تو خلیفہ صاحب کے خطبے اشتعال انگیزی کا شاہکار ہیں اور انہی سے مشتعل ہو کر قتل و غارت ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ اور مسٹر ٹیک چند نے اپنے فیصلہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ۶ اگست کو ساڑھے چار بجے فخر الدین صاحب ملتانی پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے۔ اور ایک دن قبل "الفضل" میں ایک مضمون شائع ہوتا ہے جس کا عنوان ہے۔

"مصری اور ملتانی" "یہ دو گھر ہی مر گئے"۔ ملاحظہ فرماویں کہ کس چابکدستی اور عیاری کے ساتھ قتل و غارت کو الہامی بنیاد مہیا کی گئی ہے۔ تاکہ جماعت اس بات پر مطمئن ہو جائے کہ اس قتل سے الہام پورا ہوا ہے۔ لٹریچر کی یہی بالواسطہ ترغیب آج تک "الفضل" کا شیوہ ہے۔ مگر عوام تو کجا خاص بھی ایسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

مصری اور ملتانی

یہ دو گھر ہی مر گئے؟ الہام حضرت مسیح موعود

الٰہی سلسلہ اور منافقین

اللہ تعالیٰ کے پاک کلام مجید سے جو بنی نوع انسان کے لئے آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے۔ یہ امر پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ثابت ہے کہ ہر الٰہی سلسلہ میں جہاں وہ سعید الفطرت اصحاب داخل ہوتے ہیں۔ جو اپنے اخلاص اپنی محبت اپنی قربانیوں اور اپنی جان نثاریوں اور اپنی محیر العقول فدا کاریوں کے لحاظ سے دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ وہاں ایسے بدبخت اور ننگ قوم افراد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں جو نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو بظاہر جماعت مومنین سے تعلقات رکھتے اور ساق کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مگر در پردہ وہ فتنہ انگیزی

میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اپنی ناپاک سازشوں سے جماعت کے شیرازہ کو بکھیرنے اور اس کے اجزا کو منتشر کرنے کے منصوبے سوچتے رہتے ہیں۔ ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا چلا جاتا ہے اور منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر آخر الٰہی ڈھیل کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور آسمان سے خدا تعالےٰ کا غضب ان پر نازل ہوتا اور ان کے خرمن امن و سکون کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ تب وہی منافق جو تعجب کے مطابق لوگوں کی نگاہوں میں معزز سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے ذلیل، ایسے رسوا اور ایسے بے حیثیت ہو جاتے ہیں کہ کوئی باعزت شخص انہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ ان سے ایسی ہی کراہت کرتا ہے جیسے ایک سڑے گلے مردار سے نفرت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے

وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم (توبہ ع ۱۳)

کہ تمہارے ارد گرد جو جماعتیں ہیں ان میں سے بعض منافق پائے جاتے ہیں۔ بلکہ خود مدینہ میں ایسے منافق موجود ہیں جو اپنی منافقت پر بشدت قائم ہیں۔ اور گو تمہاری نگاہ سے وہ مخفی ہیں مگر اللہ تعالےٰ کی نگاہ سے مخفی نہیں۔ وہ انہیں خوب جانتا ہے۔ اگر وہ اپنی ان منافقانہ حرکات سے باز نہ آئے تو خدا ان کے تمام پول کھول کر رکھ دے گا۔

پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا (احزاب ع ۸) کہ اگر منافق اور وہ لوگ جو منافق نہیں۔ مگر منافقوں کو اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے اچھا سمجھتے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ یا وہ جھوٹی اور بے بنیاد

خبریں اڑا دیا کرتے تھے۔ اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ہم تجھے ان کے خلاف کھڑا کر دیں گے۔ اور پھر وہ مرکز روحانیت میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکیں گے۔ بلکہ انہیں اس جگہ سے نکلنا پڑے گا۔

قرآن کریم کی یہ آیات جہاں اس امر پر قطعیۃ الدلالت ہیں کہ مرکز سلسلہ اور بیرونی جماعتوں بجنسہٖ منافقین کا کوئی نہ کوئی حصہ موجود رہتا ہے وہاں ان سے یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ منافقوں کا انجام تلخ اور عبرتناک ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ایک وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب وہ دیکھے کہ اب ان کی گندگی ان کے سارے جسم میں سرایت کر چکی ہے تو وہ اپنی پاک جماعت کو ایسے اسباب مہیا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں منافقین کی اندرونی سرشت بے نقاب ہو جاتی ہے اور مومن ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر روحانی طور پر انہیں یہ سزا دی جاتی ہے کہ ان کا مرکز سلسلہ سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ گویا جس طرح وہ مرکز وحدت یعنی نبی یا خلیفہ کے وجود سے منقطع ہوتے ہیں اسی طرح خدا تعالےٰ انہیں کچھ عرصہ کے بعد مرکز سلسلہ سے بھی منقطع کر دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ اور منافقین

جب یہ سنت اللہ ہے اور اس کے کئی روا امثال بھی ہم سابقہ میں موجود ہیں تو کس طرح ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ جو خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت ہے اس قسم کی نقشہ پردازی اور منافقین کے وجود سے خالی ہوتی۔ سب سے بڑی اور سب سے مقدس جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائم کردہ جماعت تھی۔ مگر جب اس میں بھی ایسے بدبخت لوگ ہوئے جنہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو شہید کر دیا اور اپنی ریشہ دوانیوں سے عالم اسلامی میں بہت بڑا تفرقہ اور انشقاق پیدا کر دیا تو کس طرح

ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ میں جو مثیل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی لحاظ سے فتنہ پرداز اور منافق نہ ہوتے۔

پس منافقین کا وجود کسی الٰہی سلسلہ کی تکذیب کی علامت نہیں بلکہ اس کی سچائی کا ثبوت ہے کیونکہ اس طرح خداوند تعالےٰ اندرونی اور بیرونی دونوں دشمنوں سے حملہ کرا کر کہتا ہے کہ جاؤ اور مل کر اس جماعت کے استیصال کے لئے کوشش کر لو مگر تم نامراد رہو گے۔ اور یہ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہو گا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا وہی ہے جس نے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کی کھچی ہوئی تلواروں میں اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر لیا۔

خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ

آئیے اب اس حقیقت کی روشنی میں موجودہ فتنہ پر نظر ڈالیں کہ یہ فتنہ کیا اسی قسم کا فتنہ نہیں جس قسم کے فتنے پہلے خلفاء کے زمانوں میں اُٹھتے رہے ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری اور فخر الدین ملتانی وہ دو شخص ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک نفاق کا پردہ اوڑھ کر اپنے چہروں کی سیاہی چھپا رکھی۔ لیکن آخر آفتاب محمود کی تجلیات نے ان کی سیاہی ظاہر کر کے رکھدی۔ اور دونوں فاخرج منہا فانک رجیم کے مصداق بن گئے۔ یہ دونوں آخر کیا مقصد لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ صرف یہ کہ موجودہ خلیفہ یعنی ہمارے جان و دل سے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو خلافت سے معزول کر دیں۔ مگر کیا اس قسم کا فتنہ حضرت عثمان غنی رضؓ کے زمانہ میں نہیں اُٹھا۔ اور کیا باغیوں نے ان سے یہی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ کہ تم خلافت سے الگ ہو جاؤ۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت خلافت سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اس

وقت مقابلہ کرنے والے باغی اور طاغی تھے تو یقیناً آج کے وہ معاند جو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ کر رہے ہیں باغی اور طاغی ہیں۔ اور یقیناً وہ ایسا مطالبہ کرکے اپنے آپ کو باغیوں کے صف اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے کو خلفاء کی صف میں اپنے عمل سے شامل کر چکے ہیں۔

معاندین ناکام رہیں گے

شاید اس مناسبت سے انہیں خیال پیدا ہو کہ جس طرح پہلے مفسد اور باغی خلفاء کو تکالیف پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اسی طرح وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ سو انہیں کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ ان کی یہ امید بالکل موہوم ہے۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے فرما چکے ہیں۔

اور اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔ اسی طرح پہلے جو آدم آیا تھا وہ جنت سے نکالا تھا۔ مگر اب جو آدم آیا وہ اس لئے آیا کہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ اسی طرح یوسفؑ کو پہلے قید میں ڈالا گیا تھا۔ مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پہلے خلفاء میں سے بعض جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو دکھ دیا گیا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اللہ تعالٰے اس کا بھی ازالہ کر دے گا۔ اور ان کے خلفاء کے دشمن ناکام رہیں گے۔ کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے۔ اور خدا چاہتا ہے کہ اسلام کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کے بدلے لئے جائیں۔ عرفان الٰہی صـ۹۳ مـ۹۴

پس انہیں یہ امید اپنے دل سے نکال دینی چاہئے کہ وہ خلافت

کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب خدا دشمنوں کو ناکام و نامراد کرے گا۔ اور ان کا عبرتناک انجام کریگا۔ غرض موجودہ فتنہ خواہ کتنا بڑا ہو۔ انجام کے لحاظ سے ہمارے لئے ہرگز مضر نہیں۔ بلکہ یقیناً اس سے احمدیت کی ترقی ہوگی۔ یقیناً اس سے جماعت کے اخلاص میں اضافہ ہوگا اور ہوگا۔ اور یقیناً جماعت کا قدم پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ منازل وارتقا کو طے کرے گا۔ یہ وہ نوشتہ تقدیر ہے جسے کوئی انسان محو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور یہی وہ امر مقدر ہے جس کی ہمارے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ میں آج سے تیس سال قبل خبر دی گئی تھی کہ

"یہ دو گھر ہی مر گئے" تذکرہ صفحہ ۶۶۳

ان دو گھروں کا اشارہ مصری، ملتانی کے گھروں کی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس وقت یہی دو گھر نکلے جنہوں نے بحیثیت گھر اس فتنہ میں کھڑے ہونے کی معیت اختیار کی۔ یعنی ان گھروں کے تمام افراد نے خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے شرارت شروع کی۔ پس یہ دو گھر نے جو جماعت احمدیہ میں شامل تھے۔ مگر افسوس ان دونوں پر روحانی موت وارد ہو گئی۔ اور وہ خلیفہ وقت کی بیعت سے الگ ہو گئے۔ شاخ جو درخت سے کٹ کر سوکھ جاتی ہے اور جلانے کے کام آتی ہے۔

روحانی موت

قرآن کریم نے بھی روحانی حیات کے فقدان پر موت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا (الانعام ع ۳) یعنی غور تو کرو کہ ایک شخص جو پہلے مردہ تھا ہم نے

اُسے زندہ کیا اور اس کو ایک نور عطا فرمایا۔ کیا وہ اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

یہاں میت کا لفظ روحانی مردہ یعنی ایسے انسان پر بولا گیا ہے جو کفر اور شرک اور بداعمالی کے لحاظ سے مردہ ہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے انک لاتسمع الموتی ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (نمل)

اے نبی تو اُن لوگوں سے اپنی باتیں نہیں منوا سکتا جو روحانی لحاظ سے بالکل مرچکے ہیں اور نہ اُن لوگوں کو جو بہرے ہیں اور خدا تعالےٰ کے کلام کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔

غرض مردہ قرآنی اصطلاح میں یعنی بعض دفعہ روحانی مردوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لئے مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (انفال)

کہ اے مومنو خدا اور اس کے رسول کی بات سنو۔ اور جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے اپنی طرف بلائے۔ پس حقیقی مردہ وہ ہے جو روحانیت کے لحاظ سے مرگیا۔ جس کی روح ابدی ہلاکت کے گڑھے میں گر کر فنا ہو گئی۔ اسی مناسبت سے الہام الٰہی میں بتایا کہ ایک وقت دو گھر روحانی لحاظ سے مر جائیں گے۔ سو نوشتہ تقدیر سرعت اتفاقی کے ذریعے پورا ہوا۔ ہمیں اس کا افسوس ہے۔ مگر ہمارے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ ہم کہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ (الفضل ۶ راگست ۱۹۳۷ء)

اللہ کے گھر دیر ضرور ہے، اندھیر نہیں!

خلیفہ بذات خود بہ نفس نفیس کس قدر بدکار اور بدکردار تھا جس کا چلن سوائے غلاظتوں کے ڈھیروں کے ڈھیر ہوں۔ اور پھر مذہب کے مقدس لبادہ کی آڑ میں جن بھیانک بدکاریوں کا ارتکاب کرتا رہا اس نے انسانوں کے دماغ کو بھی مسخ کر دیا۔ یعنی الحفیظ والامان۔ جب اس پر فالج کا حملہ ہوا تو متواتر گیارہ سال تک بستر مرگ پر پڑا رہا۔ اور بستر مرگ پر فحش کلمات اور غلیظ مغلظات کو نہایت ہی ارزانی سے بے دریغ استعمال کرتا رہا۔ اس تقدس مآب کی یہ کیفیت ہو گئی کہ سوکھ کر صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔ بالآخر سسک سسک کر دم نکلا اور آنجہانی ہو گیا۔ اس کو ان ظلموں کی سزا کچھ تو اس جہان میں مل گئی جو دیکھنے والوں کے لئے ایک زندہ نشان ہے۔

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس کی ایک چہیتی بیوی جس کا نام مریم تھا (ہمشیرہ ولی اللہ شاہ) اپنے وقت کے لحاظ سے حسین و جمیل تھی۔ اور یہ بھی اس کی بدکاریوں میں مستعدی سے برابر کی شریک تھی۔ آتشک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اس کا تمام بدن سر سے پیر تک گل سڑ گیا۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود یہ بھی آنجہانی ہو گئی۔ لیکن یاد رہے کہ موت کے بعد بھی گندگی سیلاب کی طرح بہتی رہی۔ اور تقریباً چار پانچ من گندگی کو روکنے کے لئے کفن پر کفن ڈالا گیا تاکہ گندگی کو روکا جا سکے۔ جنازے کے وقت بھی بدبو اور تعفن کی اس قدر فراوانی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس بدبو کو دور کرنے کے لئے قیمتی سے قیمتی عطر استعمال میں لایا گیا لیکن یہ عطر بھی اس بدبو دار تعفن کو مسخر نہ کر سکا۔ اس طرح اصل حقیقت جس کو پردۂ اخفا میں رکھنے کی کوشش کرتے رہے چھپ نہ سکی۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود منظر عام پر آ گئی۔ اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ جو اشخاص جنازے کے ہمراہ تھے ان میں سے چند مخصوص لوگوں کے سوا باقی کو عمداً کافی سے زیادہ فاصلہ پر رکھا گیا۔

چند ہی منٹ بعد مدرسہ احمدیہ کا گیٹ بند کرکے تمام اشخاص کو بند کر دیا گیا۔ پسوہنی چند مخصوص اشخاص کا کارواں دفن کرنے گیا، دفن کرنے کے بعد گیٹ کھلا گیا۔ تاکہ معاہی شریک ہوسکیں۔

مختصر کیفیت ان لوگوں کے لئے پیش کی گئی۔ جو کہتے ہیں۔ اگر خدا ہے تو انکو سزا نہیں ملتی۔ اب خدا کے عذاب کا خود آپ ہی اندازہ لگائیے۔ خدا یقینا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے گھر دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

یوں سمجھئے اس تقدس مآب کی موت ڈاکٹر ڈوئی سے بھی بدتر حالت میں واقع ہوئی۔ اور میاں بیوی کے عبرتناک انجام سے ہر احمدی بخوبی واقف ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک علمی مضمون حضرت ملک عزیز الرحمٰن صاحب برادر خورد ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک ربوہ ہدیہ ناظرین ہے تاکہ علمی طور پر کلب یموت علی کلب کے الہام کے سمجھنے میں آسانی رہے۔

خدا کی بات پھر پوری ہوئی

کلب یموت علی کلب۔ ترجمہ:۔ وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرگیا:
(تذکرہ صـ۱۸۶)

از حضرت ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکریٹری
حقیقت پسند پارٹی۔ لاہور

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کی اپنے حق گو ناقدین کے خلاف کہاں یہ تعلی کہ وہ اس کی زندگی میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور در در کی ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔ ان کی بیویاں پھٹے پرانے کپڑوں اور چیتھڑوں میں بھیک مانگتی پھریں گی۔ اور کوئی انہیں بھیک نہ دے گا۔ میں دیکھوں گا کہ ایک سال کے بعد غلام رسول ۳۵ کہاں۔ اللہ تعالےٰ کا یہ فضل ہے۔ کہ آج جب کہ وہ اس کے اعلان کے بعد گیارہ سالہ ناکام اور بے عملی کی

کی زندگی جو نہایت سخت دکھ کی جا رہی ہے گذار کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہو چکا ہے۔ اس کے مزعومہ منافقین مگر خدا تعالیٰ کی نظروں میں حق گو پر انعامات خداوندی کی مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ان میں جو بے اولاد تھے وہ صاحب اولاد بن گئے جو بے روزگار تھے بر سر روزگار ہو گئے۔ جو غریب تھے اب غنی ہیں۔ جو ناتواں تھے وہ توانا ہو گئے۔ ان کی نظروں میں جو جاہل ان پڑھ تھے وہ پروفیسر بن گئے۔ جو بے نماز تھے وہ نمازی بن گئے جو نمازی تھے وہ تہجد خواں بن گئے۔ جو کلرک تھے وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مبلغ بن کر بلاد غیر میں جا رہے ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام زندہ اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ الحمدللہ فالحمدللہ کسی کی آنکھ ہو تو دیکھے اور کسی کے کان ہوں تو وہ سنے کہ کیا کہیں ایسا ہوا ہے کہ کسی منافق پر رب العزت کی طرف سے یہ نوازشات ہوئی ہوں۔ اور اس کے حریف مقابل اہل اللہ اور اہل حق کو ایسی فاش شکست اور ذلت و رسوائی پہنچی ہو جیسا کہ ہمارے مقابلہ پر خلیفہ ربوہ کو پہنچی ہے۔

معیار صداقت

ایک طرف مرزا محمود احمد صاحب کا اپنی موذی مرض کا اقرار اور بے عملی کی زندگی پر اضطراب ملاحظہ ہو اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ معیار صداقت ملاحظہ ہو۔

"صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ نیک انجام انہیں کا ہوتا ہے۔"

مرزا محمود احمد کی اپنی زبانی خبیث اور موذی مرض میں مبتلا ہونے کا اقرار" اب میں اڑسٹھ سال کی عمر کا ہوں اور فالج کی بیماری کا شکار ہوں۔"

(الفضل ۴ اگست ۱۹۶۵ء)

اب فالج کی بیماری میں اضطراب اور بے عملی کی زندگی سے فرار بھی

میاں صاحب کی اپنی زبانی ملاحظہ ہو۔

"میں اس وقت بالکل بے کار ہوں ...... تمام دوستوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ مجھے بے عملی کی زندگی سے بچائے کیونکہ اگر یہ زندگی بہر حال لمبی ہونی ہے تو مجھے اس زندگی سے موت زیادہ عملی معلوم ہوگی۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے خدا جب میرا وجود اس دنیا کے لئے بے کار ہے تو تُو مجھے اپنے پاس جگہ دے جہاں میں کام آسکوں۔" (اشتہار ۱۱/۳/۵۵)

خبیث اور موذی مرض

یاد رہے کہ میاں صاحب اس گیارہ سالہ لمبی بیماری سے جو بطور ابتلا ہی نہ تھی بلکہ بطور عذاب الٰہی لاحق ہوئی تھی جانبر نہ ہوسکے اور اسی بیماری کے سنگین صورت اختیار کرنے کے بعد ۸ رنومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے۔

حضرات! اب مسیح موعود علیہ السلام کی زبانی بھی سن لو کہ ان خبیث اور موذی امراض کے اصل عوامل کیا ہیں۔ بنابریں یہ بیماریاں خدا تعالےٰ کے محبوبوں کو ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ چہ جائیکہ کوئی "سچا مصلح موعود" ان کا شکار ہو۔

"بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور آخر کار سکتہ، فالج، رعشہ اور کزاز اور رعشہ اور رباح اور انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور دما، آتشک، سوزاک کی قابل شرم مرض سے

اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں ۔" (چشمہ مسیحی ص۲۴)

فالج اور جذام

معیار صداقت کے سلسلہ میں ایک ثبوت یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ کیا فالج اور جذام وغیرہ واقعی خبیث اور موذی امراض ہیں اور یہ کہ خدا تعالےٰ کے پیاروں کو یہ لاحق نہیں ہوتیں۔ چنانچہ حضرت مجدد وقت کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

"اے عبدالحکیم! (حضرت مسیح موعود کا الہامی نام ہے) خدا تعالےٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچائے۔ اندھا ہونے مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے! ...... خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت یہ نہیں چاہتی کہ ایسی بیماریاں میرے لاحق حال ہوں۔ کیونکہ اس میں شماتت اعداء ہے۔"

(تذکرہ ۷۶۱)

ایسا ہی خدا تعالےٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی۔ تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو۔ اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کر دوں گا۔ (اربعین ۳ ص۳)

فالج کا حملہ

اس کے بعد مرزا محمود احمد صاحب کا مندرجہ ذیل بیان پھر پڑھیئے۔
"گذشتہ ۲۶ فروری کو جابہ سے واپسی پر مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔"

اشتہار ۱۱/۵۵

"امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی اور میاں محمود احمد میں بصیرت افروز مماثلت"

ڈاکٹر ڈوئی نے امریکہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ میاں محمود احمد صاحب نے یہاں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ڈوئی

اپنے شہر سیحون سے نکالا گیا۔ میاں محمود احمد صاحب اپنے شہر قادیان سے نکالے گئے۔ ڈاکٹر ڈوئی لاکھوں کی جائیداد سے بیدخل ہوا۔ ایسا ہی میاں صاحب بھی۔ جسطرح ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ دعویٰ نبوت کے بعد فالج کا شکار ہوا اسی طرح میاں محمود احمد صاحب بھی اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو فالج کا شکار ہوئے۔ میاں صاحب اور ڈاکٹر ڈوئی کے نوکران کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھتے اور لئے پھرتے تھے۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی کو ان کے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی طرح ڈاکٹروں نے خلیفہ ربوہ کو لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ جس طرح اس کے ہوش و حواس قائم نہ رہنے کے سبب اس نے اپنا کام نائبوں کے سپرد کر دیا تھا اسی طرح میاں صاحب موصوف نے بھی اپنا کام اپنی زندگی میں ہی ایک نگران بورڈ کے سپرد کر دیا تھا۔ جسطرح ڈاکٹر ڈوئی زمین پہ ایک قدم نہیں رکھ سکتا تھا اسی طرح میاں محمود احمد صاحب بھی اپنا قدم زمین پہ رکھنے کے قابل نہ رہے تھے۔

اب غور کا مقام ہے کہ اتنی واضح مماثلت قائم ہو جانے اور سچے مدعی کے لئے ۲۳ سالہ مقررہ مدت کو پورا کرنے سے قبل ہی وفات پا جانے کے بعد بھی میاں صاحب کے مفتری ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

خانہ ساز ڈاکٹر

اگر میاں صاحب کی مذکورہ عبرتناک بیماری جس نے انہیں سالہا سال تک خلیفہ معطل بنا کر رکھ دیا تھا اس کے مفتری ہونے کا ثبوت نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود کی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۶ اور میاں صاحب کی اپنی کتاب "دعوۃ الامیر" میں قائم کردہ معیار کے مطابق ڈاکٹر ڈوئی کا فالج اور دیگر علامات اس کے مفتری ہونے کی دلیل کیوں کر بن سکتی ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ جماعت ربوہ ایک طرف

تو دوسروں کے بعد عذاب کا شکار ہونے والے ایک شخص کے معتری ہونے کا اس بیماری سے استدلال پیش کرتی ہے لیکن دوسری طرف اس قسم کے دوسرے مفتری کو جس کے متعلق ان کے اپنے لڑکے اور خاندانی ڈاکٹر کی یہ رائے ہے کہ

"(آپ حضور!) زمین پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ اور یہ کہ اب دوائیوں سے آرام کی توقع فضول ہے۔"

خدا کا قائم کردہ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھ رہی ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
کب تک جھوٹ سے کرو گے پیار کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

اس جگہ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی رائے کا درج کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا تاکہ حق اپنی پوری شان کے ساتھ کھل جائے۔

"لیٹے رہنے کے باعث ٹانگوں میں کھچاوٹ اور اکڑاؤ بھی بدستور ہے کوئی ممکن کوشش حضور کو چلانے کی کامیاب نہیں ہو رہی۔ سابقہ ڈاکٹروں کے علاوہ اس عرصہ میں جرمن کے مشہور ڈاکٹر پروفیسر پیشے سے مشورہ کرکے بھی ان کا علاج کیا گیا۔ مگر اس سے بھی ابھی تک کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا ...... یہ حالت عرض کرتے ہوئے خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دل سے درخواست کرتا ہے کہ حضور کی شفا اب دوائیوں سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالےٰ کے خاص فضل اور دست شفا سے ہی انشاءاللہ ہوگی۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۴)

خدائی گرفت

خدائی گرفت کا یہ کتنا بین ثبوت ہے کہ ساری جماعت ربوہ کی دعائیں اور صدقات بھی میاں صاحب کو صحت یاب نہ کر سکے۔

دراصل یہ حقیقت پسند پارٹی ۱۹۵۶ء میں ہی آپ سے خدائی قہر اور غضب قرار دے چکی تھی۔ اور یہ لکھ چکی تھی کہ "کوئی کشتی اب بچا نہیں سکتی اس سیل سے۔" اور یہ کہ جب تک از خدائی عذاب کو لازمۂ بشری قرار دے کر حقائق کو چھپانے کی ناکام کوشش کی جائے گی۔ آپ کی دعائیں بھی اس خدائی وعید کو روک نہیں سکیں۔ (دیکھو میاں بشیر احمد صاحب کے نام کھلی چٹھی مورخہ ۲۸ ۳/۶۲ از ناظم الحروف)

مرزا محمود کے بارے میں ایک حیرت انگیز خبر

ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالےٰ نے اعدادِ تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کلب یموت علی کلب۔ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔ جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب وہ باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہئ ملکِ بقا ہوگا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۸۴ - ۱۸۵)

نام نہاد خلافت

برادران! گو مرزا محمود احمد صاحب کی پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ تاہم اللہ تعالےٰ کی نظر میں اُن کی پبلک اور جماعتی زندگی کا آغاز ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو ہوا جب وہ نام نہاد خلافت کی گدی پر بیٹھے اور سکھ بندوں عامۃ المسلمین کو عموماً اور اپنی جماعت کو خصوصاً گمراہ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مذکورہ بالا وحی میں اسی امر کی طرف اشارہ کر کے یہ پیش کی گئی کہ ایک خاص شہرت کا آدمی جو اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس کا مصداق ہے کوئی معمولی آدمی ہرگز ہرگز مراد نہیں لیا جا سکتا، وہ باون سال کے اندر قدم دھرنے کے بعد یعنی اس معینہ سال کے اندر اندر ہی راہئ ملک بقا ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد مارچ ۱۹۶۵ء

میں اکاون سال ہوئے اور سال باون ختم ہونے میں ابھی چار ماہ اور چھ دن باقی تھے کہ میاں صاحب فوت ہو گئے فاعتبروا یا اولی الابصار

پوپ ازم

چاہیئے تو یہ تھا کہ احباب جماعت ربوہ عموماً اور ان کا خاندان خصوصاً اس سے عبرت حاصل کرتا اور تلافی مافات کے لیے بارگاہ ایزدی میں سر جھکا کر اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا لیکن مقام افسوس ہے کہ یہ لوگ صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔ اور "پوپ ازم" کے تحفظ اور نام نہاد خلیفہ ثالث کے لیے ایک دفعہ پھر حدیث النفس "رویا کشوف" کا سہارا تلاش کیا جا رہا ہے حالانکہ مرزا ناصر احمد صاحب کے خلیفہ بنائے جانے کی گذشتہ گیارہ سالہ مساعی یکہ سازش کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ کیونکہ ہم نے ۱۹۵۶ء میں ببانگ دہل یہ اعلان کر دیا تھا کہ مرزا محمود احمد صاحب نے فتنۂ منافقین کا سارا ڈھونگ اپنے بڑے لڑکے مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لیے رچایا ہے۔ ورنہ نہ ہم منافق تھے اور نہ ہی حقیقت میں کوئی فتنہ تھا۔ جب فراست مومنانہ کے ذریعہ ہم نے سالہا سال پہلے میاں ناصر احمد کے خلیفہ بنانے کی پیشگوئی کر دی اور آپ نے پوری پیش بندی کر کے انہیں "پیر صاحب" بنا دیا تو اب خوابوں کا سہارا چہ معنی دارد؟ اس ضمن میں ہمارے ٹریکٹ حقیقت کا اظہار "جماعت احمدیہ ربوہ کے فہمیدہ اصحاب کے نام" "مرزا محمود احمد ہوش میں آؤ" اور "دور حاضرہ کا مذہبی آمر" وغیرہ کے صفحات ملاحظہ فرمائیں۔ خاص طور پر ٹریکٹ بوجھو تو جانیں پڑھنا ضروری ہے۔

ربوہ کی دینی حس اور غیرت

قصر خلافت کے اندر سنگنوق سکھ نمبرہ ۲۴۲ افراد کے انتخابی ادارہ میں سے صرف ۲۰۵ افراد کی موجودگی میں جن میں ۵۰ ووٹروں نے

اپنا حق ووٹ ہی استعمال نہیں کیا اور خلافت کے دوسرے امیدوار مرزا رفیع احمد صاحب کا نام جن کا نام تجویز کرنے والوں اور ان کے حمائتیوں کو قبل از وقت خاندان حضرت مسیح موعود کے ایک زندہ "جیف" جس نے کوئی دلچسپی جماعت کے کاموں میں نہیں لی تھی کہ جس کے وقار کا مدار محض ولادت ، اس سے قبل از وقت انتباہ بھی کر دیا تھا کہ اگر مرزا ناصر احمد کے خلاف کوئی نام تجویز کیا گیا اور مرزا محمود احمد صاحب کے منشاء کے خلاف کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا جس سے فرزند کبیر کو، وراثت خلافت سے محروم ہو نے کا خفیت اندیشہ ہوا تو وہ " خاندان کے جیف " سارے نظام پر خود قبضہ کر لیں گے۔ ان حالات و واقعات کے باوجود اہل ربوہ کی دینی حس اور غیرت اس قدر مفلوج ہو چکی ہے کہ نام نہاد خالد بن ولید بھی مرزا ناصر احمد کو خدا کا قائم کردہ خلیفہ کہنے پر مجبور ہیں۔ اور جب انہیں سیدنا حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات میں کوئی تائیدی کلمہ میسر نہیں آیا تو یہودیوں کی روایات ایک کتاب "طالمود" کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی ناکام جسارت بپا دھار کھائے بیٹھے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرزا ناصر کو چیلنج

ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر واقعی اپنے آپ کو نیک وصالح آیت استخلاف کے تحت خدا کا قائم کردہ خلیفہ سمجھتے ہیں تو حلف مؤکد بعذاب کے ذریعہ ایک معینہ مدت کے اندر خدا تعالیٰ سے حق و باطل کا فیصلہ طلب کریں۔ لیکن یہ لوگ ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ انکو معلوم ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے حلف مؤکد بعذاب کے تحت مجبوراً ملتوی کیا اور اس کا عبرتناک انجام ہوا۔ میاں محمود احمد صاحب نے ان الفاظ میں خدائی عذاب کو دستک دی۔ لکھتے ہیں۔

"میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔ (الفضل یکم مارچ ۱۹۴۴ء)

قادیان سے نکالے گئے

اس حلف مؤکد بعذاب کے کھانے اور جھوٹا دعوی کرنے کی دیر تھی کہ خدائی عذاب نے ان کو آگھیرا۔ ان کی ایک چہیتی بیوی انہی دنوں فوت ہوئی۔ تین سال بعد مثل ڈوئی اپنے شہر قادیاں سے نکالے گئے اور حضرت مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی پوری ہونی شروع ہوئی۔ جس میں خدا تعالے نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون دعا علیہا حق اور جس کی تشریح کرتے ہوئے خود مرزا صاحب نے لکھا کہ

"میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور دین کی فکر سے لاپرواہ ہیں۔ گویا خدائے تعالے مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے تو دعا مت کر، ان کی شفاعت مت کر۔ جیسا کہ ان کا دین مرگیا ان کی دنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ کہ دشمنوں کے لئے۔ پس اس قرینہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو یعنی قادیان سے نکالے جانے کا واقعہ، مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے جو بظاہر اسی جماعت میں شامل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے

خلاف ہے۔" (پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۵ء)

گویا اسی الہام کو پورا کرتے ہوئے وہ قادیان سے بھاگ آئے۔ اور یہ عذاب دوسرے لوگوں پر بھی وارد ہوا۔ پھر ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر عبد اللطیف جو میاں محمود احمد صاحب کے ہم زلف تھے۔ انہوں نے ان پر جنسی بے راہ روی کا الزام لگایا۔ اور جماعت سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۵۴ء میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے میاں صاحب اپنے سابقہ خود ساختہ عقائد سے منحرف ہو گئے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان پر قاتلانہ حملہ ہوا جس کی بدولت خدائی وعدہ قطع وتین پورا ہو گیا اور اسی حملہ کے بعد میاں صاحب ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو فالج کا شکار ہوئے۔ اور بقول حضرت مرزا صاحب ایسے عذاب کا شکار ہو گئے جس میں جانبری کے آثار تو کجا ان کی ہلاکت واقع ہو گی۔ اور ۷ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات کو واصلِ جہنم ہو کر حضرت مرزا صاحب کی اس تحریر کو ثابت کر گئے۔ حضرت مرزا صاحب نے اربعین کے نمبر ۳ صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے۔

"لیکن میری مخالفت کے لئے وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا من اللہ ہوں جس سے خدا ہمکلام ہو کر بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور دعویٰ پر تئیس یا چالیس برس گزر جائیں یعنی وہ میعاد گزر جائے جو آنحضرت صلعم کی نبوت کی میعاد تھی۔ اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔"

حقیقت سے اعراض

اس تحریر کی رُو سے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا ۲۳ سال کے اندر اندر قتل یا فوت ہو جانا ضروری ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے یکم مارچ ۱۹۴۴ء کو دعویٰ مصلح موعود کیا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو ۲۲ سال کی معینہ مدت پوری کرنے سے قبل ہی قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں قریباً ۱۱ سال فالج جس کو حضرت مرزا صاحب نے قہر، عضب الٰہی نہایت سخت دُکھ کی مار، نہایت سخت بلا اور آفات قرار دیا تھا۔ (حقیقت الوحی ص۲۲۳ اور انجام آتھم ص۶۶-۶۷) اس کا شکار رہنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے! پس ان حقائق اور واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اگر جماعت احمدیہ ربوہ حقیقت سے اغماض کرتی رہی اور میاں صاحب کی اذیت ناک مرض اور اس کے عبرتناک انجام سے توضیح مرام نہ ہوا اور آپ کے وجوہ التباس بھی ازالہ اوہام نہ کر سکے اور آپ لوگوں نے اپنی حماقت غلطی کے ازالہ کی کوئی سعی نہ کی۔ خدا کے چونکا دینے والے نشان بھی آپ کے لئے تریاق القلوب ثابت نہ ہوئے اور آپ بدستور غشاوۃ لبصر وقرانماں اور زیغ نظر کے عوارض میں مبتلا رہنے کو کشف غطاء پہ ترجیح دیتے رہے تو آپ عاد اور ثمود کی طرح صفحہ تاریخ سے محو ہو جائیں گے۔

نہ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں (۱۷-۱۲-۶۵)

اب اس کے بعد آپ کو ایک محرم راز سابق مخلص محمد یوسف ناز کی چھٹی تبرک کے طور پر پیش خدمت کر رہا ہوں۔ تاکہ مصلح موعود کے ہلکے سے کردار سے بھی روشناس ہو سکیں۔ ہدیۂ ناظرین ہے۔

مرزا محمود کے ایک سابق مخلص مرید کی سیلِ روحانی ما

ایک مرتبہ جبکہ میاں صاحب جا نور لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے

تھے۔ اس کے چند دن بعد مجھے ربوہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے سامنے مرزا صاحب کے مریدان باصفا کا ایک جم غفیر ہے۔ ہر شخص کے چہرے پر اضطراب کی جھلکیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے پیر کے دیدار کی ایک معمولی سی جھلک۔ ان کے دلِ ناصبور کو اطمینان بخش دے گی۔

پرائیویٹ سیکرٹری کے حکم کے مطابق کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ یعنی ہر شخص کی الگ الگ چار جگہوں پر جامہ تلاشی لی جاتی تھی۔ اور اس امر کی تاکید کی جاتی تھی کہ حضرت اقدس کے قریب پہنچ کر نہایت آہستگی سے السلام علیکم کہا جائے اور پھر یہ کہ اس کے جواب کا منتظر نہ رہا جائے بلکہ فوراً دوسرے دروازے سے نکل کر باہر آجایا جائے۔ میں خود ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا مگر ان بندشوں نے کچھ آزردہ سا کر دیا۔ اور میں واپس چلا گیا۔ چنانچہ پھر دو بجے بعد از عصر دوبارہ حاضر ہوا۔ شیخ نور الحق صاحب جو ان کے ذاتی دفتر کا ایک رکن ہے اس سے اطلاع کے لئے کہا۔ حضرت اقدس نے خاکسار کو شرف باریابی بخشا۔ اس وقت کی گفتگو جو ایک مرید (میرے) اور ایک پیر (مرزا صاحب) کے درمیان تھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

میں نے نہایت بے تکلفی سے کام لیتے ہوئے حضور سے دریافت کیا کہ آجکل تو آپ سے ملنا بھی کارِ دارد ہے۔ فرمایا! وہ کیسے؟ عرض کیا کہ چار چار جگہ جامہ تلاشی لی جاتی ہے تب جا کر آپ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس کے جواب میں "میرے عضو مخصوص کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ" جامہ تلاشی کہاں ہوئی کہ جس مخصوص ہتھیار سے تمہیں کام لینا ہے وہ تو تم احتیاطی تدابیر کے باوجود اپنے ساتھ اندر لے آئے ہو۔ اس حاضر جوابی کا بھلا میرے پاس کیا جواب ہو سکتا تھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ مگر ایک بات جو میرے لئے معمہ بن گئی وہ یہ تھی کہ سنا تو گیا تھا کہ چارپائی

سے ہل نہیں سکتے حتیٰ کہ سلام کا جواب بھی نہیں دے سکتے تھے مگر وہ میرے سامنے اس طرح کھڑے رہتے جیسے انہیں قطعی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اگر وہ اس بات کو جھٹلانے کی ہمت رکھتے ہیں تو حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں۔ اور میں بھی اٹھاتا ہوں۔

ایم یوسف ناز کراچی۔ حال مقیم لاہور

○ ربوہ کا نظام حکومت

اب میں خلیفہ صاحب کی تقاریر یا در خطبات کے اقتباسات کی روشنی میں خلافتی حکومت کا تفصیلی خاکہ بیان کرتا ہوں۔

حاکم اعلیٰ

" ریاست میں حکومت اس نیابتی زور کا نام ہے جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں " (۱۵ را کتوبر ۱۹۳۲ئ الفضل)

خلیفہ صاحب کا یہ مذہب ہے کہ کوئی آدمی بھی خواہ وہ حق پر ہو خلیفہ وقت پر سچا اعتراض بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اعتراض کرے تو وہ دوزخی اور ناری ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

" جس مقام پر ان کو کھڑا کیا جاتا ہے اس کی عزت کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنے والے ٹھوکر سے نہیں بچ سکتے " (۸ جون ۱۹۳۱ئ الفضل)

" وہ مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا خدا کی لعنت سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالے اسے تباہ و برباد کرے گا " (۲۹ مئی ۱۹۲۸ئ الفضل)

مقننہ یعنی مجلس شوریٰ

مقننہ کو خلیفہ ربوہ کے نظام میں مجلس مشاورت کہا جاتا ہے۔ یہ بھی دیگر محکموں کی طرح بلکہ خلیفہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس مجلس کے فیصلہ جات اس وقت تک جاری نہیں ہوتے جب تک خلیفہ منظوری نہ دے

اور وہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے واجب التعمیل نہیں ہوتے ۔ اس کے علاوہ اپنی ریاست کے ہر محکمہ پر خلیفہ صاحب خود نگرانی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا قول ملاحظہ فرماویں ؛

" تمام محکموں پر خلیفہ صاحب کی نگرانی ہے۔" (۱۵ ؍ نومبر ۱۹۳۰ء الفضل)

" اسے یہ حق ہے (یعنی خلیفہ کو) کہ جب چاہے جس امر میں چاہے مشورہ طلب کرے۔ لیکن ... یہ بھی حق حاصل ہے کہ مشورہ کو رد کر دے۔" (الفضل ۲۷ ؍ مئی ۱۹۳۶ء)

خلیفہ کا مجلس شوریٰ پر کلی اختیار

مجلس مشاورت کے ممبروں کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ اس میں دو قسم کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ نمائندے جن کو جماعتیں منتخب کرتی ہیں۔ لیکن ان کی منظوری بھی خلیفہ صاحب ہی دیتے ہیں۔ خلیفہ صاحب کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ جماعتوں کے چنے ہوئے نمائندے میں جن کو خلیفہ صاحب مجلس مشاورت کا ممبر بنا سکتا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس نمائندہ پر کوئی اعتراض کر سکے۔ مجلس مشاورت کے اجلاس میں کوئی شخص بھی خلیفہ صاحب کی اجازت کے بغیر تقریر نہیں کر سکتا اور نہ وہ بغیر منظوری حاصل کئے مجلس سے باہر جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں خلیفہ صاحب کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

" پارلیمنٹوں میں تو وزراء کو وہ جھاڑیں پڑتی ہیں جن کی حد نہیں ..... یہاں تو میں روکنے والا ہوں ...... گالی گلوچ کو سپیکر رد کرتا ہے۔ سخت تنقید کو نہیں۔" ۲۷ ؍ اپریل ۱۹۳۸ء الفضل

خلیفہ صاحب کو یہ کلی اختیار ہے کہ جماعتوں کے منتخب شدہ ممبروں کو جسے چاہے۔ بولنے کا موقعہ دیں۔ اور جسے چاہیں۔ ان کے حق سے بالکل محروم کر دیں۔ اس مجلس کا انعقاد سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ اور تمام آئندہ سال کی پالیسی کو زیر غور لایا جاتا ہے۔ اور بجٹ کی منظوری کو

خاص اہمیت حاصل ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بجٹ منظور کئے بغیر ہی خلیفہ صاحب یہ فرمادیا کرتے ہیں کہ میں خود ہی بجٹ پہ غور کر کے منظوری دے دونگا۔ ان امور سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مجلس شوریٰ کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ یہ صرف دکھاوے کے لئے ڈھانچہ ہے۔

انتظامیہ

اس کے بعد میں خلیفہ کی انتظامیہ کے متعلق کچھ عرض کرونگا اور بہتر یہی ہے کہ خلیفہ صاحب کے حوالہ جی من وعن نقل کر دئیے جائیں، جن میں انتظامیہ کی ضرورت، کیفیت اور ماہیت کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"تیسری بات اس تنظیم کے لئے یہ ضروری ہوگی کہ اس کے مرکزی کام کو مختلف ڈیپارٹمنٹوں میں اسی طرح تقسیم کیا جائے جس طرح کہ گورنمنٹوں کے محکمے ہوتے ہیں۔ سکرٹیری شپ کا طریق نہ ہو بلکہ وزارت کا طریق ہو اور ہر ایک صیغہ کا ایک انچارج ہو"۔ (۱۸ جولائی ۱۹۲۵ء الفضل)

اس انتظامیہ کو نظارت کہا جاتا ہے اور ہر وزیر کو ناظر اور سب کی نامزدگی خلیفہ صاحب کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"ناظر ہمیشہ میں نامزد کرتا ہوں"۔ (۲۴ اگست ۱۹۳۰ء الفضل)

خلیفہ صاحب کا آخری سپریم کورٹ

یہ نظارت اپنے سارے کام خلیفہ کی نیابت میں سرانجام دیتی ہے۔ ہر فیصلہ کی اپیل خلیفہ صاحب سنتے ہیں اور انہیں کا آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ اپنے قواعد وضوابط خلیفہ کی منظوری کے بغیر تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور اس کے فیصلوں کی تمام ذمہ واری خلیفہ پر ہوتی ہے کیونکہ وہ نظارت خلیفہ صاحب کی نمائندہ ہوتی ہے۔ خلیفہ صاحب خود ہی فرماتے ہیں۔

"صدر انجمن جو کچھ کرتی ہے چونکہ وہ خلیفہ کے ماتحت ہے اس لئے خلیفہ بھی اس کا ذمہ دار ہے۔" (۲۳ر اپریل ۱۹۳۰ء الفضل)

اس نظارت کو بھی خلیفہ کی برائے نام نمائندگی کا حق ہے۔ عملاً خلیفہ کی حیثیت ایک آمر مطلق کی ہے۔ خلیفہ صاحب خود ہی فرماتے ہیں:۔

"ناظر (یعنی وزراء) بعض دفعہ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں۔" (۲۷ر اپریل ۱۹۳۶ء الفضل)

صدر انجمن احمدیہ

ہر صوبہ میں ایک انجمن ہوتی ہے۔ یہ انجمن ضلعی انجمنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ضلع کی انجمن تحصیلوں کی انجمن پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کی حد بندی صدر انجمن متعلقہ انجمنوں کے مشورہ کے بعد کرتی ہے (۲ر اگست ۱۹۲۹ء الفضل)

اغراض

اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں وہ سب کام شامل ہیں جو خلفاء سلسلہ کی طرف سپرد کئے جاتے ہیں یا آئندہ کئے جاویں۔

اراکین

تمام صیغہ جات سلسلہ کے ناظر اور تمام اصحاب جنہیں خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کا نائب ممبر مقرر کیا جائے۔

ناظر سے مراد سلسلہ کے ہر مرکزی صیغہ کا عہدہ افسر اعلیٰ ہے جسے خلیفہ وقت نے ناظر کے نام سے مقرر کیا ہے۔

تقرر و علیحدگی ممبران صدر انجمن احمدیہ

خلیفہ وقت کے حکم کے ماتحت ممبران صدر انجمن احمدیہ تقرر اور علیحدگی عمل میں آتی ہے۔

ربوہ اسٹیٹ کا اجمالی نقشہ

اس وقت ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کی جو نظارتیں قائم ہیں ان کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

(۱) ناظر اعلیٰ

ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہو۔ وہ خلیفہ اور دیگر ناظروں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ عموماً ناظر اعلیٰ اس شخص کو مقرر کرتے ہیں جس میں ذاتی رائے کا مادہ مفقود ہو۔ اور خلیفہ صاحب کے ہر جائز و ناجائز حکم پر سر خم تسلیم کرے۔ اور جو قابلیت اہلیت کے لحاظ سے بہت ہی کم ہو۔

نمونہ عکسی فارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔۔۔۔۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از دفتر امور عامہ (ہوم سکرٹری)، جماعت احمدیہ قادیان

(۲) ناظر امور عامہ (ہوم سیکرٹری)

(وزیر داخلہ) ان کے سپرد مقدمات فوجداری کی سماعت، سزاؤں کی تنفیذ، پولیس اور حکومت سے روابط قائم کرنے کا کام ہے۔

(۳) ناظر امور خارجہ

(وزیر خارجہ) ان کے تحت سیاسی گٹھ جوڑ کرنا۔ اور اندرون ملک اور بیرون ملک کی کارروائیوں پر کڑی نگاہ رکھنا ہے۔

(۴) ناظر ضیافت . . . . وزیر خوراک

(۵) ناظر تجارت . . . . وزیر تجارت

(۶) ناظر حفاظت مرکز .... وزیر دفاع (پولیس و فوج کا کنٹرول اور ربوہ و قادیان (انڈیا) کی حفاظت کا بندوبست
(۷) ناظر صنعت .... وزیر صنعت
(۸) ناظر تعلیم .... وزیر تعلیم
(۹) ناظر اصلاح و ارشاد .... وزیر پراپیگنڈہ و مواصلات ۔
(۱۰) ناظر بیت المال .... وزیر مال
(۱۱) کنٹرولر قانون .... وزیر قانون
(۱۲) ناظر زراعت .... وزیر زراعت

ہر فیصلہ پر خلیفہ کی منظوری

اختیارات و فرائض ناظران

ناظران کے اختیارات و فرائض خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہوتے رہیں ۔ اور ان کی تعداد بھی خلیفہ صاحب مقرر کرتے ہیں ۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فرائض وہی ہیں جو خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہیں جنہیں وہ خلیفہ صاحب کی قائم مقامی کے طور پر ادا کرتی ہے ۔ بجٹ خلیفہ صاحب کی منظوری سے طے اور انکی منظوری سے ہی جاری ہوتا ہے ۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فیصلہ جات خلیفہ صاحب کے دستخطوں کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتے ۔ اور قواعد اساسی اصول کے متعلق تو کلی ہیں تغیر و تبدل صرف خلیفہ صاحب کی منظوری سے ہو سکتا ہے ۔ اور خلیفہ صاحب کے تجویز کردہ قواعد و ضوابط میں صدر انجمن احمدیہ تبدیلی نہیں کر سکتی ۔ صدر انجمن احمدیہ کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ ایسا قاعدہ یا حکم جاری کرے جو خلیفہ صاحب کے کسی حکم کے خلاف ہو ۔ یا خلیفہ کی مقرر کردہ پالیسی میں کوئی تبدیلی آتی ہو ۔ ناظروں کی تقرری و برطرفی خلیفہ صاحب کے اختیار میں ہے ۔ صدر انجمن احمدیہ کو سلسلہ کی جائداد

وغیر منقولہ کی فروخت، ہبہ، رہن، تبدیل کرنے کا بغیر منظوری خلیفہ صاحب ربوہ اختیار نہیں۔ اور خلیفہ ہی ناظر اعلیٰ کا تمام مقام مقرر کرتا ہے لوکہ تمام صیغوں کے کام کی ہفتہ واری رپورٹ خلیفہ صاحب کو پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ناظر اعلیٰ کا فرض ہے کہ خلیفہ کی تحریری و تقریری ہدایت کے علاوہ ان کے تمام خطبات و تقاریر وغیرہ میں جو احکام صادر ہوں انکی تعمیل کروائے۔ اسی طریقے سے یہ خلیفہ صاحب کی طرف سے بیرونی جماعتوں کو ہدایت ہے کہ جب کوئی ناظر کسی جماعت میں جائے تو یہ جماعت کا فرض ہے کہ اس کا استقبال کرے۔ اور اس کا مناسب اعزاز کرے۔

مذکورہ بالا تمام کوائف قواعد صدر انجمن احمدیہ طبع شدہ لیئے گئے ہیں۔

تقرر قاضیاں اور فیصلہ جات کی نقول

عدلیہ

انتظامیہ کے علاوہ ریاست ربوہ میں عدلیہ بھی قائم ہے۔ خلیفہ صاحب خود آخری عدالت ہیں۔ وہی ناظم قضا مقرر کرتے ہیں۔ جب چاہیں اس کو معزول کر سکتے ہیں۔ قضا کے جج خلیفہ صاحب مقرر کرتے ہیں۔

خلیفہ صاحب کا اپنا اعلان ملاحظہ ہو

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ نے مولوی ظفر محمد صاحب کی جگہ مولوی ظہور حسن صاحب کو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی جگہ صوفی غلام محمد صاحب سابق مبلغ ماریشس کو اور مزید بابو اکبر علی صاحب کو مرکزی دار القضاء کا قاضی مقرر فرمایا ہے (دہم جون ۱۹۳۷ء الفضل)

جب چاہیں مقدمہ کی مسل اپنے ملاحظہ کیلئے طلب کر سکتے ہیں جس قاضی کو چاہیں مقدمہ سننے کا نا اہل قرار دے کر برطرف کر سکتے ہیں۔ مقدمات میں جو وکیل پیش ہوتے ہیں انہیں ناظم قضا باقاعدہ اجازت نامہ

دیتا ہے اس کے بغیر وہ قاضیوں کے سامنے مقدمہ کی وکالت کے لیے پیش نہیں ہو سکتے۔ فیصلوں کی نقول دی جاتی ہیں۔ اور نقول کی اجرت لی جاتی ہے جس کی آمدنی بیت المال میں جمع کی جاتی ہے۔ ناظم قضا کا ایک خط بغرض حصول نقول مقدمہ ملاحظہ ہو:

مکرم بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر
السلام علیکم۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مقدمہ مقبول بیگم صاحبہ بنام بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ نقل فیصلہ منگوالیں۔ نقول کے لیے ہماری آٹھ آنے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

دستخط ناظم قضا سلسلہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از دفتر ناظم احمدیہ دارالقضاء

(۱) پتہ پر کسی افسر کا نام نہ لکھیں
(۲) جواب دیتے وقت اپنا صحیح پتہ اور اس چٹھی کا نمبر اور تاریخ ضرور لکھیں

مکرمی مرزا مظفر احمد صاحب قتنا میڈیکل بالمقابل میو نسپٹ روڈ۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبطل بیہ عبداللہ خاں صاحب۔ از آنکھم . . . .
آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زیر ہدایت ۲۲ بوجہ عدم پیروی دعویٰ خارج کیا گیا ہے۔ مدعی ایک ماہ تک درخواست منسوخی فیصلہ گذار سکتا ہے۔

معیاد اپیل ہے

نوٹ: (۱) واضح رہے کہ جس تاریخ کو آپ یہ چٹھی وصول فرمائیں گے اس تاریخ سے اپیل کے دن شمار ہوں گے۔
(۲) دفتر ہذا کے نقل فیصلہ دینے میں جو ایام صرف ہوں وہ میعاد اپیل

میں شمار نہ ہونگے
درج ہے نقل فیصلہ بلغم ۱/۱۱ معہ خرچہ رجسٹری ارسال فرماکر آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

دستخط
ناظم احمدیہ دار القضاء ربوہ
مورخہ ۹/۸ / ۵۱
ضلع جھنگ (پاکستان)
۱۱۲۸
۵۱-۹-۱۲

نوٹس اور ڈگریوں کا اجراء

نوٹس بھی دیتا ہے۔ ڈگریوں کا اجراء بھی باقاعدہ کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ صاحب اور خلیفہ صاحب کا خاندان قضا کے تمام فیصلوں سے بالاتر ہے۔ قضا کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کے خلاف کوئی ڈگری دے کر اس کا اجرا بھی کروا سکیں۔ اگر کوئی بدنصیب احمدی قضا میں اس "شاہی خاندان" کے خلاف مقدمہ دائر بھی کرے تو مدعی کے تمام ثبوت بدرجہ اتم واکمل بہم پہنچانے کے باوجود قاضی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کے خلاف کسی قسم کا فیصلہ کرسکے۔ اگر فیصلہ کر بھی دے تو قضا کا قانون فیصلہ کے اجراء کے لئے بے بس ہو جاتا ہے۔ اور قاضی مدعی کے دل کو تشفی دینے کے لئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صاحبزادگان کی مالی حالت بہت خراب ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو یہ فیصلہ غیر معین عرصہ کے لئے التوا میں رکھدیا جاوے۔ اگر مدعی زیادہ اصرار کرے تو قاضی صاحب یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ "مدعا علیہ" صاحبزادہ کی مالی حالت دگرگوں ہے۔ اس وجہ سے وہ ایک روپیہ ماہوار مدعی کو دینگے۔ خواہ مدعی نے ہزاروں روپیہ لینے ہوں۔

سمن جاری کرنا زیر آرڈر نمبر ۶۲

ریاست ربوہ کے ناظم قضاء سمن جاری کرنے کا مجاز ہے لہٰذا جو سمن جاری کئے جاتے ہیں اور بغیر حاضری کی صورت میں زیر آرڈر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کیجاسکتی ہے۔ حسب ذیل سمن جاری کردہ ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

از دفتر ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ

مکرمی :- السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

نقل عرضی دعویٰ منجانب ـــ دعویٰ بابت ..... آپ کو برائے جواب دہی بذریعہ رجسٹری ارسال ہے۔ آپ اس دعویٰ کا جواب دفتر ہذا میں .... تک ارسال کریں (بذریعہ ڈاک رجسٹری)۔ مقررہ تاریخ تک آپ کی طرف سے تحریری جواب موصول ہونا ضروری امر ہے۔ اور ۴۹-۸-۱۶ بوقت دس بجے صبح ربوہ براستہ چنیوٹ ضلع جھنگ تشریف لادیں۔ بغیر حاضری کی صورت میں زیر آرڈر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کی جا سکتی ہے۔

ناظم دارالقضاء

۴۹-۶-۲۳ دستخط ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

محکمہ عدلیہ یکطرفہ اور ضابطہ کی کاروائیاں کرنے کا مجاز ہے۔ مثال ملاحظہ ہو۔

نوٹس بنام شیخ منظور احمد علی مستری بدرالدین معمار ساکن قادیان۔ بنام شیخ منظور احمد ولد شیخ محمد حسین مرحوم۔ دعوائے اجرا ڈگری مبلغ ۔۔۔ مقدمہ مندرجہ عنوان میں از کل قضا قضیہ ۲ کو آپکے برخلاف یکطرفہ ڈگری ۔۔۔ کی دی ہے

مدعی نے امور عامہ میں اجرائے ڈگری کی درخواست ۵ ۴ کو دی ...
لہٰذا آپ کو بذریعہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ مندرجہ بالا ۱۲ / ۴۴ تک رقم امور عامہ میں جمع کرادیں۔ تو بہتر ورنہ آپکے خلاف ۲۳ ضابطہ کی کاروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

(۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء الفضل)

اب مزید سمن کے بارہ میں سنیئے۔ ملک عبدالحمید صاحب ولد غلام حسین صاحب محلہ دارالرحمت قادیان کے خلاف چند مقدمات برائے ڈگری دائر ہیں۔ کئی دفعہ ان کے نام علیحدہ علیحدہ مقدمات میں سمن جاری کئے

گئے ہیں مگر وہ تعمیل سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ چنانچہ ۱۲/۳۴ کو ایک سمن اگلے روز کی حاضری کے لئے جاری کیا گیا۔ اور اس پر ملک عبدالحمید نے عذر کیا کہ میں پندرہ یوم کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ لہٰذا مجبور ہوں۔ اس پر اسی وقت ان کو اطلاع بھیجی گئی کہ آپ کو اس سمن کی اطلاع پانے کے بعد باہر جانے کی اجازت نہیں بلکہ سمن کی تعمیل واجب ہے۔ اگر واقعی آپ کو کوئی اتنا اشد ضروری کام ہے جو رک نہیں سکتا تو آپ کو لازم ہے کہ درخواست پیش کر کے عدم حاضری کی اجازت حاصل کریں۔ لہٰذا ان کو بذریعہ اخبار اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر وہ اس اعلان کی تاریخ سے دس روز کے اندر اندر دفتر امور عامہ میں حاضر نہ ہوئے تو سخت نوٹس لیا جائے گا۔

(ناظر امور عامہ) (۹ دسمبر ۱۹۳۳ء الفضل)

فیصلہ

فریقین مقررہ تاریخ پر حاضر نہیں ہوئے۔ اس لئے زیر دفعہ زیر ہدایت ۔۔۔ بوجہ عدم پیروی دعویٰ خارج کیا جاتا ہے۔ مدعی ایک ماہ تک درخواست ملتوی فیصلہ یکطرفہ دے سکتا ہے۔

دستخط محمد احمد ۶/۱/۵۱

تصدیق کیا جاتا ہے کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے

دستخط محرر نقل اردو ۲۲/۱/۵۱

۲۳/۱۰/۵۱

○ خالص دینی کارنامے

الفضل لکھتا ہے "جماعت احمدیہ خالصۃً ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور اس نے حکومت کے صوبائی یا مرکزی ردّ و بدل میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی - اور نہ کسی سیاسی معاملہ میں دخل دیا ہے - الا ماشاء اللہ یہ اصول جماعت کا جزو ایمان ہے کہ قانوناً قائم شدہ حکومت کے ساتھ نصرت و وفاداری کی جائے - بلکہ نصاً و لو اطلعوا التروا القدوں کے قرآنی اصول کے مطابق اس کی حمایت کی جائے - جماعت کے اس اصول سے تمام دنیا واقف ہے - اور گواہ ہے - کہ جماعت احمدیہ اس کی پابند رہی ہے - (الفضل ۷ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

خالص "دینی جماعت" کے کارناموں کے متعلق مختلف سیاسی اغراض پر خرچ کی گئی رقوں، گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ اور خفیہ مضامین وغیرہ انکی تفصیل امور عامہ کے محتسب قریشی محمد صادق صاحب شبنم پریزیڈنٹ نیشنل لیگ قادیان و سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی زبانی سنیئے -

قبرستان، عیدگاہ

(۱) چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے آپ کے ایما سے مجھے احراریوں پر جبکہ وہ شروع شروع میں قبرستان عیدگاہ کے متعلق جھگڑنے لگے تھے قاتلانہ حملے کی ترغیب دی، جو کہ بالکل ایک غیر شرعی فعل تھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب موصوف نے ایسی ترغیب مجھے دی تھی۔ لیکن مجھے اس کے لئے آمادہ نہ پا کر مزید زور نہ دیا۔ اس وقت میں یہ اسکی ذاتی حماقت سمجھتا تھا۔ لیکن آپ کے باقی حالات اور خیالات کا اندازہ کر کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ممکن نہیں کہ چوہدری صاحب آپکے

مشورہ یا ایما کے بغیر اس قدر دلیرانہ قدم اٹھاتے۔

(۲) لاہور میں مجھے سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ مقرر کر کے بھیجتے وقت آپ نے جو احکام دیئے تھے ان میں سے خاص کر ایک حکم قابل اظہار ہے۔ آپ نے ایک ہزار روپیہ خاص کام کے لئے دیا تھا کہ شیخ بشیر احمد کے حوالہ کر دو اور اس کو کہدو کہ اس میں سے مبلغ یکصد روپیہ فی الفور اختر علی آف زمیندار کے سپرد کر دیں۔ اور بعد میں ان کو جس قدر رقم کی ضرورت ہو دے دیا کریں۔ اختر علی اور اس کا باپ سلسلہ اور مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ حضور علیہ السلام کو نعوذ باللہ دجال، عیاش، شراب خور وغیرہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور آپ ان کے پراپیگنڈہ کے لئے مومنوں سے حاصل کردہ چندہ میں سے زر خطیر عنایت کرتے ہیں۔ یہ ہے آپ کی ایمانی غیرت اور مومنانہ شان۔ اللہ پناہ دے۔

(۳) آپ ہمیشہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے گورنمنٹ کو کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ اور نہ ہی گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں دروغگوئی کی اور منافقت سے کام لیا ہے حالانکہ آپ کا رویہ گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ ہے۔ اور آپ ہمیشہ سے گورنمنٹ کو وفا کے پردے میں نقصان پہنچانے کے کوشاں رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔ جو خود میرے مشاہدہ میں آئی ہیں۔

گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ

(الف) نیشنل لیگ کا قیام بھی آپ نے اس لئے کرایا ہے کہ تاکہ آپ اس طرح گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ موثر طریق سے کر سکیں۔

میں نے جب سب سے پہلے قادیان میں نیشنل لیگ کا چارج لیا تو گو آپ نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ نیشنل لیگ کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں گے لیکن سب سے پہلا جلسہ جو میں نے کیا اس میں ریزولیشنز پاس کرانے کے لئے آپ ہی نے یحیٰی خاں کے ہاتھ بھجوائے جو کہ یہیں نقل کروا کر اصلی کاپی آپ کی ہدایت کے مطابق واپس منگوالی کیونکہ خطرہ تھا کہ کسی طرح یہ راز افشا نہ ہو جائے۔ اس کے بعد بھی نیشنل لیگ کی باگ ڈور آپ کے ہی ہاتھ میں رہی۔ نہ پریذیڈنٹ اور نہ سیکرٹری کو اپنے اختیارات استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ آپ جملہ معاملات میں ڈپلومیسی سے کام لیتے رہے۔

گورنمنٹ کے خلاف اشتہاروں کا طریق

(ب) جب لاہور میں گولی چلی تو جماعت نے احراریوں کے ساتھ گورنمنٹ کے خلاف بھی سخت پروپیگنڈہ شروع کیا۔ چنانچہ بیسیوں اشتہارات لکھوائے گئے جن پر غیر احمدیوں کے دستخط کرا کر اوسا تکو اس کا معاوضہ دے کر تمام ہندوستان میں شائع کیا جاتا رہا۔ یہ کام آپ گورنمنٹ کے لئے سیاسی مشکلات پیدا کرنے کی غرض سے کروا رہے تھے۔ ورنہ جن لوگوں کی طرف سے اشتہار شائع کروائے جاتے رہے وہ سلسلہ کے جانی دشمن ہوتے تھے۔

خفیہ مضامین

(ج) سید ولی اللہ شاہ نے لاہور میں گولی چلنے کے متعلق کئی خلاف واقعہ خفیہ مضمون لکھ کر خفیہ طور پر میرے سامنے شائع کرائے جن میں گورنمنٹ کے خلاف لکھا جاتا رہا۔ اور ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کو آپ ہی نے اس کام کے لئے لاہور میں مامور کیا ہوا تھا۔

ملک عزیز؟ خاں خلیفہ کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا

○ اخبارات کو رقوم دینا

(۵) سید ولی اللہ شاہ صاحب نے میرے سامنے سید حبیب آف سیاست ، کے بھائی سید عنایت شاہ کو اخبار کی پالیسی خریدنے کے لئے مبلغ ایک سو روپے کا نوٹ پیشگی دیا تھا. حالانکہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ سیاست نے کئی بار احمدیت کے خلاف شرمناک طور پر قدم اٹھایا. سیاست کی پالیسی اسی غرض سے خریدی گئی تھی کہ وہ گورنمنٹ کے لئے شہید گنج کے واقعہ کے موقع پر مشکلات پیدا کرے. سید حبیب سیاسی قیدی تھا، گورنمنٹ کا مجرم تھا آپ نے اس کی اعانت کرکے گویا گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ قدم اٹھایا.

شہید گنج کے موقع پر گورنمنٹ کے خلاف

(۱۵) شہید گنج کے موقعہ پر ایک طرف تو آپ کے نمائندے لاہور میں پبلک کو گورنمنٹ اور احراریوں کے خلاف جوش دلاتے رہے. اور دوسری طرف شیخ بشیر احمد صاحب زر کثیر خرچ کرکے کانگرسی لیڈروں اور اخبار نویسوں کو اپنے مکان پر بلا کر پراپیگنڈہ میں شامل کرتے رہے. روپیہ غریب مومنوں اور مفلسوں کا خرچ ہوا اور فائدہ کانگرس کو ہوا. آپ کے نمائندوں کو اُلّو بنا کر جواہر لعل نہرو کا استقبال کرایا. اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیا. خدا نے آپ کو اس شرمناک فعل کا کیسا بدلہ دیا.

مجتبیٰ مثلیں

(۵) مجتبیٰ کے زمانہ میں مثلیں دیکھنے سے یہ امر مجھ پر اچھی طرح کھل گیا کہ آپ دکھاوے کے طور پر اس طرح کہتے ہیں کہ جماعت میں کسی ایسے معاملے کا فیصلہ نہیں کیا جاتا جس کی قانون اجازت نہ

دیتا ہو۔ مساۃ منی بنت سنت سنگھ خاکروب نومسلم کے ساتھ جن دو آدمیوں نے زناکا ارتکاب کیا تھا اُس کی تحقیقات سابق محتسب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی سے کرائی گئی۔ انہوں نے تحقیقات کے بعد رپورٹ میں یہ وضاحت سے بیان کیا کہ ان دو آدمیوں نے بھی اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس سے پیشتر فلاں فلاں نے اس کے ساتھ ایسا فعل کیا ہے۔ آپ نے ناظر صاحب امور عامہ کو حکم دے کر کہا کہ اس رپورٹ کو دوبارہ لکھوایا جاوے اور اس میں سے زنا کا لفظ کاٹ دیا جائے۔ کہ فلاں فلاں کو منی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا گیا ہے۔ اس وقت محتسب میں تھا۔ جب ناظر نے مجھے آپ کا حکم سنا دیا تو میں نے کہا جب مثل میں زنا کا لفظ بار بار آتا ہے تو محض رپورٹ سے اسے نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ مثل کو ہم تلف کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اغوا، چوری، خودکشی کی کوشش وغیرہ کے مقدمات میں امور عامہ میں فیصلے ہوتے رہے ہیں جن کی تفصیل وقت پر بتائی جا سکے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ اگر ضرورت ہوئی۔

گورنمنٹ سے دھوکہ

(ز) جب احرار نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اُس وقت آل انڈیا نیشنل لیگ کو آپ کا حکم ملا تھا کہ قرب وجوار کی جماعتوں کو آدمی بھیجے جائیں اور انکو تاکید کر دیں کہ فلاں فلاں مضمون کا اعلان جب الفضل میں نکلے تو تم لوگ قادیان میں خود بخود آجاؤ تاکہ گورنمنٹ یہ نہ کہہ سکے کہ مرکز نے ان کو بلوایا ہے۔

افغان جرگہ کے ساتھ الحاق

(ح) جب میں آل انڈیا نیشنل لیگ کا سیکرٹری تھا تو مجھے سرحد میں اس لیے

بھیجا گیا کہ ایک تو میں پیغام مندرجہ (ضمیمہ ش) ان کو سناؤں تو دوسرے یہ کہ اگر ممکن ہو سکے تو افغان جرگہ اور سرخپوشوں کے ساتھ نیشنل لیگ کا الحاق کرا دوں ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جماعتیں گورنمنٹ کے خلاف ہیں ۔ افغان جرگہ خفیہ طور پر اور سرخپوش اعلانیہ ۔

مالی بے اعتدالیاں

تقدس مآب خلیفہ ربوہ ایک پُر اسرار شخصیت ہے جس کے چلن کی آلودگی کے بارے میں اس کے اپنے مریدوں کی حلفیہ مؤکد بعذاب شہادتیں شائع ہو چکی ہیں ۔ ان کی مالی بے اعتدالیوں کے متعلق چند نمونہ جات پیش خدمت ہیں کہ خدمت اسلام کا روپیہ کس مقام پر خرچ کیا جاتا ہے ۔ بہ خصوصیت زکوٰۃ کے روپیہ سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں ۔ یہ پیشکش احمدیہ حقیقت پسند پارٹی مرکزیہ لاہور کی ہے ۔ انکی زبانی سنیئے ۔

ایک دفعہ سنہ ۱۹۲۴ء میں مغرب کو فتح کرنے (ضمیمہ ۲) دوسری دفعہ ۱۹۵۵ء میں پہلے فالج اور بعض دوسری پوشیدہ امراض کا علاج کروانے، ہر دفعہ اپنے ساتھ ہزاروں ہزار روپیہ کا سامان لائے اور کسٹم سے بچنے کے لئے بیسیوں حیلے کئے ۔ اس سامان میں یورپ کے نوادرات، لندن سے نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے، سوئٹزرلینڈ کے کلاک اور رسٹ واچیں، جرمنی کی استریاں اور سلائی کی مشینیں، ہالینڈ سے بیدریک اور دیگر مختلف النوع کے چمڑے کے بکس، دمشق سے سونے کے زیورات اور مختلف جگہوں سے مختلف سامان بلکہ موٹریں تک بھی شامل ہیں ۔ یہ اس شخص کا حال ہے جس کی متاہل زندگی کا آغاز ۔/۶۰ روپے ماہوار کے وظیفہ سے ہوا ۔

زکوٰۃ کا بے محل استعمال

یہ تو معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب نے خود بھی کبھی زکوٰۃ دی ہے یا نہیں

لیکن ایک چیز پر انہیں بڑا اصرار رہے - وہ یہ کہ زکوٰۃ کا تمام روپیہ براہ راست ان کی تحویل میں رہے - اور وہ اسے جہاں پسند فرماویں اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کیا کریں - اور کوئی شخص "حضور" سے اس کا حساب نہ پوچھے - یہ خاص حق خلافت ہے - ذیل کا اعلان پڑھیئے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ماتحت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کی رقوم محاسب صدر انجمن کے نام نہ بھیجا کریں۔ زکوٰۃ براہِ راست خلیفہ وقت کے حضور آنی چاہیئے" [1]

یہ صریحاً خلاف شریعت اور خلاف قانون کام ہوا ہے - قطعاً خلیفہ صاحب کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ محاسب سے بالا بالا سلسلہ کی بعض رقوم کو وصول کریں - اس کے لئے قطعاً کوئی وجہ جواز نہیں - سلسلہ کے ایک ایک روپیہ کا حساب ہونا ضروری ہے - یہ بددیانتی کی انتہا ہے کہ ایک شخص اعلان کر دیتا ہے کہ قومی بیت المال سے بالا بالا بعض رقوم جن کے صرف کے متعلق وہ قوم کو مطلع کرنے کو تیار بھی نہیں - بلکہ مختلف عذرات پیش کر کے ایسا راستہ کھولتا ہے جس میں بددیانتی، غبن اور بعض ناجائز دناواجب اخراجات کے صریح اور واضح امکانات پیدا ہو جاتے ہیں - صدر انجمن، محاسب، نظارتیں، ہوکالیتیں، دفاتر سب کیا ہیں ؟ ایک نظام کی مختلف کڑیاں اور خلیفہ صاحب کے دست و بازو - پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں بعض رقوم کو بالا بالا منگواتا اور بالا بالا صرف کر دینا ضروری سمجھا ہے - اس چیز نے غبن کا صریح دروازہ ہی نہیں کھولا بلکہ ہم اپنے قطعی اور یقینی علم کی بناء پر جانتے ہیں کہ خلیفہ صاحب کی بہت سی بدکاریوں کا موجب یہ طریق عمل ہوا ہے - وہ زکوٰۃ کے روپیہ میں سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں - اور اسی روپیہ کی وجہ سے وہ اچھی طرح سے جرائم پر پردہ ڈالنے میں

[1] الفضل ۲۵ مئی ۱۹۳۲ء

کامیاب ہوتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا طریق عمل سب کے سامنے ہے ۔ انہوں نے زکوٰۃ فنڈ کے متعلق وہ طریق نہیں اختیار کیا ۔ جو خلیفہ صاحب کر رہے ہیں ۔ پچیس سے تیس ہزار روپیہ سالانہ زکوٰۃ کا ہوتا ہے ۔ یہ پوری کی پوری رقم خلیفہ صاحب سید بیت المال کے احتساب سے بالا بالا صرف کر دیتے ہیں ۔ کیا وجہ ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس میں معتدبہ رقم ان کی دھاندلیوں بے راہ رویوں اور بدکاریوں پر خرچ ہو جاتی ہے ۔ غریب بے نوا ، بے سہارا چند پیسوں کی خاطر عصمتیں لٹوانے والے کہاں نہیں مل جاتے ۔ یہ گروہ خلیفہ صاحب اس رقم کی امداد سے اپنے گرد مہیا رکھتے ہیں ۔ اور زکوٰۃ کی رقم کا کثیر حصہ ان داشتاؤں کے معاشقہ پر صرف ہو جاتا ہے ۔ ہم بڑے درد مند دل سے انکی خدمت میں بھی گذارش کرتے ہیں کہ خدا کے لئے اس طریق کو چھوڑ دیں ۔ تا مرتکب معاصی سنبھل جائے ۔ اور تا انہیں اپنی سیاہ کاریوں سے بچنے کے لئے یہ بہت بڑا سہارا مل جائے اور قوم سے بھی کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ صاحب کو اس طرز عمل کے بدلنے پر مجبور کرے ۔ اور دیکھے کہ اس کے زکوٰۃ کے روپیہ کا مصرف کیا ہے ۔

○ خلیفہ ربوہ کی فوجی تنظیم

خلیفہ صاحب نے اپنی ریاست کے دفاع کے کام کو تکمیل دینے کے لئے فوجی نظام کو بھی نظر انداز نہیں کیا ۔ ایک جھوٹی رویا کا سہارا لے کر جماعت کو یہ حکم دیا کہ ٹیری ٹوریل فورس (TERRI TORIAL FORCE) میں احمدیوں کو بھرتی ہونا چاہئے ۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ نظام " فوجی نظام " آئندہ جماعت کے لئے بہت برکتوں کا موجب ہوگا ۔

(۲۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء الفضل)

جماعت کے نوجوان طلبہ کو بار بار یہ تحریک کی جاتی ہے۔

"احمدی نوجوانوں کو چاہئے کہ ان میں سے جو بھی شہری ٹیری ٹوریل فورس میں شامل ہو سکتے ہیں شامل ہو کر فوجی تربیت حاصل کریں۔"

(۸ر مارچ ۱۹۳۹ء الفضل)

اس کے بعد اپنی مستقل فوجی تنظیم ضروری قرار دی گئی۔ جیسا کہ پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء سے قادیان میں فوجی سکھلائی کے لئے ایک کلاس کھولی جائے گی جس میں بیرونی جماعتوں کے نوجوانوں کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔

"ہندوستان میں حالات جس سرعت کے ساتھ تغیر پذیر ہو رہے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ مسلمان طلبہ جلد اپنی فوجی تنظیم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور خاص کر جماعت احمدیہ ایک لمحہ کے لئے بھی توقف نہ کرے۔ اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہر مقام کے نوجوان پہلے خود فوجی سکھلائی کریں۔ اور پھر اپنے اپنے مقام پر دوسرے نوجوانوں کو سکھلائیں۔ ان کی ایسی تنظیم کریں کہ ضرورت کے وقت مفید ثابت ہو سکیں۔ (۲۷ر اگست ۱۹۳۹ء الفضل)

احمدیہ کور کی سرپرستی

"صدر انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ انجمن کے تمام کارکن والنٹیر کور کے ممبر ہوں گے۔ اور مہینہ میں کم سے کم ایک دن اپنے فرائض منصبی کور کی وردی میں ادا کریں گے۔ نیز بیرونی جماعتوں کے امراء یا پریذیڈنٹ بہ حیثیت عہدہ مقامی کور کے افسر اعلیٰ ہوں گے۔ ہر مقام کی احمدی جماعتوں کو اپنے ہاں کور کی بھی بھرتی لازمی ہو گی۔ جہاں کور کے ایک سے تین دستے ہوں گے جن میں سے ہر ایک سات آدمیوں پر مشتمل ہو گا۔ وہاں ہر دستہ کا ایک افسر دستہ مقرر ہو گا۔ اور جہاں چار دستے ہوں گے وہاں ایک پلٹون سمجھی جائے گی۔ جس پر ایک افسر دستہ کے علاوہ ایک افسر پلٹون بھی ہو گا۔ اور ایک نائب افسر

پلٹون مقرر کیا جائے گا۔ جہاں چار پلٹونیں ہونگی وہاں پلٹونوں کے مذکورہ بالا افسروں کے علاوہ ایک افسر کمپنی اور ایک نائب افسر کمپنی بنا دیا جائیگا۔

حضرت امیر المومنین نے احمدیہ کور کو اپنی سرپرستی کے فخر سے بھی سرفراز کرنا بھی منظور فرما لیا ہے۔ (۷ راگست ۱۹۳۲ء الفضل)

حضور کا منشا ارشاد اس تحریک کو نہایت باقاعدگی اور عمدگی کے ساتھ چلانے کا تھا۔ (یکم ستمبر ۱۹۳۲ء الفضل)

"یکم ستمبر صبح سات بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں احمدیہ کور ٹریننگ کلاس کا آغاز زیر نگرانی حضرت صاحبزادہ کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب ہوا۔" (۴ ستمبر ۱۹۳۲ء الفضل)

سربراہ کی سلامی فوجی طریق سے

یہ فوج علاوہ دوسرے کاموں کے اپنے سربراہ کی سلامی بھی اتارا کرتی تھی۔

چنانچہ ایک دفعہ مرزا شریف احمد ناظم احمدیہ کور کو بذریعہ تار خبر موصول ہوئی کہ خلیفہ کا یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء صبح ۱۰ بجے یا تین بجے بعد دوپہر تشریف فرما دارالامان ہونگے۔ احمدیہ کور کارکنان صدر انجمن احمدیہ اور بہت سے دیگر افراد حسب الحکم میاں شریف احمد کور کی وردی میں ملبوس ہو کر ہائی سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہو گئے جہاں سے مارچ کرا کر بٹالہ والی سڑک پر کھڑے کر دیئے گئے۔ خلیفہ صاحب تشریف لائے۔ فوج نے فوجی طریقہ پر سلامی اتاری۔

"حضور نے ہاتھ کے اشارے سے فوجی سلام کا جواب دیا۔" (۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء الفضل)

اس فوج کا اپنا خاص پرچم تھا جو سبز رنگ کے کپڑے کا تھا۔ اس پر منارۃ المسیح بنا کر ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف عباد اللہ لکھا ہوا تھا جو اس فوج کا اصلی نام تھا۔ یہی وہ فوج ہے جو کیمپنگ کے لیے دریائے بیاس کے کنارے بھی گئی تھی۔ (۱۴ ستمبر ۱۹۳۲ء الفضل)

خلیفہ صاحب کی خاص محفل

دریائے بیاس کا کنارہ ذکر کرنے کے ساتھ ہی خلیفہ صاحب کی وہ تمام رنگین محفلوں کی یاد دل میں چٹکیاں لینا شروع کر دیتی ہیں جہاں نامحرم لڑکیوں کے جھرمٹ میں خلیفہ صاحب عیش و طرب کی آغوش میں جھولے جھولا کرتے تھے۔ اگر دریائے بیاس کے کنارے پر خلیفہ صاحب کی ایک سنٹ کی خاص محفل کی ظلمت و تاریک کو بھی سو صدی کے نور پر پھیلا یا جائے تو تمام نور کافور ہو جائے گا۔

جبری بھرتی

خلیفہ صاحب نے اس فوج کے لئے جبری بھرتی کا اصول اختیار کر رکھا تھا۔

"ایک دفعہ امور عامہ کو توجہ دلاتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ میرا فیصلہ یہ ہے۔ کہ پندرہ سال کی عمر سے لے کر پینتیس سال کی عمر تک کے تمام نوجوانوں کو اس میں جبری طور پر بھرتی کیا جاوے (۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء الفضل)

کمانڈر انچیف اور وزارت

یہی وہ فوج ہے جس کے نوجوانوں نے سر ڈگلس ینگ کو جو اس وقت پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس (CHIEF JUSTICE) تھے قادیان میں باوردی سالیوٹ کر کے سلامی دی تھی (۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء الفضل)

اور اسی طرح لاہور میں گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن کو سلامی دی گئی۔

شروع میں ناظر صاحب امور عامہ اس فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔ لیکن بعد ازیں خلیفہ صاحب نے ان کو برطرف کرتے ہوئے کہا۔

"کمانڈر انچیف اور وزارت کا عہدہ کبھی اکٹھا نہیں ہوا"

(۵ر اپریل ۱۹۳۳ء الفضل)

خلیفہ صاحب کو اپنی اس فوجی تنظیم پر اتنا ناز اور فخر ہوا کہ ایک دفعہ الفضل میں یہ لکھا کہ دنیا نے احمدیہ کور کی جو سکیم آج سے تقریباً پانچ

سال پہلے تجویز فرمائی تھی اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عام اقوام تو الگ رہیں۔ اس وقت بعض بڑی بڑی حکومتیں بھی اپنی قوت مدافعت میں اضافہ کرنے کے لئے بعض ایسے احکام نافذ کر رہی ہیں کہ جو اس تحریک کے اجزاء ہیں" (۱۲ اگست ۱۹۳۹ء الفضل)

مطلق العنان بادشاہ کا ہلالی پرچم

اگر خلیفہ صاحب کا مطمع نظر اور مدعا محض اشاعت اسلام تھا تو اس مقدس و مطہر مقصد کے لئے اشاعتی ادارے قائم ہوتے نہ کہ عسکری تربیت پر روپیہ خرچ کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے ذہن میں مطلق العنان بادشاہ کی آرزوئیں انگڑائیاں لے رہی تھیں۔ اشاعت اسلام کا نعرہ محض ایک فریب اور دھوکہ تھا۔ یہ تو صرف عوام کالانعام سے روپیہ وصول کرنے کا طریق تھا۔ اسلام کے مقدس اور پیارے نام پہ حاصل کیا ہوا روپیہ آتش ہوس کو بجھانے کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ یہ عسکری نظام خلیفہ صاحب کے سیاسی عزائم کی ہی عکاسی نہیں کرتا بلکہ ان کی نیت اور ناپاک ارادوں کو بھی طشت از بام کرتا ہے۔ اپنے فوجی مقاصد کے حصول کے لئے خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک باقاعدہ ہلالی پرچم بنایا گیا۔ اس کے متعلق خلیفہ صاحب فرماتے ہیں

"خدام الاحمدیہ میں داخل ہونا اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے" (۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء الفضل)

یہ تنظیم مع پرچم اب بھی موجود ہے۔ پھر خلیفہ صاحب فرماتے ہیں

"میں نے انہی مقاصد کے لئے جو خدام الاحمدیہ کے ہیں۔ نیشنل لیگ کو تیار کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر جس قدر احمدی برادران کسی فوج میں ملازم ہیں خواہ وہ کسی حیثیت میں ہوں ان کی فہرستیں تیار کروائی جائیں"

(۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء الفضل)

اسی طرح جماعت کو یہ حکم دیا کہ "جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہوں وُہ لائسنس حاصل کریں۔ اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وُہ تلوار رکھیں"
(۲۴ جولائی ۱۹۳۰ء الفضل)

انڈین یونین اور ہمارا مرکز

وُہ اشاعت اسلام کی دعویدار جماعت جس نے قادیان میں بھی احمدیہ کور کی بنیاد ڈالی جس کا ممبر پندرہ سال سے چالیس سال تک کا ہر احمدی ممبر تھا۔ ٹیریٹوریل فورس میں انگریزی حکومت کی طرف سے فوجی تربیت سیکھے۔ پھر ۱۵/۷ پنجاب رجمنٹ میں خالص احمدی کمپنی کا ہونا یہ کس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب کے مقفل و مطلوب میں بادشاہت کی آرزوئیں لہریں مار رہی تھیں۔ پھر تقسیم ملک کے بعد سیالکوٹ، جموں سرحد پر انہیں احمدیہ کمپنی کے ریلیز شدہ سپاہی منظم طور پر خلیفہ صاحب کے حکم کے مطابق پہنچ گئے۔ اکو دھڑا دھڑ اسلحہ مہیا ہونے لگا۔ پھر فرقان فورس جو خالص احمدیوں کی فوج تھی کشمیر میں کھڑی کر دی گئی۔ اور خلیفہ صاحب نے خود محاذ جنگ پر جا کر اس فوجی تنظیم کا معائنہ لیا۔ اور سلامی لی۔ اس فوج کو استعمال کرنے کے لئے خلیفہ صاحب منتظر بیٹھے ہیں۔

"انڈین یونین کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں۔ مگر انڈین یونین چاہے صلح سے ہمارا مرکز دے چاہے جنگ سے ہم نے وُہ مقام لینا ہے اور ضرور لینا ہے۔ اگر جنگ کے ساتھ ہمارے مرکز کی واپسی مقدر ہے تب بھی ضروری ہے کہ آج ہی سے ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہے۔"
(۳۰ اپریل ۱۹۴۸ء الفضل)

فوجی تنظیم فرقان فورس

تقسیم ہند کے بعد دوبارہ کھڑی ہوئی فوجی تنظیم فرقان فورس

کی شکل میں جمع ہو گئی تو خلیفہ صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرکز ہونا
چاہیے جہاں اپنے نوجوانوں کو مزید فوجی تربیت دی جا سکے۔ اس کے ساتھ
ہی اپنی سیاہ کاریوں، عیاشیوں، گندگیوں، ناپاکیوں اور برائیوں پر
پردہ ڈالا جا سکے۔ خلیفہ صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

بلوچستان کو احمدی بنانا

"یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری
مضبوط نہ ہو۔ پہلے [redacted] مضبوط ہو تو تبلیغ مضبوط
ہو سکتی ہے .... بلوچستان کو احمدی بنایا جائے تا کہ ہم کم از کم
ایک صوبہ تو اپنا کہہ سکیں ...... میں جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ ہمارے
ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔ یہ ہمارا ہی شکار ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی
ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں۔" ۱۳ راگست ۱۹۴۸ء الفضل)

ڈائنامیٹ سے مخالفت کا قلعہ اڑا دو

یہ واقعہ اخبار میں آ چکا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے خلیفہ صاحب
کی فوجی نظام کی تجویز بہت پرانی ہے۔ انکی ہمیشہ سے یہ خواہش چلی آ رہی
ہے کہ ایک خاص علاقہ احمدیوں سے معمور ہو تا کہ خلیفہ صاحب کا تخت آسانی
سے بچھ سکے۔ تقسیم ہند سے پہلے آپ کی نظر ضلع گورداسپور پر
تھی۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

"گورداسپور کے متعلق ہم نے غور کیا ہے اگر ہم پورے زور سے
کام کریں تو ایک سال میں ہی فتح کر سکتے ہیں ...... اس وقت ڈائنامیٹ
رکھا جا چکا ہے اور قریب ہے کہ مخالفت کا قلعہ اڑا دیا جائے۔ اب
صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔ جب دیا سلائی دکھائی گئی قلعے کی
دیوار پھٹ جائے گی اور ہم داخل ہو جائیں گے۔" (۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء الفضل)

پھر ارشاد فرماتے ہیں:-

جبراً کام لینا

"مردم شماری کے دنوں میں گورنمنٹ بھی جبراً لوگوں کو اس کام پر لگا سکتی ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ پس میں بھی ناظر صاحب کو حکم دیتا ہوں کہ جسے چاہیں مدد کے لئے پکڑ لیں مگر کسی کو انکار کا حق نہ ہوگا۔ اگر کوئی انکار کرے تو میرے پاس اس کی رپورٹ کریں۔"

(۱۲ جون ۱۹۲۲ء الفضل)

مرکز ایسا ہو جہاں غیر نہ ہوں

انہی مقاصد کے پیش نظر قادیان اور ماحول قادیان کا نقشہ بھی تیار کروایا گیا۔

"ایک تو جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اور نہیں تو اس ضلع گورداسپور کو تو اپنا ہم خیال بنالیں۔ احمدیوں کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہی ہوں۔ اور دوسروں کا کچھ اثر نہ ہو ..... احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑہ بھی نہیں ہے جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو۔ اور جب تک اپنا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں ہوا ..... جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام مشکل ہے۔"

(۱۲ جون ۱۹۲۲ء الفضل)

چناب کے اس پار آہنی پردہ

یہ وہ سیاسی عزم ہے کہ جو خلیفہ صاحب کے عقل و قلوب پر بری طرح مسلط ہے۔ کیا دینی جماعتوں کو اشاعت اسلام کے لئے ایسے علاقے مطلوب ہیں جو کلیتہً انکی ہی ملکیت ہوں۔ اور وہاں کوئی اور نہ بستا ہو۔ کیا سید الکونین سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کسی ایسے صدمقام کی تلاش کی تھی جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ جہاں سے وہ تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھ سکیں ۔ لیس ان کی یہ دیرینہ آرزو ربوہ میں پوری ہو گئی۔ یہ وہ ریاست ہے جو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ چناب کے کنارے پر قائم ہو چکی ہے۔ وہاں سوائے محمودیوں کے اور کوئی آباد نہیں ۔ پاکستان میں صرف ایک ہی شہر ہے جس میں ایک ہی فرقہ کے لوگ بستے ہیں ۔ یہ وہ آہنی پردہ ہے جہاں ملک کا قانون بے بس اور درماندہ ہے۔ اگر وہاں دن دہاڑے قتل بھی کر دیا جائے تو پولیس قاتلوں کے سراغ لگانے میں ناکام ہو جاتی ہے ۔

مسلم لیگی ورکرز

چنانچہ ایک دو سال ہوئے کہ دو مسلمانوں کو سحری کے وقت پکڑا اتنا زدوکوب کیا گیا کہ ان میں سے ایک مشہور مسلم لیگی ورکرز مولوی غلام رسول صاحب لائبریرکا لڑکا جاں بحق ہو گیا لیکن واقعہ یوں بتایا گیا کہ یہ لوگ مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔

ربوہ کی خانہ ساز پولیس

اس طرح سے نعمت اللہ خاں ولد محمد عبد اللہ خاں صاحب جلد ساز کو جبکہ وہ اڑھائی بجے رات کی گاڑی سے اترا تو ربوہ کی خانہ ساز پولیس نے اتنا مارا کہ اس غریب بے چارے کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔ اور تمام زندگی کے لئے ناکارہ کر دیا۔ اور بعدازاں مقامی پولیس میں پرچہ چھٹی کاٹ دیا۔

حبس بے جا

اس کے بعد چوہدری صدرالدین صاحب آف گجرات کے ساتھ ایک المناک واقعہ گزرا ۔ چوہدری صاحب موصوف کی شہادت کے مطابق ملک عبدالعزیز صاحب مجھ معہ اپنی خانہ ساز پولیس کے دفتر بہشتی مقبرہ میں لے گئے ۔ وہاں ان کی

طور پر قبضے میں نہیں لیا جاتا اور وہاں کی تمام پولیس کو ختم کرکے دیگر عام مسلمان علی الخصوص بہاریوں کو آباد نہیں کیا جاتا وہاں فیکٹریاں لگا کر لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا نہیں کئے جاتے اور لیبر قوانین کے تحت ربوہ کی استحصالی فضا میں مزدوروں کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جاتا اور تمام سرکاری ملازمین، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کو مکمل طور پر تبدیل نہیں کیا جاتا وہاں ہزار کوششوں کے باوجود اسی طرح تخریبی سرگرمی ہوتی رہے گی۔ جیسی قادیان میں کھلا شہر ہونے کے باوجود ہوتی رہی ہے۔

ربوہ کا سٹیٹ بنک

ربوہ میں ایک غیر منظور شدہ بنک خلیفہ صاحب کی زیر نگرانی چل رہا ہے جسے "امانت فنڈ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس صیغہ کی طرف سے باقاعدہ چیک بک اور پاس بک جاری کی جاتی ہے جس کا ڈیزائن منظور شدہ بنکوں کی چیک بکوں اور پاس بکوں سے ملتا جلتا ہے۔ ان کو دیکھ کر کوئی شخص گمان نہیں کر سکتا کہ آیا یہ چیک بک یا پاس بک کسی منظور شدہ بنک کی ہے یا کسی جعلی غیر منظور شدہ بنک کی۔ اس بنک کے متعلق بعض اعلانات ملاحظہ ہوں۔

"چالیس سال سے قائم شدہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ اس صیغہ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بابرکت سرپرستی کے علاوہ بفضل تعالے اس وقت مشہور انگلش بنک سے تربیت یافتہ ٹرینڈ اور مخلص نوجوانوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ کا یہ قومی امانت فنڈ اس وقت خدا کے فضل و رحم سے ملکی بنکوں کے دوش بدوش اپنے حساب داران امانت کی خدمت پورے اخلاص اور محنت سے انجام دے رہا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد اب اس صیغہ نے جو شاندار خدمات

سرانجام دی ہیں وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے اب آپ کو اپنا فالتو روپیہ ہمیشہ صیغۂ امانت صدر انجمن احمدیہ میں ہی جمع کرانا چاہیئے۔"

(۱۱ مارچ ۱۹۵۷ء الفضل)

"کیا آپ کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے خزانہ میں احباب اپنی امانت ذاتی کا حساب کھول سکتے ہیں۔ اور جو روپیہ اس طرح پر جمع ہو وہ حسب ضرورت جس وقت بھی حساب دار چاہے واپس لے سکتا ہے"۔ جو روپیہ احباب کے پاس بیاہ، شادی یا تعمیر مکان، بچوں کی تعلیم یا کسی اور سیاسی ہی غرض کے لئے جمع ہو اس کو بجائے ڈاکخانہ یا دوسرے بینکوں میں رکھنے کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرانا چاہیئے۔ (۱۰ فروری ۴۸ء الفضل)

مذکورہ بالا حوالہ واضح طور پر اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ احمدی لوگ ڈاکخانوں اور بینکوں میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں۔ میرے خیال میں ملک کے کسی بڑے سے بڑے بینک کو یہ جرأت نہیں کی کہ لوگوں کو یہ تلقین کرے کہ ڈاکخانہ میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں یہ بینک ریاست ربوہ کو بوقت ضرورت روپیہ مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ صاحب خود اور ان کے عزیز و اقارب اس بینک سے بھاری رقوم نکال کر اپنی تجارتیں چلا رہے ہیں۔ خلیفہ صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بات کا غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیا تھا کہ وہ بیت المال سے اوور ڈرافٹ کے ذریعہ روپیہ حاصل کیا تھا۔ اس وقت تک خلیفہ صاحب اور ان کا خاندان بینک سے تقریباً ستر لاکھ روپیہ کی ایک خطیر رقم لے چکے ہیں۔ یہ اس بینک کے روپے سے سیاسی امداد حاصل کی جاتی ہے۔ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں:۔

"اگر دس بارہ سال تک ہماری جماعت کے دوست اپنے نفسوں پر زور ڈال کر امانت فنڈ میں روپیہ جمع کراتے رہیں۔۔۔۔۔ تو خدا تعالےٰ

کے نفضل سے قادیان اور اس کے گردو نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت پچانوے فی صدی کم ہو جائے گی۔ (۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء الفضل)

پس کس طرح قادیان اور اس کے گردو نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت کے طوفان کو کم کرنے کے لئے اس بنک کے ذریعہ سکیمیں مرتب کی گئیں۔ پھر کس طرح احرار کے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طاقت کو کم کیا گیا۔ اور بقول خلیفہ صاحب، احرار کو شکستیں دی گئیں۔ کیا خلیفہ صاحب کے سیاسی عزائم کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ اس بنک کی طاقت سے کسی اور کو بھی شکست دی جائے۔ کیونکہ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں۔

" ہم اس روپیہ سے تمام وہ کام کر سکتے ہیں جو حکومتیں کیا کرتی ہیں۔"

(۱۰ فروری ۱۹۳۹ء الفضل)

اور پھر بالفاظ "خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔

" میں اس مد (امانت تحریک) کی تفصیلات کو بیان نہیں کر سکتا۔"

(۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء الفضل)

خلیفہ صاحب کی الہامی تحریک بھی سنئیے:۔

" اور یہ بھی یاد رکھیئے کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔"

(۱۸ فروری ۱۹۳۵ء الفضل)

صیغہ امانت

حکومت کے سٹیٹ بنک کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ٹیکسوں کی کوئی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ اس بنک کا نام خلیفہ صاحب نے "امانت" فنڈ اس وجہ سے رکھا ہے تاکہ ملک کے قانون کی گرفت سے بچ سکیں۔ حالانکہ یہ بنک (امانت فنڈ) وہی کام سر انجام دیتا ہے جیسا کہ منظور شدہ بنک۔

امانت کی شرائط ملاحظہ فرمائیں

(۱) ہر ایک عاقل، بالغ مبائع احمدی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بہ پابندی

شرائط ذیل اپنا روپیہ بطور ذاتی امانت جمع کرا سکتا ہے۔

(۲) جو امانتیں چیکوں یا ڈرافٹ کی یا کرنسی نوٹ غیر ممالک یا غیر سرکل کی صورت میں وصول ہونگی ان کے بدلونے پر جو اخراجات صیغہ کے ہونگے وہ حساب دار سے جائینگے۔ اور رقم بینک سے وصول ہونے پر جمع کی جائیں گی۔

(۳) پہلی قسط امانت پانچ روپے سے کم نہ ہو گی۔ اور نہ ہی پہلی دفعہ آنے پائی وصول کئے جائیں گے۔

(۴) واپسی امانت بذریعہ رسید یا رقعہ ہو گی۔ یعنی بروقت وصولی رسید تحریر کرنی ہو گی۔ کہ اس قدر رقم امانت سے وصول کی ہے۔ یا افسر امانت کے نام رقعہ تحریر کرنا ہو گا۔ کہ اس قدر رقم امانت سے فلاں شخص کو ادا کر دیا جائے۔ یا فلاں مد میں ادا کر دیا جائے۔ یا بذریعہ ڈاک بھیجے ارسال کر دی جائے۔ جو حساب دار اپنے حساب سے کوئی رقم بذریعہ ڈاک یا باہر بنگلور یا کسی دوسری جگہ روانہ کرنے کی ہدایت کرے تو یہ خدمت صیغہ امانت حساب دار کی پوری ذمہ داری پر انجام دے گا۔ اور اگر روپیہ ادا کرنے کے بعد راستہ میں کوئی نقصان ہو گا تو صیغہ امانت ذمہ وار نہ ہو گا۔

(۵) مبلغ پانچ روپے سے کم کوئی رقعہ یا رسید ادا نہیں کیا جائے گا۔ البتہ یہ شرط آخری رسید یا رقعہ پر عائد نہیں ہو گی جس کے ذریعے حساب بند ہو رہا ہو۔

(۶) کوئی رسید رقعہ پوسٹ ڈیٹ یعنی تاریخ مندرجہ سے پہلے ادا نہیں کیا جائے گا۔

(۷) تاریخ تحریر رسید رقعہ سے ۴ دن گزرنے پر وہ رسید رقعہ منسوخ سمجھا جائے گا مگر ہندوستان سے باہر رہنے والے امانت دار

کے لئے یہ میعاد ۱۵۰ دن ہوگی۔
(۸) امانت داروں کو ان کے اپنے حساب کی اطلاع ششماہی دی جائیگی بصورت اختلاف حساب داروں کے لئے دفتر متعلقہ کو جلد سے جلد آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کی ذمہ داری حساب دار پر ہوگی۔
(۹) حساب داروں کو اپنے دستخطوں کا نمونہ دفتر صیغہ امانت ربوہ میں اپنی درخواست امانت کے ساتھ داخل کرنا ہوگا۔ جو دفتر میں محفوظ رہے گا۔
(۱۰) کسی حساب دار کی رسید / رقعہ خدانخواستہ گم ہو جائے تو اس کی اطلاع بالتفصیل یعنی تاریخ رقم معہ نام حساب دار وغیرہ فوراً افسر صیغہ امانت کو بھیجی جائے۔ ورنہ ادائیگی کی ذمہ داری صیغہ امانت پر نہ ہوگی۔
(۱۱) حساب داروں کو چاہئے کہ اپنے اپنے حساب کو وقتاً فوقتاً دفتر صیغہ امانت میں دیکھ کر اپنی تسلی کر لیا کریں۔
(۱۲) اپنی امانت میں سے جس قدر روپیہ کوئی امانت دار منگوائے اس کے بھیجنے کا خرچ تا اطلاع ثانی صیغہ امانت ادا کرے گا۔
(۱۳) تمام امانتوں کا حساب پبلک سے بصیغہ راز رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ البتہ حساب دار اپنا اپنا حساب ہر وقت دیکھ سکتے ہیں۔
(۱۴) اگر کوئی حساب دار سال سے زائد عرصہ کے گذشتہ حساب کی نقل طلب کرے تو اس کی اجرت چار آنہ فی سال کے حساب سے دفتر صیغہ امانت وصول کرے گا۔ زیادہ پرانے حساب کے لئے زیادہ اجرت لی جائیگی۔
(۱۵) باستثنا یوم جمعہ یا کسی تعطیل کے دفتر کے اوقات میں ہر روز امانت کا روپیہ داخل ہو سکے گا۔ اور واپس مل سکے گا۔
(۱۶) اگر کسی حساب دار کو سہواً اس کے لئے سے زیادہ روپیہ دفتر سے ادا ہو جائے تو حساب دار اس کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔
(۱۷) حساب دار کو چاہئے کہ رسید یا رقعہ پر اگر کوئی اندراج قلمزن کرے

یا کوئی تحریر مشکوک ہو جائے تو امین پہلے اپنے تصدیقی دستخط کرے۔ کیونکہ کوئی مشکوک رسید یا رقعہ دفتر امانت سے ادا نہ کیا جائے گا۔

(۱۸) اگر باوجود رعایت رکھنے ان تمام اسباب حفاظت کے جو حالات کے ماتحت ممکن ہوں۔ پھر بھی کسی وجہ سے خدانخواستہ نقصان ہو جائے تو حسب احکام شریعت اسلامی اس نقصان کا حصہ امانت دار کو بھی اٹھانا پڑے گا۔

افسر امانت

صدر انجمن احمدیہ پاکستان احمدیہ ربوہ

بنکاری کا سنگین معاملہ

اس بنک میں سرکاری ملازمین کے کھاتے کھلے ہیں۔ محکمہ انکم ٹیکس والوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بنظر عمیق اور سنجیدگی کے ساتھ اس امر کی چھان بین کرے انہیں بڑی بڑی مفید معلومات حاصل ہونگی۔ وہ تمام لوگ جو محض ٹیکس سے بچنے کے لیے منظور شدہ بنکوں کی بجائے صیغہ امانتیں روپیہ جمع کراتے ہیں منظر عام پر آجائیں گے۔ بنکاری کا معاملہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اگر کوئی بنک بعض غیر متوقع حالات کی بنا پر دیوالیہ ہو جائے نوبت سے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ جیسے [illegible] بنک دیوالیہ ہوا تھا تو ملک میں ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ بنک تو بند ہو گیا لیکن ملک کی فضا میں بیواؤں، یتیموں اور بے بسوں کے رونے کی چیخ و پکار گونج اٹھی۔ ہزاروں گھرانے غربت و بے بسی کے اژدھا کا لقمہ بن گئے۔ جن لوگوں کا ربوہ کے جعلی بنک میں روپیہ پڑا ہوا ہے گورنمنٹ نے اس کی حفاظت کا کیا سامان کیا ہے۔ گورنمنٹ کا اولین فرض ہوتا ہے کہ وہ ملک کے شہریوں کی اموال کی حفاظت کا بندوبست کرے۔

رقم خورد برد

ربوہ کے بنک کی مالی حالت اس قدر گرگوں اندیشناک ہے کہ

یہ بنک عملاً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ کل سرمایہ میں سے تقریباً ساٹھ لاکھ روپیہ سے اٹھارہ لاکھ کی رقم خورد برد کی جا چکی ہے۔ خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے بڑھتے ہوئے غیر ضروری اخراجات اس بات کے ضامن ہیں کہ یہ بنک بالکل دیوالیہ ہو جائے گا تو پھر امانت والوں کا کیا حال ہوگا۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ یا تو اس جعلی بنک کو ختم کر دے یا خلیفہ صاحب کو مجبور کرے کہ ایسی بنک کو چلانے کے لئے حکومت سے منظوری حاصل کرے۔

مخفی اخراجات

جس طرح حکومت کو بعض اوقات مخفی طور پر اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اسی طرح یہاں بھی مخفی اخراجات کی مد موجود ہے۔ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں۔

صرف ایک مد خاص ایسی ہے جس کے اخراجات مخفی ہوتے ہیں۔ مگر میں اس کے متعلق بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان مخفی اخراجات کی مد میں سے بھی بعض دفعہ جو رسائیوں اور ایسے ہی اور اخراجات بہ جرم ہر شخص کو بتلائے نہیں جا سکتے خرچ ہوتے ہیں۔

(الفضل ۱۲ر جولائی ۱۹۳۸ء)

مد سے خاطر مدارات

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مخفی اخراجات کی حقیقت کو معزز قارئین کے سامنے ظاہر کر دوں۔ مخفی اخراجات وہ اخراجات ہیں جو الیکشنوں، رشوتوں اور سیاسی گٹھ جوڑ پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ قادیان میں اسی خاص مد سے چوہدری فتح محمد سیال کا الیکشن لڑایا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ کیا گیا۔ گرد و نواح کے بدمعاشوں کو شراب اور روپیہ دے کر اپنے ساتھ ملایا گیا۔ یاد رہے کہ شراب پلانے کے لئے

جگہ کا انتخاب لنگر خانہ اور مہمان خانہ میں کیا گیا اور ان کی ہر طریق سے خاطر مدارات کر کے ان کی حمایت اور تائید حاصل کی گئی۔ باوجود اس قدر خرچ کرنے کے بعد پہل اسکیش ہار گئے۔

اسی طرح خلیفہ ربوہ اپنے مخالف حریف کو قتل کرنے کے لئے اسی مد سے بلا دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس قاتل کو بچانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا دیتے ہیں۔

ریاست ربوہ سے دیدہ دلیرکنگ اسکیمیں

اسی طرح اسی مد سے جو سے مخفی اخراجات چلائے جاتے ہیں۔ کسی ہنگامی وقت میں اپنے مخالفین کو نیچا دکھانے کے لئے لوگوں سے جائدادیں خریدی جاتی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب ربوہ نے خاندان خلیفہ اوّل حضرت مولوی نورالدین صاحب پر منافقت کا جھوٹا الزام لگایا اور انہیں بیڈ و بیڈ منشن کی بھرمار کی وجہ سے خلیفہ اوّل کے خاندان کو ریاست ربوہ سے نکالنے کے لئے مختلف سکیمیں مرتب ہونے لگیں۔ بیڈ و بیڈشن کے نوبا بعد ان کے ارد گرد سایہ کی طرح ان کی تمام نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رہی۔ اور اسی طرح اُن کے گھروں پر بھی ۲۴ گھنٹے پہرے دار کھڑے کئے گئے۔ تاکہ دہشت پیدا کی جائے اور خوفزدہ ہو کر یہاں سے بھاگ جائیں اور ساتھ ہی ساتھ ضروریات زندگی کے راستے مسدود کئے گئے۔ اور پھر پیر ملک تنگ کرنے کی تدبیریں سوچی گئیں۔ مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی عدم موجودگی میں ان کی اہلیہ امت الرحمٰن صاحبہ بنت مولوی شیر علی صاحب کو اپنا ذاتی مکان نمبر ۲۰۶ کے ارد گرد کڑا پہرہ لگا کر (کرفیو) چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ آخر لاچار ہو کر وہ ستم زدہ عورت عبدالمجید کے مکان پر منتقل ہو گئی۔ جو پہلے سے کرایہ پر لیا گیا تھا۔ مکان کی ذاتی ملکیت ملاحظہ ہو۔
انگریزی کا ترجمہ اردو حسب ذیل ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسٹر عبدالمنان عمر مکان نمبر ۶۰۲ کے مالک ہیں

دستخط

آنریری سیکرٹری میونسپل کمیٹی ربوہ

No.

Certified that Mr. Abdul Mannan Umar is the owner of the House No. 602

Sd.

Honrary. Secretary. M.C, Rabwah

مخالفین کو مکان سے بیدخل کرنیکا طریق

عبدالمجید صاحب کے مکان پر منتقل ہونے کے بعد خلیفہ صاحب کی ایماء پر یہ عمارت کم وبیش ساڑھے بارہ ہزار روپے پر خرید لی گئی - جس کی ادائیگی اسی مد سے ہوئی - خادم حسین صاحب کپتان جو اس وقت ناظر امور تھے۔ انکی چٹھی ملاحظہ ہو۔

ربوہ ۱۰/۱۰/۱۹۵۷ مکرمی ومحترمی عبدالمجید صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی جو گفتگو مولوی عبدالعزیز صاحب آف کھاریاں سے ہوئی ہے۔ اس کے مطابق آپ کے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت غربی کا سودا مبلغ ساڑھے بارہ ہزار روپیہ پر خاکسار کو منظور ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ فوری طور پر اس کو خالی کرا کر ہمارے حوالہ کریں۔ اور خالی کرنے میں جتنی مدت لگے اس کا کرایہ ہم ادا کریں۔ اس خط کی رسیدگی سے مطلع فرما دیں -

والسلام

خاکسار خادم حسین کپتان

اس مکان کی خریداری کے بعد اس کی ضرورت کا بہانہ بنا کر نوٹس دیا گیا۔ اور ان کو جبراً ریاست مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا -

جماعت کے مال کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا گیا

خلیفہ صاحب نے کس طرح جماعتی چندہ اور جائداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا۔ اس کا اندازہ اخبار حقیقت پسند پارٹی کے ان چودہ سوالات پر ہوتا ہے جو خلیفہ محمود کی زندگی میں شائع کئے گئے۔

کیا وہی سندھ و پنجاب آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ گوجرہ ہیڈ آفس ربوہ جس میں بڑے حصہ دار صدر انجمن احمدیہ۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور "حضور" خود بھی ہیں نے گوجرہ سے مندرجہ ذیل تفصیل سے ۱۲،۱۵۹/۶/- روپے کا ۹۰۰ بوری توڑیہ جو سیلز ٹیکس کا حسب ذیل سرٹیفکیٹ دے کر خریدا گیا تھا باقاعدہ کمپنی کے حسابات کی کتب میں خرید توڑیہ کھاتہ میں درج کیا گیا ہے؟ کیا اس توڑیہ کے تیل اور کھل کی فروخت باقاعدہ کتب حساب میں درج کر کے حکومت کا سیلز ٹیکس ادا کیا گیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیوں؟" اب آپ ہی بتائیں کہ یہ "روحانی جماعت" ملک و قوم کی مجرم ہے یا نہیں؟

تاریخ	ریٹ	تعداد بوری	قیمت
۲۰/۳/۵۵	۱۳/۴ روپے	۲۰۰	۲،۶۵۰-۰-۰
۵/۴/۵۵	۱۳/۲ "	۱۵۰	۱،۹۶۸-۱۲-
۷/۴/۵۵	۱۳/۷ "	۱۵۰	۲،۰۱۵-۱۰-۰
۱۳/۴/۵۵	۱۳/۱۳ "	۲۰۰	۲،۷۶۲-۸-
۱۶/۴/۵۵	۱۳/۱۳	۱۰۰	۱۳۸۱-۴-۰
۱۷/۴/۵۵	۱۳/۱۳	۱۰۰	۱۳۸۱-۴-۰
میزان		۹۰۰ بوری	۱۲،۱۵۹-۶-۰ روپے

اسی طرح ۲۰/۳/۵۵ تا ۱۲/۴/۵۵ ۶۰۰ بوری توڑیہ کی خرید اور اس کے تیل و کھل کی فروخت کمپنی کی اصل کتب حسابات میں درج کئے بغیر بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے حکومت وقت کا سیلز ٹیکس و انکم ٹیکس بچایا گیا ہے یا نہیں؟

[illegible]

کیا اس بلیک مارکیٹنگ کا علم چوہدری غلام مرتضیٰ بار ایٹ لاء میاں عبدالرحیم احمد جو "حضور" کا داماد ہے اور حافظ عبدالسلام وکیل اعلےٰ تحریک جدید کو رہے یا نہیں؟ اور کیا یہ مندرجہ ذیل سیلز ٹیکس ایکٹ و سرٹیفکیٹ کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ کیا اسی طرح تقریباً ہر سال ہزارہا روپے کی خرید اور فروخت تیل و کھل بنولہ کو چھپایا گیا ہے یا نہیں؟ یہاں طوالت کے خوف سے مشتے نمونہ از خروارے پیش کیا گیا ہے۔

Certificate for the exemption from payment of the sale tax Rules of the SALSE TAX ACT 1951

We M/s ....hereby certify that we hold Licence No ....Date .... issued by the Sales Tax Officer Lahore. Under section 8 of the Sales Tax Act. 1951.

By virtue of the said Licence, we calaim exemption under clause b/c of section 4 of the said Act in respect of the goods specified below.

Brought from M/s........................Through..........................
cotton seeds ....Maunds or Bages ....
Rs...............per Maund or per Bag

We further certify that the afforesaid goods are to be used and brought into or attached to taxable goods for sale.

امپورٹ لائسنس

(۲) آپ کو (خلیفہ صاحب) اپنی ذاتی تجارتی کمپنی انٹرنیشنل ٹریڈنگ کمپنی جودھامل بلڈنگ لاہور کے نام پر انڈیا سے چھوٹی الائچی، کالی مرچ اور کریانہ وغیرہ کا سامان منگوانے کے لئے جولائی دسمبر ۱۹۵۹ء اور جنوری

جون ۱۹۵۶ء تک کے درآمدی عرصہ میں جو امپورٹ لائسنس ملے تھے آپ نے وہ ۲۰۰۰/- اور ۱۹۰۰/- روپے کے اپنے ایک تجارتی ادارہ یعنی وکیل التجارت تحریک جدید جس کے انچارج قریشی عبدالرشید تھے (حال وکیل المال تحریک جدید) کو فروخت کر دیئے یا نہیں؟ اگر کئے تھے تو کیوں کیا یہ جرم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کا یہ جواب ہو کہ آپ نے فروخت نہیں کئے تھے بلکہ بطور اپنے مختار و نمائندہ کے انکے ذریعہ مال منگوایا تھا تو پھر ان دونوں پرمٹوں کے مال پر مجموعی طور پر جو ۷۰۰۰/- روپے کے قریب نقصان ہوا تھا وہ آپ نے خود اپنی جیب خاص سے کیوں برداشت نہ کیا؟ اس کا بار جماعتی چندہ اور قومی امانت پر کیوں ڈالا گیا؟ کیا یہ مذہبی اور روحانی خلیفہ کے لئے جائز ہے جبکہ آپ کا دعویٰ تو حضرت عمرؓ سے بڑھ کر "فضل عمرؓ" ہونے کا ہے۔ حالانکہ اس عمرؓ نے تو اپنے لڑکے کو بیت المال کے چراغ سے سر پر تیل لگانے پر بھی سزا دی تھی۔ خرید و فروخت اور نقصان کے لئے یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی ربوہ کی کتب حسابات اور نفع و نقصان کا گوشوارہ بابت ۵۶-۱۹۵۵ء اور ۵۷-۱۹۵۶ء ملاحظہ ہو۔

(۳۳) دی سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری سندھ پریسنگ سیکشن جو ۱۹۵۴ء میں انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے علیحدہ کیا گیا تھا اور ۱۹۵۵ء میں آپ کی خاص ملکیت اور ذاتی جائیداد کے طور پر یہ موٹرز کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ کے پاس فروخت یا منتقل ہوا ہے کہ ادا شدہ سرمایہ میں ۸۸۰۰۰/- روپیہ قرض بیت المال سے حاصل کئے ہوئے قرضہ ۲۸۰۹۲/- اور باقی منتقل ہوا تھا یا نہیں؟ کیا یہ ۸۰۰۰۰ روپے کا قرض آپ کی جیب خاص سے واپس ادا ہوا ہے! یا محض کاغذی ادھر ادھر پھیریوں کے ذریعہ جو آپ کے حکم اور ایماء سے ہوتی رہی ہیں، ادا شدہ

ظاہر کر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کنری فیکٹری سے لکھا یہ کلیرنس سرٹیفکیٹ لیا گیا تھا۔ کہ اب صدر انجمن اور تحریک جدید کا "پریسنگ سیکشن" میں کوئی دخل اور واسطہ نہیں۔ آئندہ یہ خالصتاً "حضور" کی ذاتی ملکیت ہوگا۔ کیا یہ قومی جدید کا ناجائز اور مجرمانہ صرف نہیں؟ اور کیا آپ قومی جائیداد کو اپنانے کی تفصیلات کبھی آپ نے جماعت کی نمائندہ مجلس مشاورت میں پیش کی ہیں یا پیش کرنے کی کبھی اجازت دی ہے۔ اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۹۴۲ء میں جننگ اور پریسنگ سیکشن کی تقسیم محکمہ انکم ٹیکس کی خاطر کی گئی تھی۔ تاکہ جننگ سیکشن کو صدر

انجمن اور تحریک جدید کی ملکیت ظاہر کر کے بوجہ خیراتی ادارہ ہونے کے ٹیکس سے بچایا جاسکے۔ اور پریسنگ سیکشن کو فرضی شراکت نامہ سے بھاری ٹیکس سے محفوظ کیا جاسکے؟ پنجابی کی مشہور ضرب المثل

"اگ لین آئی تے گھر دی بن بیٹھی"

کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ۲۲,۵۰۰/- کے بدلے حصہ داروں کا سرمایہ ظاہر کرکے چند سالوں میں لاکھوں روپیہ کی مشینری اور بلڈنگ پر قبضہ کر لیا۔ جس کا چودہ ہزار روپیہ سالانہ (اب شاید زیادہ ہو) ٹھیکہ حضور وصول کرتے رہے ہیں

(۴) بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جو ۲۸,۰۹۰/- روپے قرض کا سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری کو دیا تھا۔ اس پر

ہر سال -/۴۰۴۶ روپے کا چیک حضور کے دستخطوں سے (کیونکہ کنری فیکٹری کا بینک اکاؤنٹ حضور اپریٹ کرتے تھے) بطور RENT ON LOAN یعنی سود صدر انجمن کو ملتا رہا ہے یا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ آمد اور اس قسم کی اور ہزارہا روپیہ کی آمدنیوں کو بھی محکمہ انکم ٹیکس

کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ نیز کیا اسلام میں سود لینا یا دینا جائز ہے؟
سود کی تعریف آپ اپنی کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" میں ملاحظہ
فرما کر اس کا جواب عنایت فرما دیں۔

۵۔ صدر انجمن اور تحریک جدید ربوہ کے مد مرکز پاکستان "ب"
دیہ وہ خاص مد ہے جس میں ربوہ کی زمین فروخت کرنے کا روپیہ جمع ہوتا تھا۔
صرف تین سال کے عرصہ میں یعنی ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۶ء/- ۹۰۰، ۵۸، ۱۰ روپیہ
اسی مد میں فروخت زمین کا جمع ہوا۔ حالانکہ ربوہ کی ساری زمین صرف
۱۲،۰۰۰/- روپیہ میں خریدی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی خریدکنندگان کو
حقوق ملکیت حاصل نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بلیک مارکیٹ اور کیا ہو سکتی
ہے؟ سے روپیہ حاصل کر کے تجارتی مقاصد کے لئے ربوہ میں ڈالمیا
سیمنٹ کمپنی کی جو ایجنسی لی تھی اس کو ۲۴،۳۴۹ بوری سیمنٹ فروخت کرنے پر
۳۱ $\frac{۱}{۵۵}$ تک ۱۸،۹۳۰/۲/۶ روپے منافع ہوا تھا۔ کیا اس ایجنسی کا
حساب محکمہ انکم ٹیکس کے روبرو پیش کیا گیا ہے؟

۶۔ کیا آپ قریشی عبدالرشید وکیل التجارت و حال وکیل المال،
اور اس کے عملہ کو جسے پوری تنخواہ اور سفر خرچ وغیرہ جماعت کے
چندے سے ادا ہوتا تھا سے اپنا ذاتی کاروبار (مثلاً ہارڈر ٹریڈ۔ حینا
کا کاروبار۔ قاعدہ یسرنا القرآن اور ہومیو پیتھی وغیرہ) کرواتے رہتے
ہیں یا نہیں۔ جس کا نفع آپ کو منافع ملتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر
یونین سٹل ربوہ کے ووچر ۶۲ مورخہ $\frac{۳}{۵۵}$ ۲۲ کے مطابق آپ کو
۴۹/۱۵ ہم روپے کا چیک بطور تجارتی منافع دیا گیا۔ اسی طرح ہزارہا
روپیہ قریشی عبدالرشید نے جائز و ناجائز طریقہ سے آپ کی نذر
کیا۔ اور اسی طرح وہ خود قوم کے محاسبہ سے بچتا رہا۔ کیا یہی وہ تقویٰ
کی باریک راہیں ہیں۔ جن کا جماعت کو درس دیتے۔ حضور اور
حضور کے تنخواہ دار علماء کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔

۷۔ کیا یہ امر واقعہ ہے یا نہیں کہ پیر صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ایم منٹگمری جو آپ کے رشتہ دار ہیں نے اپنے گیارہ حصص یعنی ۱۱۰۰/- روپیہ جو دی سندھ ویجیٹیبل آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ میں تھے فروخت کر کے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن اس وقت کمپنی مذکور چونکہ شدید خسارہ میں تھی اس کے حصص کا کوئی بھی شخص رضاکارانہ خریدار نہ تھا۔ لیکن آپ نے بحیثیت خلیفہ کے حکم دیا کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ یہ حصص خرید کرے اور فوری طور پر ۱۱۰۰/- روپے کی رقم پیر صاحب کو ادا کی جائے۔ چنانچہ تحریک جدید نے فوراً بلا حیل و حجت ۱۱۰۰/- روپے کا ریزولیشن پاس کر کے قومی خزانہ و چندہ سے یہ رقم ادا کر دی۔ یہی فیاضانہ سلوک ان حصہ داروں سے کیوں نہ کیا گیا جن کی رقوم کمپنی مذکور میں پیر صاحب کی رقم کی طرح ہی خطرہ میں تھیں۔ اور ان میں سے اکثروں نے حصص فروخت کر کے پیر صاحب کی طرح اپنی رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیا ہوا تھا۔ کیا یہ امتیازی سلوک ابن الوقتی اور کنبہ پروری کی ذیل میں نہیں آتا اور کیا اس قسم کی جانبداری کسی روحانی خلیفہ کے لئے جائز ہے۔

(نوٹ) ۱۹۵۲ء میں جب اس رقم کی ادائیگی ہوئی تھی اس وقت اس کمپنی کے حصے نصف قیمت پر بھی کوئی لینے کو تیار نہ تھا۔ پانچ لاکھ روپیہ قوم کا اس کمپنی نے اور لاکھوں روپیہ اسی طرح دوسری کمپنیوں نے ضائع کیا ہے جن کے ڈیئریکٹر حضور کے فرزند ارجمند مرزا ناصر احمد صاحب، مرزا مبارک احمد صاحب، مرزا حفیظ احمد صاحب ہیں۔ لیکن کوئی پوچھنے والا اور محاسبہ کرنے والا نہیں۔ جس نے کبھی جرأت کی وہی جماعت اور مرکز سے باہر نکال پھینکا گیا۔

۸۔ کیا آپ نے خود ملک عبدالرحمن صاحب مرحوم آف قصور نیونگ

ڈائریکٹر دی ایشو آف لقین کمپنی لمیٹڈ کراچی (ہیڈ آفس دی مال لاہور)
کی جگہ کوئی اور آدمی تلاش کرنے کے لئے صوفی محمد رفیق صاحب نائب
وکیل الصنعت ڈائریکٹر ایشو آف لقین کمپنی کراچی بھیجا تھا یا نہیں
جب آپ کا راز ایک موقعہ پر بورڈ کی میٹنگ میں جو ربوہ میں ہوئی
تھی طشت از بام ہوا تو آپ نے صاف انکار کر دیا کہ آپ
ہرگز کوئی آدمی نہیں بھیجا۔ ملک صاحب نے کہا یہ صوفی محمد رفیق بیٹھا
ہے اس سے پوچھئے یہ گیا تھا یا نہیں۔ صوفی صاحب کو ملک صاحب
کے صداقت بھرے الفاظ کا انکار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور منہ
سے نکل گیا کہ ہاں گیا تھا۔ اس پر صوفی محمد رفیق کو سچ بولنے کی پاداش
میں دوہاں وہی سچ جس کے بولنے کی آپ ہمیشہ جماعت کو تلقین کرتے
رہے ہیں) سزا کے طور پر ڈیگر یڈ کیا گیا حالانکہ آپ کے انکار کے باوجود
آپ کا اقرار حسب ذیل اقرار ہے جو ۲۶ 11/49 کو صوفی محمد رفیق صاحب
کراچی بھجوانے کے بعد دیا گیا تھا۔

CHINIOT-26-11-49

..ave not stated if present Directer insists on resign ..will run the firm

KHALIFAT-UL-MASEEH

(۹) سکیڑوں واقفین زندگی جو ایمان و اخلاص سے سرشار کنناں کشاں
مرکز سے وابستہ ہوئے تھے آہستہ آہستہ آپ کے دنیاوی اور خود
سیاسی نظام کی بے اعتدالیوں، بدعنوانیوں اور دھاندلیوں سے ...
ہو کر گھروں کو واپس لوٹے ہیں۔ اور بعض ان میں سے احمدیت اور ...
کو بھی جواب دے چکے ہیں۔ ان میں سے بعض پر تعلیم دلوانے پر ہزار

روپیہ جماعت کے چندہ سے خرچ ہوا۔ مجموعی طور پر اس سلسلہ میں ایک اندازہ کے مطابق صرف تحریک جدید کے ۳/۱۴/۸۹۶ و ۲۳ روپے ضائع ہو گئے۔ تفصیل کے لئے وکیل الدیوان تحریک جدید کے حسابات ملاحظہ ہوں۔ کیا اس قومی نقصان جماعت اور اس روپیہ کے ضیاع سے ہوا کی تمام تر ذمہ داری آپ پر اور آپ کے مقرر کردہ نا اہل افسران اور حاشیہ برداروں پر عائد نہیں ہوتی جن کے عمل اور بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم میں زمین و آسمان کا فرق ہے!

(۱۰۰) دفتر وکیل التجارت کے اخراجات و رجسٹر ۱۵۹-۱۶۰ اور آمد کا رجسٹر ۹/۲/۴۴ مالیتی ۸/۷۸۲ و ۶ روپے دیکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کا یہ محکمہ سٹہ کا کاروبار کرتا رہا ہے یا نہیں۔ اور بقول الفضل اس جوئے کے کاروبار میں قومی امانت فنڈ تحریک جدید سے قرض لیا ہوا ۲۵۰۰۰/- روپیہ ضائع ہوا ہے یا نہیں! یہ پچیس ہزار اور اسی طرح اور ہزارہا روپیہ ضائع کرنے والا قریشی عبدالرشید اس وقت بھی بدستور تحریک جدید کا وکیل ہے یا نہیں؟ اور یہ انعام قوم کے اس مجرم کو آپ نے محض اس لئے نہیں دے رکھا کہ سلسلہ کے مال کو مختلف طریقوں اور راہوں سے آپ کی نذر کرتا رہتا ہے۔ اگر قریشی عبدالرشید کے جرم میں "حضور" یا جماعت کے سنجیدہ طبقہ کو کوئی شک ہو تو از راہ کرم تحریک جدید کے کم از کم مندرجہ ذیل دو ریزولیوشن ضرور پڑھ لئے جائیں تاکہ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے۔

ارشاد حضور ریکارڈ ہوا

ریزولیوشن نمبر ۷ ج۔م ۴۵ ۲۰ تجارت کا ہر تین ماہ کے بعد بیلنس شیٹ (جو حالت میں دو وکالت علیا) میں پیش ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح ہو تو کوئی خطرہ کی بات نہیں رہ جاتی۔ انسپکٹر تو یہ ہے کہ ہمارے اکونٹس ان کے

قریشی عبدالرشید وکیل التجارت حال وکیل المال) تحفظ میں رہنے دیئے ہیں اور لوگ اعتراض کرکے اپنا دماغ چاٹتے ہیں۔

(نوٹ) اس ریزولیوشن سے یہ بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ ربوہ والوں کا یہ ماویلا صحیح نہیں کہ نظام جماعت پر ہمیشہ اور صرف ایسے لوگ اعتراض کرتے ہیں جن کو جماعت سے نکال دیا جاتا ہے، حالانکہ بعض حق پرست جماعت کے اندر رہتے ہوئے بھی نعرۂ حق بلند کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کو فوراً کسی دوسرے فرضی کیس میں الجھا کر مرکز اور جماعت سے علیحدہ یا کم از کم دور کر دیا جاتا ہے تاکہ کسی وقت ایسے لوگ ڈائریکٹ خلافت مآب پر ہی انگشت نمائی شروع نہ کر دیں۔ اس لیے خلیفہ جب اپنے تحفظ کے لیے ہمیشہ اپنے حواریوں کا تحفظ ضروری خیال کرتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی مجرم کیوں نہ ہوں)

ارشاد حضور ریکارڈ ہوا

ریزولیوشن نمبر ۶ ب ۱۸، ۱۰، ۵۶ آئندہ ہر قسم کی تجارت یہ موٹرز کارپوریشن کی نگرانی میں ہوگی۔ کیونکہ اس کے چیئرمین خلیفہ صاحب کے فرزند ارجمند مرزا حفیظ احمد صاحب ہیں جنہوں نے گذشتہ دنوں لاکھوں روپیہ سٹہ کے کاروبار میں کراچی میں ہارا ہے۔ لائل پور اور کراچی کی دکانیں بھی پر موٹرز کمپنی کے ماتحت کردی جائیں۔ اور انکے سرمایہ کے بارے میں بھی پر موٹرز کمپنی سکیم پیش کرے۔ قریشی عبدالرشید کو اس کے علاوہ اور کسی قسم کی تجارت کا اختیار نہ ہوگا۔ جب تک کمپنی کا بورڈ اس کا فیصلہ نہ کرے۔

(iii) تجارت دو قسم کی ہوتی ہے ایک LONG TERM اور ایک SHORT TERM . چار پانچ ہزار کے سرمایہ سے مراد عارضی تجارت ہو جیسا کہ میں نے (خلیفہ صاحب) چیتا کی تجارت

کے لئے رقم دی ہے۔ اس طرح اگر تحریک او رسا انجمن چاہے تو دو یا تین ماہ کے لئے سرمایہ دے سکتی ہے۔ یہ عرصہ گزرنے کے بعد محکمہ تجارت کو اصل رقم واپس کرنی ہوگی۔ اور اس طرح نفع یا نقصان دیکھ کر آئندہ ایسی تجارت کے جاری رکھنے یا بند کرنے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰) یہ ہو کہ ڈائریکٹرز کا بورڈ پوری نگرانی کرے کہ خرچ بجٹ کے مطابق ہو۔ اور منظوری کے اندر ہو۔

نوٹ:۔ چونکہ ان ریزولیوشنوں پر عمل نہ ہوا نہ ہونا تھا۔ جماعت کا ہزار ہا روپیہ وکیل التجارت کے ذریعہ ضائع ہو گیا اور وکیل التجارت نے باوجود تحریک جدید کے خزانہ سے حضور کو چڑھاوے چڑھانے کے لئے جب اپنے قلمدان وزارت کو چھنتے دیکھا تو ڈرامائی انداز میں استعفیٰ پیش کر دیا کہ وہ ان حالات میں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن خلیفہ صاحب کو ان کا استعفیٰ منظور کرنے کی جرأت اس لئے نہ ہو سکی کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بہت سے راز ہائے سربستہ کے وکیل التجارت صاحب شاہد ہیں۔ اس لئے حضور نے سابقہ خدمات خصوصی اور کارہائے مخفیہ کو ملحوظ رکھ کر انہیں وزارت مال کا قلمدان دوبارہ سپرد کر دیا۔

قارئین کو یاد رہے کہ یہ ریزولیوشن ان پیہم اور تابڑ توڑ حملوں کے جواب کے طور پر تھا۔ جن کا اشارہ جناب خلیفہ صاحب نے خود ریزولیوشن نمبر ۲ غ م مورخہ ۲۰/۵/۵۶ میں کیا ہے۔ ورنہ خلیفہ صاحب ان تمام نتائج اور مبادیات سے خوب آگاہ تھے۔ مگر یہ سب کھیل ہیں جو قوم کی گاڑھے پسینے کی کمائی اور چندہ سے کھیلے جا رہے ہیں۔ کاش ہماری بھولی قوم کی آنکھیں اب بھی کھل جائیں۔

۱۱ ۔ آپ سفر یورپ پر ضرورت سے زائد اپنے خاندان اور مشیران خصوصی
دھن میں قریشی عبدالرشید صاحب بھی اپنی خدمات جلیلہ جن کا معنڈلا
سا خاکہ سوال نمبر ۱ میں دیا گیا ہے کے عوض شامل تھے ، کا ایک بھاری
حصہ ساتھ لے کر گئے جس سے قوم کے خزانے پر لاکھوں روپے کا
ناجائز بار پڑا ۔ اور واپس آ کر آپ کے ذمہ بطور قرض جو روپیہ نکلتا
تھا اس کو صاف کروانے کے لئے بوگس ریزولیوشن صدر انجمن اور
تحریک جدید سے پاس کروائے گئے ۔ صرف تحریک جدید میں ہی تقریباً
-/۶۱۰۰۰ روپے کا ایک ریزولیوشن ہوا تھا کہ یہ رقم " حضور " سے
مل گئی ہے حالانکہ حقیقتاً ایک پیسہ بھی نہ ملا تھا ۔ کیا آپ اسی ایک
سفر کے اخراجات کی تفصیل جماعت کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں ۔
۱۲ ۔ کیا آپ امانت فنڈ صدر انجمن اور تحریک جدید کی ۱۹۴۸ء
تا ۱۹۵۸ء دس سال کی بیلنس شیٹس سال وار جلسہ سالانہ پر قوم
کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں تاکہ نقدی موجودہ ۔ تجارتی قرضوں
اور اوور ڈرافٹ لی ہوئی رقوم کی تفصیل منظر عام پر آ سکے ؟
۱۳ ۔ ۱۹۳۵ء تا جنوری ۱۹۵۶ء تحریک جدید کے دونوں دفتروں
کی کل آمد -/۶۲۱، ۱۶، ۵۰ روپے ہوئی ہے ۔ کیا آپ اس
کے مقابل اخراجات کی تفصیل جماعت کے کھلے اجلاس میں بتانے
کے لئے تیار ہیں ؟
۱۴ ۔ مندرجہ ذیل خطوط کی روشنی میں جواب دیں ۔ کہ آپ اپنے سے
اختلاف رکھنے والوں کو اخراج از ربوہ ، اخراج از جماعت اور
سوشل بائیکاٹ یعنی مقاطعہ کی سنگین سزائیں جو قرآن اور اسلام کی تعلیم
اور بین الاقوامی انسانی حقوق بشریت کے چارٹر کے خلاف ہیں یا
نہیں ؟ اور کیا بقول مکرم ایڈیٹر صاحب " لوائے وقت " آپ
کو اپنے لئے بھی سلوک پسند اور گوارا ہے ۔

آزادئ رائے پر پابندی

ریاست ربوہ کا گھناؤنا پہلو یہ ہے کہ وہاں کسی کو آزادئ ضمیر حاصل نہیں۔ برعکس وہاں کس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس نہج پہ سوچے جو خلیفہ صاحب نے تجویز کیا ہے۔ یہ آمرانہ نظام بعینہٖ روسی نظام کے مشابہ ہے۔ جہاں تمام لوگوں کو ایک ہی راستہ پر سوچنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اور ایک ہی قسم کا لٹریچر پیدا کیا جاتا ہے اور ایسے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں کہ بیرونی دنیا کے خیالات کے اثرات اندر نہ آسکیں۔ ریاست ربوہ میں تمام قسم کے اخبارات نہیں آسکتے۔ ایک سنسر بورڈ قائم کیا ہوا ہے جو پہلے کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس اخبار اور کتاب کو اپنی پالیسی کے خلاف نہ پائیں اس کو پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے اور جو اخبارات اور کتب ان کی پالیسی کے خلاف ہوتی ہیں ان کا داخلہ ربوہ میں کلیتہً ممنوع ہے۔

اخبار فروش کا واقعہ

چنانچہ حال ہی میں ایک واقعہ ربوہ میں رونما ہوا۔ کہ چنیوٹ کا ایک اخبار فروش مبارک علی صاحب نامی ربوہ میں اخبار بیچنے گیا تو وہاں کی "خانہ ساز پولیس" نے اس کو گھیر لیا۔ اور دفتر ناظم امور عامہ (یعنی ہوم سیکرٹری) کے پاس لے گیا۔ بدقسمتی سے اس کے پاس نوائے پاکستان کے پرچے بھی تھے وہ اس سے جبراً چھین لئے گئے اور اس کے سامنے ہی ان پرچوں کو پھاڑ کر جلا دیا گیا۔ اور اس اخبار فروش کو ملکوٹ کر ربوہ سے باہر نکال دیا گیا۔

اسی طرح اخبار الفضل میں بارہا دفعہ ناظم امور عامہ کی طرف سے

یہ اعلان ہو چکا ہے کہ مخالفین یا غیر کے مہدی کا جو لٹریچر بھی احمدیوں
کے پاس پہنچے اس کو مت پڑھیں۔ بلکہ وہ مرکز کو بھیج دیں۔ (۲۰ اپریل ۵۷ء
الفضل)

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور

مندرجہ بالا اعلان میں آپ کلی طور پر منع فرماتے ہیں کہ غیر کے مہدی کا لٹریچر خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی لٹریچر پیش کریں، قطعاً نہ پڑھیں۔ اور ستیارتھ پرکاش جیسی گندی کتاب اپنے خلف الرشید کو پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

میرے بیٹے جو جوان ہو گئے ہیں میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیارتھ پرکاش اور انجیل وغیرہ بھی پڑھا کرو۔
(۲۶ اگست ۱۹۳۹ء الفضل)

خوف و ہراس

ربوہ میں ایک ایسا محکمہ ہے جو لوگوں کے افکار و نظریات کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ اگر کسی احمدی کا نظریہ اور رائے خلیفہ صاحب کے نظریہ سے مختلف ہو، تو اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نظریات و افکار کو خلیفہ صاحب کے نظریات وافکار کے مطابق ڈھالے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو اس کو مختلف طریق سے گزند پہنچانے کی پوری پوری سر توڑ کوشش کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ مجبور ہو کر مرکز کو چھوڑ جائے۔ ان تکالیف کے باوجود اگر ریاست ربوہ نہ چھوڑنے پر بضد ہو تو محکمہ امور عامہ مقامی پولیس سے مل کر اس پر جھوٹا مقدمہ بنا کر خوف و ہراس میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ چند سال ہوئے غلام رسول صاحب حنیف بموسم گرما کی تعطیلات گزارنے ربوہ ریاست میں گئے تو ربوہ کی تھانہ پولیس نے مجھے انکو ڈھب کا نہ پایا تو ان پر ایک چوری کا مقدمہ بنا دیا۔ تھانیدار اور سپاہی نے مجھے انکشاف الفاظ میں یہ کہا کہ نظارت

امور عامہ آپ کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے بہتر صورت یہی ہے کہ آپ ربوہ چھوڑ دیں۔

تھاٹ پولیس

جاپان میں بھی دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے مت ہی کاڈو کی حکومت میں پولیس کا ایک حصہ تھا۔ جس کو تھاٹ پولیس ...... کہتے ہیں۔ اس پولیس کا یہ فرض ہوتا تھا کہ ملک میں لوگوں کی گفتار اور افکار کا جائزہ لیتی رہے۔ یہی حال ربوی میکاڈو کا ہے جو اپنی ریاست میں کسی کو نہ سوچنے دیتا ہے، نہ کسی کو آزادی سے تالیف و تصنیف کرنے دیتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

قاعدہ یہ ہے کہ تمام وہ لٹریچر جو احمدی احباب تصنیف فرمادیں (گو وہ کسی موضوع پر ہو) تو محکمہ تالیف و اشاعت میں روانہ فرمادیں۔ اور محکمۂ مذکور بعد ملاحظہ و تصحیح ضرور اسے اشاعت کے لئے منظور کرے۔ اور کوئی کتاب یا رسالہ بغیر محکمہ مذکورہ کے پاس کرنے کے احمدیہ لٹریچر میں شائع نہیں ہو سکتا۔" (۱۸ مئی ۱۹۲۲ء الفضل)

ربوہ کا پریس ایکٹ

"اسی طرح مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱ ۱۹۲۸ء یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب ٹریکٹ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و اشاعت چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو اس کتاب کی اشاعت بند کر دی جائے گی۔"

(۲۹ جنوری ۱۹۴۳ء الفضل)

اجازت نہیں

خدام الاحمدیہ ان کو دیتے ہیں علمی جامہ پہنایا گیا۔ اور المنبر نامہ قادیان

سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس کے ایڈیٹر ایک مشہور قادیانی صحافی تھے۔ خلیفہ صاحب کے نزدیک بعض نقائص اور عیوب ایسے تھے کہ اُن کے ہوتے ہوئے المبشر کو مرکز کے سلسلہ سے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔

(۲۸ اگست ۱۹۳۷ء الفضل)

"اسی طرح اعلان کیا گیا کہ کتاب بیان المجاہد (جو مولوی غلام احمد سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ و تعلیم الاسلام کالج) نے شائع کی ہے کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں جب تک نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو۔"

(۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء الفضل)

ایک ٹریکٹ کے متعلق اعلان کیا گیا کہ اس ٹریکٹ کو ضبط کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ جن صاحب کے پاس یہ ٹریکٹ موجود ہو وہ اسے فوراً تلف کر دیں۔ اور شائع کرنے والے صاحب سے جواب طلب کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ جس قدر کاپیاں اس ٹریکٹ کی اُن کے پاس ہوں وہ سب تلف کر دی جائیں۔

(۷ دسمبر [illegible] الفضل)

جب نظارت تالیف و تصنیف کو اس ٹریکٹ کی اشاعت کا علم ہُوا تو اس نے اس کی اشاعت ممنوع قرار دے دی۔ اور اسے بحق جماعت ضبط کر کے تلف کر دینے کا حکم دیدیا۔ نیز ٹریکٹ شائع کرنے والے سے جواب طلب کیا گیا۔

(۹ دسمبر ۱۹۴۲ء الفضل)

غور کیجئے کہ اب ریاست کے مکمل ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔۔

"اب تک تین رسالوں کو میں اسی جرم میں ضبط کر چکا ہوں۔"

(۴ مارچ ۱۹۳۹ء الفضل)

ربوہ کا روسی نظام

ریاست ربوہ میں کوئی ایسا لٹریچر داخل نہیں ہو سکتا جو اس ریاست کی پالیسی کے خلاف ہو۔ اس طرح ریاست میں روسی نظام کی طرح کوئی آدمی ایسی جماعت کے خیال کا ہمنوا نہ ہو، اس کو آزادی سے کسی سے ملنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ وارد شدہ آدمی سے کسی قسم کی گفتگو کر سکے۔ چنانچہ غلام محمد صاحب جو خلیفہ صاحب کے نظریات اور عقائد کے خلاف ہیں۔ ایک نجی کام کے لئے ربوہ گئے۔ ربوہ کی تھانٹ پولیس نے ربوہ سے نکال دیا تا کہ وہ لوگوں میں اپنے خیالات و افکار کا اثر نہ چھوڑ سکے۔

رشتہ داروں سے ملنا ممنوع

اسی طرح محمد یوسف صاحب ناز (خلیفہ کا محرم راز) اور ان کے ہمراہ عبدالمجید صاحب اکبر جو ان کے ماموں ہیں، اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے کے لئے ربوہ گئے تو ان کی خاص سا ز پولیس نے اپنی کڑی نگرانی میں گھیر کر ناظر امور عامہ کے سامنے پیش کر دیا۔ تو انکو اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بلکہ انکو حکم دیا کہ وہ ریاست ربوہ کو فوراً سے پیشتر چھوڑ دیں۔ ورنہ انکی زندگی کے ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔

ان واقعات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ کی طرف سے ایک ایسا آہنی نظام قائم ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگ نہ تو مخالفین کے خیالات سن سکتے ہیں اور نہ وہ دوسروں کا لٹریچر پڑھ سکتے ہیں۔ میں حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہوں کہ ایک مذہبی، دینی اور تبلیغی جماعت جنہوں نے دوسروں تک اپنی بات پہنچانی ہوتی ہے ان کی طرف سے لا متناہی اور تعزیری اقدام انکے لئے باعث فخر ہو سکتے ہیں۔ پس گورنمنٹ کا اولین فرض ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگوں کو آزادی بہم پہنچانے کے لئے مناسب اقدام کرے تا کہ وہ اس مطلق العنان آمر کے آہنی چنگل سے نجات پا سکے۔

حکومت کے خواب

خلیفہ صاحب کے رگ و ریشہ میں سیاست رچی ہوئی ہے۔ اگر ان کے اعلانات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب کے پردہ میں سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں اور سیاست کی برکتوں سے بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کی ابتلاء انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب اکثر کہا کرتے ہیں۔

تمام سرکاری احمدیوں کی فہرست تیار رکھو

"ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے اس کی زفح کو کچل دیں گے۔ ایسے ہی مقاصد کے لئے یہ دفتر امور عامہ ایسے احمدی آفیسران جو گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں یا فوج یا پولیس، سول احلی احجلات، تعلیم وغیرہ کے محکموں میں کام کرتے ہیں ان کے مکمل پتے تیار رکھتا ہے"

(۸ نومبر ۱۹۳۴ء الفضل)

ہماری سیاست گورنمنٹ سے زیادہ ہے

کبھی وہ واشگاف الفاظ میں کہہ دیتے ہیں:

پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں ۔۔۔۔۔۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے ۔۔۔۔ پس اس سیاست کے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ سیاست بھی ہے اور

جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔"

(۴ راگست ۱۹۳۶ء الفضل)

حکومت کے تعاون صحیح حکومت پر قبضہ

اس زمانہ میں یہ الفاظ کہے جاتے ہیں :-

"میرا خیال یہ ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں۔ عدم تعاون سے نہیں ..... اگر ہم کالجوں اور سکولوں کے طالب علموں کے اندر یہ روح پیدا کر دیں تو جوان میں سے ملازمت کو ترجیح دیں وہ اس غرض سے ملازمت کریں کہ اپنی قوم اور اپنے ملک کو زیادہ فائدہ پہنچا سکیں گے۔ تو یہ لوگ چند ماہ میں ہی حکومت کو اپنی آزادانہ رائے اور بے لاگ مشورے سے مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ہندوستانی نقطہ نگاہ کی طرف مائل ہو۔ بیشک ایسے لوگوں کی ملازمت خطرہ میں ہوگی مگر چونکہ یہ لوگ ملازم ہی اس خطرہ کو مدنظر رکھ کر ہوئے ہونگے، ان کے دل قوی ہونگے۔ ان کے دل اس بات سے ڈریں گے نہیں دوسرے کوئی گورنمنٹ ایک وقت میں ہزاروں لاکھوں ملازموں کو اس جرم میں الگ نہیں کر سکتی کہ تم کیوں سچائی سے اصل واقعات پیش کرتے ہو۔ اگر پولیس کے محکمہ پر بھی ایسے جذبہ حب الوطنی سے سرشار لوگ قبضہ کر لیں تو حکومت ہند میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔" (۱۸ جولائی ۱۹۲۵ء الفضل)

مستورات کی چھاتیوں پر خفیہ دستاویزات

جب کبھی بھی خلیفہ ربوہ کے خفیہ اڈوں پر حکومت نے چھاپا مارا تو کل اسلحہ اور کاغذات تمام ہوشیاری سے زمین دفن کر دیے گئے۔ قادیان میں ایک مرتبہ پولیس کا قصر خلافت پر چھاپا پڑا۔ جس کی اطلاع قبل از وقت خلیفہ کو نہ ہو سکی۔ لیکن خلیفہ کی اپنی فراست ان کے کام آئی تو فوراً خفیہ دستاویز کو اپنی مستورات کی چھاتیوں پر باندھ کر اوپر کوٹھی دارالسلام

قادیان بھجوادیں اور تمام اسلحہ فوراً زیر زمین دفن کر دیا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات اور پھر مارشل لاء کے اختتام پر جو گورنمنٹ پاکستان نے ربوہ کے ذخائر اور قصر خلافت پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ کیا تو یہ خبر دو دن پہلے ہی ربوہ پہنچ گئی۔ کچھ ریکارڈ نذر آتش کر دیا اور کچھ حصہ خیاب ایکسپریس پر سندھ روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس اسلحہ کے نشان اب قادیانی اسٹیشنوں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا بشیر آباد اسٹیٹ کے ملازم سے ایک تھری ناٹ تھری کی رائفل اور ایک گرینیڈ برآمد ہوا تھا اور وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ کے ماتحت سزا پا گیا۔

حکومت وقت سے بغاوت

اسی طرح حال ہی میں اسی اسٹیٹ میں ایک قادیانی ملازم سے تھری ناٹ تھری کی رائفل پولیس نے برآمد کی ہے۔ اگر حکومت ربوہ اور قادیانی اسٹیشنوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے تو بے شمار اسلحہ بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ صاحب ہر اس فرد کو بغاوت کا حق دیتے ہیں جس نے دل سے اور عمل سے حکومت وقت کی اطاعت نہ کی ہو۔ ایک دفعہ کسی نے خلیفہ صاحب سے دریافت کیا کہ جس ملک کے لوگوں نے کسی حکومت کی اطاعت نہ کی ہو تو کیا انہیں حق ہے کہ وہ اس حکومت کا مقابلہ کرتے رہیں۔ تو ارشاد ہوا۔

" اگر کسی قوم کا ایک فرد بھی ایسا باقی رہتا ہے جس نے اطاعت نہیں کی نہ عمل سے نہ زبان سے تو وہ آزاد ہے اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے مقابلہ کر سکتا ہے" ۱۹ ستمبر ۱۹۴۴ء الفضل

پھر فرماتے ہیں :-

" اگر ہمیں تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جاتی تو ہم یا تو اس ملک سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے" (۱۳ نومبر ۱۹۵۳ء الفضل)

پھر فرمایا:

"شاید کابل سے کسی وقت جہاد کرنا پڑ جائے" (۲۷ فروری ۱۹۲۲ء الفضل)

"جماعت ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ (۲۰ اپریل ۱۹۳۱ء الفضل)

انتشار پیدا کر کے ملک پر قبضہ کرنا

اس اقتباسات اور حوالجات سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب ربوہ اپنی جماعت کے ذہنوں میں ایک سیاسی جنون کی پرورش کر رہے ہیں جو ان کے اپنے ذہن میں سمایا ہوا ہے۔ اور اسی تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ کب پاکستان میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑکے اور اس سے فائدہ اٹھا کر ملک کے حکمران بن جائیں۔

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:

کہ "مولیت کی رکھ چلانے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔" (۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء الفضل)

ان کا اپنا ارشاد ہے کہ:

"پنجاب جنگی صوبہ کہلاتا ہے۔ شاید اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے صوبے کے لوگ فوج میں زیادہ داخل ہوتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے صوبے کے لوگ دلیل کے محتاج نہیں بلکہ سونٹے کے محتاج ہیں۔" (۲۸ جولائی ۱۹۳۶ء الفضل)

بیرونی حکومتوں سے گٹھ جوڑ

خلیفہ صاحب غلامی کی حالت میں بھی بیرونی حکومتوں سے بھی گٹھ جوڑ کرنے کے متمنی ہیں۔ اور اس کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:

"کہ کوئی قوم دنیا میں بغیر دوستوں کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے زیادہ مجرم اور

کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ جماعت پیشہ ور دشمن تو بناتی ہے مگر دوست نہیں۔ کیونکہ یہ سیاسی خودکشی ہے۔ (۱۸ رجون ۱۹۲۶ء الفضل)

خلیفہ صاحب کی اندرونی تصویر

اس حوالہ سے خلیفہ صاحب کی اندرونی تصویر ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کسی وقت بھی اس کے دشمنوں کے حلیف بن سکتے ہیں۔ چاہے اس کی کوئی بھی صورت پیدا ہو جائے۔ مثلاً وہ راز افشا کر کے پاکستان کے دشمنوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے ایک کرنل کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہوئے کہا کہ کرنل صاحب نے کہا ہے:

"حالات پھر خراب ہو رہے ہیں لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔" اس حوالے سے کئی امور منکشف ہوتے ہیں (۸ مارچ ۱۹۵۰ء الفضل)

حکومت کی مخفی پالیسی کا راز

کہ فوج میں بعض ایسے افسر بھی ہیں جو حکومت کی پالیسی خلیفہ صاحب کو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً کرنل کا یہ کہنا کہ حالات پھر خراب ہو رہے لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ حالات محمودیوں کے لئے خراب ہو جائیں گے۔ لیکن فوج آپ کی امداد نہیں کرے گی۔ اگر واقعی کرنل صاحب کا کہنا درست ہے تو یہ الفاظ حکومت کی کسی مخفی پالیسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(دوئم) اگر خلیفہ صاحب نے یہ بات کرنل صاحب کی طرف غلط طور پر منسوب کی ہے اور پاک آرمی کی (ساکھ) پر کاری ضرب ہے کیونکہ خلیفہ صاحب کرنل صاحب کی زبانی یہ بتا رہے ہیں کہ حالات خراب ہونے پر بھی فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ یعنی اگر گورنمنٹ فوج کو حالات سدھارنے پر متعین کرے تو وہ انکار کر دے گی۔ لیکن تعجب والی

بات یہ ہے کہ جب خلیفہ صاحب نے خطبہ دیا تو اس وقت نوائے پاکستان کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ وہ خلیفہ صاحب کو گرفتار کر کے اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کون کرنل صاحب ہیں۔ جس نے خلیفہ صاحب کو پاک فوج کے متعلق یہ کہا تھا۔ اگر خلیفہ صاحب کرنل صاحب کا نام بتانے سے قاصر ہوں تو ان کو سزا دی جائے۔ لیکن افسوس گورنمنٹ نے نامعلوم وجوہات کی بناء پر خلیفہ صاحب سے بازپرس نہ کی۔ دراصل یہی وہ امور ہیں جب خلیفہ صاحب اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ خطبات دیتے ہیں تو حکومت ان پر گرفت نہیں کرتی جس سے وہ بے لگام ہو کر جرأت اور جسارت میں بڑھ جاتے ہیں۔

خلیفہ صاحب کی یہ عادت قدیمہ ہے کہ جب کبھی ان کی تقریر پر کوئی قانونی اعتراض پڑے تو اپنا کام نکل جانے کے بعد، تو وہ کچھ عرصہ کے بعد تقریر دوبارہ اصلاح کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں۔ اس دوبارہ شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی حکومت کی طرف سے گرفت ہو تو وہ دجل و فریب سے حقیقت پر پردہ ڈال کر دوسری اشاعت کو پیش کر سکیں۔ اور قانون کی گرفت سے بچ جائیں۔ یہاں بھی اس قسم کے مکر و فریب اور عیاری سے کام لیا گیا ہے جبکہ خطبہ پہلی دفعہ شائع ہوا تو اس کے الفاظ اور تھے۔ جب وہی خطبہ دوسری بار شائع کیا گیا تو قابل اعتراض الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔

گشتی مراسلہ

* ربوہ کے جاسوسوں کا کام ؟
* حکومت کی پالیسی کے راز معلوم کرانا
* مجلس تحفظ ختم نبوت
اور
* جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا
* مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کردی ہے

AHMADIS COLLECTING OFFICIAL INFORMATION

Govt. asks Departmental Heads to be vigilant

The West Pakistan Government has circulated a letter to all the Secretaries, Heads of Departments and Commissioners of Divisions, bringing to their notice the activities Ahmadia, Rabwah, it is reliably learnt.

The letter which was circulated some time ago directs the officials concerned to take suitable measures to prevent official information from other into the hands of the Ahmadia intelligence staff in an unauthorised manner

The letter points out that the Government has reliable information to the effect that the Jama at-e-Ahmadia, Rabwa, has empolyed special intelligence staff to collect information which may be of interest to the Ahmadia Sect. The Government has also learnt that Government servants belonging to the Ahmdia community are being used for securing officiel information. Another source through which the Ahmrdia intelligence staff collects information are tne retired Ahmdia Governments servants who still have influence with their erstwhile colleagues or subordinates.

It has also come to the notice of the Government that some Ahmadies have apparently renounced their faith in order to allay sus picion and to mix freely with the general body of Muslims with object of collecting information.

The main topics on which the Ahmadia intelligence staff gathers information are, a the activities of the dissidend Ahmadia group called the "Haqiqat Pasand Party" activities of the organisation like the Majlis Tahaffuz-e- Khatam-e-Nabuwat and Jama' at-e-Islami, matters arising in Government Departments which effect the intereste of the Ahmadia activities of the various political parties, any change in Government policy regarding the Ahmadi community and the Shia-Sunni relation.

The circular letter also points out that the Ahmadia intelligence staff is stationed at Rabwa and Lahore. The Jama' at e-Ahmadia proposes to set up branches of the intelligence staff at Rawalpindi and Karachi as well. The operation of the intelligence staff are directed and supervised by Mirza Nasir Ahmad, son of the Head of the Ahmadia community. —Pakistan Times Dec. 6th 1957

گشتی مراسلہ

حال ہی میں گورنمنٹ پاکستان نے سیکرٹریوں اور حکومت کے سربراہوں کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں گورنمنٹ کے ذمہ دار افسران کو خلیفہ صاحب ربوہ کی خلافتی (C.I.D) سے ہوشیار رہنے کے لئے ہدایت دی ہے۔ اس مراسلہ کا تذکرہ اخبار آزاد، امروز اور پاکستان ٹائمز میں آچکا ہے۔

مرکزی حکومت نے اعلیٰ احکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی

یہ مراسلہ کچھ عرصہ ہوا ان افسران کو بھیجا گیا ہے۔ اس میں متعلقہ افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسے انتظامات کریں کہ سرکاری اطلاعات ناجائز طور پر احمدیوں خبر رساں عملے کے ہاتھوں نہ پڑنے پائیں۔ اس مراسلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسانی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو ایسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرے گا۔ جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہونگی۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ فرقہ کے متعلق ہیں

ان کے ذریعہ سرکاری اطلاعات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ جس سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسانی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع کرتا ہے۔ وہ حکومت کے پنشن یافتہ احمدیہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساتھیوں اور ماتحتوں پر اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ہے تاکہ ان کی طرف سے شک و شبہ جاتا رہے۔ وہ آزادی سے تمام مسلمانوں میں خلط ملط ہو سکیں۔ اور معلومات حاصل کر سکیں۔ حکومت نے بتایا ہے کہ احمدی جماعت کا یہ عملہ عام طور پر جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں ربوہ

کی احمدیہ جماعت کے باغیوں کی جن کا نام حقیقت پسند پارٹی ہے سرگرمیاں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلاتا شامل ہے۔ نیز اس میں احمدیہ فرقہ اور شیعہ سنی تعلقات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کی خبر رکھنا بھی شامل ہے۔ حکومت کے اس گشتی مراسلہ میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت کا یہ خبر رسانی عملہ فی الحال ربوہ اور لاہور میں تعینات ہے اور جماعت احمدیہ کی تجویز ہے کہ اس عملہ کی شاخیں راولپنڈی اور کراچی میں قائم کی جائیں۔ اس عملہ کو ہدایت دینا اور اسکی نگرانی کرنا احمدیہ فرقہ کے امام دخلیفہ) کے بیٹے مرزا ناصر احمد کے سپرد ہے۔

(۷ دسمبر ۱۹۵۷ء امروز)

اس پر ملک کے مشہور اخباروں نے ادارتی نوٹ بھی لکھے ہیں جس میں گورنمنٹ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ یہ محکمہ گورنمنٹ کے لئے انتشار رسال نہیں بنتا کہ ربوہ کا خلافتی نظام:۔ چنانچہ روزنامہ آفاق لاہور کا ادارتی نوٹ ملاحظہ ہو۔

صوبائی حکومت کا انتباہ

کچھ عرصہ پہلے معاصر "آزاد" نے صوبائی حکومت کے ایک خفیہ سرکلر نمبر کے اور تاریخ کا حوالہ دے کر یہ انکشاف کیا تھا کہ حکومت نے اپنے محکموں کے سربراہوں کو اور سیکرٹریوں کو ربوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کے لئے کہا ہے۔ اب پاکستان ٹائمز نے اسی خبر کو دہرایا ہے۔ اس خبر کے مطابق حکومت کے سرکلر میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کے خلافتی نظام نے جاسوسی کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے، جو حکومت کے دفاتر سے اپنے مفید مطلب راز حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ محکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی سرکاری راز جاسوسوں کے ہاتھوں میں نہ پڑیں۔

صوبائی حکومت کا یہ سرکلر ایک اہم مسئلے سے فرار کی مضحکہ خیز کوشش ہے۔ حکومت کو یہ چھوٹا سا نکتہ نظر آگیا کہ ربوہ کی انجمن نے حکومت کے راز حاصل کرنے کے لئے ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا ہے۔ لیکن یہ بہت بڑا اشتہار نظر نہیں آتا کہ ربوہ کی انجمن نے مذہبی تقدس کی آڑ میں ایک خفیہ متوازی حکومت کی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ ایسے تمام حربے استعمال کرنے پر مجبور ہے جو سیاسی طاقت ہاتھ میں لینے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں حربہ عام قانون کی مشینری کو ناکام بنانے کا ہے۔ حکومت کی پولیس کے سامنے اس بات کے ثبوت اور شواہد موجود ہیں۔ ربوہ میں تشدد اور جرائم کے ایسے واقعات پولیس کے نوٹس میں آ چکے ہیں جن کی صداقت کے متعلق پولیس کے افسران اعلیٰ کو شک و شبہ باقی نہ رہا۔ لیکن ان افسروں کا بیان ہے کہ اخفائے جرم کی ایک لمبی چوڑی سازش نے ان کے لئے مجرم کو سزا دلوانا

مظلوم کی دادرسی کرنا

ناممکن بنا دیا ہے۔ احیائے مذہب کے علمبردار سچی بات کہنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اور اگر کوئی شخص آمادہ ہوتا ہے تو ڈر سے زر یا زور کے ذریعے سچی گواہی دینے سے روکتے ہیں۔ لہذا ملک کا قانون بے بس ہے۔ اگر اس ملک میں واقعی ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ اور ایک جماعت اپنی تنظیم اور اپنے وسائل کے ذریعے قانون و انصاف کی مشینری کو جب چاہے شل کر دے۔ تو حکومت کو طفلانہ سرکلر جاری کرنے کے بجائے ان حالات سے عہدہ برآ ہونے کی مؤثر تدبیر سوچنی چاہیئے۔ یا بصورت دیگر اقتدار کے عہدہ سے مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ اصل یا اہم سوال یہ نہیں ہے کہ نظام ربوہ کے جاسوس حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس راز ہی کون سے ہیں جنہیں وہ محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اصل سوال یہ

سے ہے کہ جاسوسی کے علاوہ ربوہ کے خلافتی نظام کے کارکن اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔ (۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء روزنامہ آفاق لاہور)

روزنامہ تسنیم بھی ملاحظہ ہو

"ربوہ کا جاسوسی نظام"

اخباروں میں حکومت مغربی پاکستان میں ایک گشتی مراسلے کا تذکرہ ہو رہا ہے جس میں محکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں کو ربوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ربوہ کے قادیانی خلافتی نظام نے جاسوسوں کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے جو حکومت کے دفاتر سے قادیانی جماعت کے بارے میں حکومت کے فیصلوں کی اطلاعات ناجائز طور پر حاصل کرتا ہے۔ حکومت نے اعلیٰ حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان جاسوسوں سے خبردار رہیں۔ حکومت نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ اطلاعات قادیانی جاسوس قادیانی سرکاری ملازموں سے حاصل کرتے ہیں۔ یا قادیانی پنشن خواروں سے جن کے تعلقات ابھی سرکاری دفاتر سے ہیں۔

ایک معاصر نے اسی پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ حکومت کے نزدیک کونسی شے اہم ہے۔ سرکاری راز معلوم کرنے کا جاسوسی نظام یا وہ خفیہ متوازی حکومت جو قادیانی نظام خلافت نے تقدس کی آڑ میں ربوہ میں قائم کر رکھی ہے۔ اگر پہلی بات ایک تنکا ہے تو دوسری بات شہتیر۔ جاسوسی کا نظام حقیقت میں اسی خفیہ متوازی حکومت کا ایک قدرتی اقتضاء ہے۔

اس کے بعد معاصر حکومت کو بتاتا ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسروں کے اعتراف کے مطابق ربوہ میں قانون اور اس کی طاقتیں بے بس ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دی جاتی ہے مگر مجرموں کے خلاف شہادت دینے پر کوئی شخص آمادہ نہیں ہوتا۔ معاصر لکھتا ہے کہ .. اصل یا اہم سوال یہ ہے کہ نظام ربوہ کے جاسوس حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں .... اصل سوال یہ ہے کہ جاسوسی

کے علاوہ ربوہ کے خفاظتی نظام کے کارکن اور بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے ۔ اس کا علاج کیا ہے!

ہمیں معاصر کے اس تجزیئے سے پورا اتفاق ہے۔ افسوس ہے کہ معاصر نے علاج تجویز کرنے کا مسئلہ حکومت پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا ہے حالانکہ یہ مسئلہ کچھ بھی پیچیدہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت قادیانی جماعت کی اصل حیثیت کو مشخص کر دے اور پردہ فریب کو چاک کر دے۔ جو اس نے اپنے چہرے پر ڈال رکھا ہے یہ جماعت بالکل اسی طرح کی

ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے

جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں۔

ان کی اصل وفاداریاں پاکستان کے نظام حکومت سے وابستہ نہیں ہیں۔ بلکہ ربوہ کے خلافتی نظام سے وہ خلافت ربوہ کے راز تو سینے میں چھپا سکتے ہیں۔ مگر سرکاری اطلاعات کو عقیدۃً چھپا نہیں رکھتے۔ اگر چھپائیں تو نظام خلافت کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔ معاصر نے ثبوت سے پولیس اور قانون کی جس بے بسی کا ذکر کیا ہے وہ اسی صورت حال کا نتیجہ ہے۔

اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ قادیانی جماعت کو خفیہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایسی جماعتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کے بغیر یہ دو عملی ختم ہو نہیں سکتی۔ اور اس گشتی مراسلے کے اجراء کا کچھ حاصل نہیں بجز اس کے کہ "چور" کو آگاہ کر دیا جائے کہ جاگ ہو گئی ہے اور وہ اپنا کام زیادہ ہوشیاری کے ساتھ کرے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ جن افسروں کے نام یہ گشتی مراسلہ جاری کیا گیا ہے ان میں کتنے ہی ہوں گے جو اس فہرست میں آتے ہوں گے جن سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(۸ دسمبر ۱۹۵۷ء ہفت روزہ تسنیم لاہور)

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند　　چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

تاریخ محمودیت (حصہ اوّل)

کے چند اہم ——— مگر ——— پوشیدہ اوراق

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان نہایت شریفانہ ہے، مبالغہ آمیز، خلاف تہذیب اور دل آزار کلمات کا استعمال نہ کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ کم فہم اشخاص کو بھی سمجھنے میں آسانی رہے۔ کوئی بات بغیر حوالہ کے پیش نہیں کی گئی۔ اصل حقیقت کو واضح اور صاف کرنے کے لئے ۲۸ عدد موکد بعذاب حلفیہ شہادتیں ان کے کردار کی آئینہ دار ہیں۔ جن میں ان کے تمام خدوخال شفاف نظر آرہے ہیں۔

یہ کتاب بطور نشان اور خدمت کے بہترین اصولوں پر مرتب کی گئی ہے۔

یہ کتاب اپنی افادیت اور اپنی کیفیت کے لحاظ سے تمام جدید مذہبی لٹریچر میں ایک خاص حیثیت رکھتی ہے۔ دوست اور دشمن کے لئے مفید مطلب ہے کیونکہ ہر قسم کے بحث و مناظرہ ختم کرنے میں خاص طور پر ممد و معاون ہے اس کتاب کی اشاعت نہایت اہم فریضہ ہے اس لئے اپنی پہلی فرصت میں منگوا کر مطالعہ فرمائیے اور اپنی قومی لائبریری میں اسے جگہ دیجئے۔ تاکہ آئندہ نسلیں بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکیں!

قیمت پانچ روپے محصولڈاک ایک روپیہ۔

طالب دعا

محمد مظہر الدین ملتانی　۲۴-۴-۶۲

جگہ کی قلت کے پیش نظر چند اخبارات و رسائل کی مختصر رائے بدیۂ ناظرین ہے

الجماعت کراچی } سچی بات تو یہ ہے کہ ہم نے قادیانیت کے دجل فریب پر زندگی میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن یہ کتاب دراصل قادیانی جماعت کی ۲۸ عورتوں اور لڑکیوں اور لڑکوں کے علاوہ جماعت کے اکابر کی حلفیہ شہادتوں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک ایک شہادت اور آپ بیتی کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے ...... ہماری قلم میں تو ہمت نہیں کہ اس ناپاک داستان پر کچھ تفصیل سے لکھیں ...... یہ کتاب معصوم لڑکیوں اور شادی شدہ عورتوں کی ذاتی تجربات کی داستان ہے۔ قادیانیت کے علاوہ جس قدر کتابیں آج تک نظر سے گذری ہیں ان میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو ہر قادیانی کے ہاتھ میں پہنچایا جائے۔ پھر کسی بحث و مناظرہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

ماہنامہ پیام مشرق لاہور } تاریخ محمودیت منگوا کر کچھ اوراق اپنے خلیفہ کو سنانے کا انتظام کیجئے۔ اگر روح آسانی سے نہ نکل جائے تو فسکا ہی ذمہ دار ہے۔

ہفت روزہ پیام اسلام لاہور } اب ہماری نظر سے مرزائیوں کی لکھی ہوئی کتاب تاریخ محمودیت گزری۔ اس کو پڑھ کر ہمیں مرزا محمود کے اس شعر کی صداقت پر یقین کرنا پڑا۔ سچائی کو ماننا ہر انسان کا فرض ہے۔ اخبار الفضل نے بھی اس کتاب کا ذکر کر کے دھوکہ سے بچنے کی اپیل کی ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ سارے مرزائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کتاب مذکور پڑھ کر دھوکہ سے بچنے یا دھوکہ سے باہر نکل آنے کی ضرور کوشش کریں۔

ہفت روزہ شہاب لاہور } .... جس میں انہوں نے مرزا محمود احمد کے کردار اسلامی دیانت و امانت، مذہبیت و ثقافت کے بخیئے ادھیڑ دیئے

راز بے نقاب کرتے تھے ...... مگر حیرت ہے کہ جب ان کے خلاف ایک کتاب منظرِ عام پر آئی تو وہ بلبلا اُٹھے۔

تجلی دیوبند } ...... چنانچہ اس کتاب میں آپ ان کے ایسے اعمال کی شہادتیں پائیں گے جن کی پوری روداد ایک سلیم الطبع اور درست مزاج انسان پڑھنے کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

ہفت روزہ المنبر لاہور } ...... اس کتاب میں موکد بعذاب حلفیہ شہادتوں کو جمع کر دیا گیا ہے جو مردوں، عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں نے خلیفہ پر لگائے ہیں۔ اور آخر میں خلیفہ صاحب اور قادیانی جماعت کے ممتاز ترین افراد کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ موکد بعذاب حلف اٹھا کر ان کی تردید کریں۔ کتاب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اب تک اس چیلنج کو قبول نہیں کیا گیا۔ اور نہ قبول کیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ } ...... ایک کتاب تاریخ محمودیت بذریعہ وی۔ پی بھجوائی جا رہی ہے جو نہایت اشتعال انگیز ہے۔ اور ہر احمدی کے دل کو مجروح کرنے والی ہے لہٰذا بذریعہ اعلان ہٰذا تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس شرارت سے آگاہ رہیں۔

ہفت روزہ ترجمان الاسلام لاہور } ...... جس میں اپنے خلیفہ مرزا محمود کے اخلاق پر بحث کرتے ہوئے چیلنج دیا گیا ہے۔ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ مرزائیوں کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔